

دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اردو میگزین
معیار، مقصدیت اور مقبولیت کے 31 شمار سال

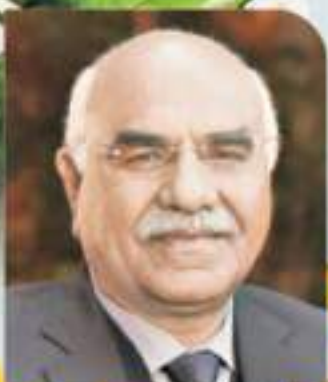


اپریل 2022ء

نوائے وقت

اشاعت کا
378
والا مہینہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں گند



”اخوت“ مستحق افراد کی امیدوں
کا مرکز ہے۔ ڈاکٹر امجد شاہ



تینت صرف 45 روپے

معروف ادیبوں کی دلچسپ کہانیاں اور نظمیں

رنگا رنگ سلسلے اور انعامات کی برسات

پھول انسائیکلو پیڈیا

سائنس کی دنیا

مسکراہٹیں

نوالے انداز

جنتا ہے

آرہ گیلری

آئو گراف

کھٹے میٹھے خطوط

دماغی



دماغ اور اعصاب کیلئے مفید ٹانگ



قرشی دماغی، اعصابی تناؤ اور ذہنی تھکان دور کر کے
سوچنے کی صلاحیت بنائے بہتر!
سب سے یاد رہے...



GOFY®

FREE
TATTOO
INSIDE

**JIM SIM[®]
STICK[™]**

Chew Candy
Mix Flavor



www.gofycandy.com

ختم نبوت ﷺ زندہ باد

عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "اردو بکس" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- ❖ گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی و غیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- ❖ گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- ❖ کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کارروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ❖ ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- ❖ اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈمن سے رابطہ کیجئے۔
- ❖ سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخ رسول، گستاخ امہات المؤمنین، گستاخ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر

صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا

ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں

ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جو ان کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

❖ تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے فری آف کاسٹ وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر

لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔

❖ عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔

❖ لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفیکیشن ضروری ہے۔

❖ اردو کتب / عمران سیریز یا سٹیڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈمن سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے

مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے توریوو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا

جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0333-8033313

0343-7008883

0306-7163117

راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد

محمد سلمان سلیم

پاکستان پائمنڈ باد

پاکستان زندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

نوائے وقت گروپ کے تحت شائع ہونے والا
دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اردو میگزین



معیار، مقصدیت
اور مقبولیت کے 31 شاندار سال

نوائے وقت

دلچسپ کہانیاں، رنگارنگ سلسلے اور انعامات کی برسات

تعلیم، تربیت اور تفریح کے ساتھ ساتھ

اسلامی، اخلاقی، تفریحی، سائنسی مواد، روایت اور جدت کے ساتھ

سب سے زیادہ رنگین صفحات اور قیمت سب سے کم

معروف ادیبوں اور شاعروں کی دلچسپ کہانیاں، مضامین اور نظمیں

آرٹ گیلری

لذیذ چٹخارے

اہم شخصیات کے آٹو گراف

پھول انسائیکلو پیڈیا

نرالے ہیں انداز ہمارے

پھول کتاب گھر

سائنس کی دنیا

مسکراہٹیں

پھول فورم

زبردست جملہ

کھٹے میٹھے خطوط

قطعہ کاریاں

اتناسب کچھ اور قیمت صرف 45 روپے

آپ بھی اپنا تعارف اور تصویر پھول میں شائع کروا سکتے ہیں

پتہ:- 23۔ کوئٹہ روڈ، لاہور۔ پاکستان: فون نمبر 36360845-6 website: http://www.phool.com.pk

ایڈیٹر: محمد شعیب مرزا

اور یہ میرا پیارا بچہ ہے

اے پڑھنے سے پہلے مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ

• نماز کی ادائیگی میں دیر نہ ہو رہی ہو۔

• آج کا ہوم ورک مکمل ہو گیا ہو۔

• ابوامی نے جو کام کہے تھے وہ کر لئے ہوں

ماہنامہ ”پھول“ میں شائع ہونے والی تمام تحریروں کے حقوق محفوظ ہیں۔ کوئی تحریر یا نقلی تحریر اجازت کے بغیر کسی رسالے یا کتاب میں شائع نہیں کی جاسکتی۔

پھول کی ادا سب سے جدا

نوٹ: نوائے وقت گروپ ماہنامہ ”پھول“ میں شائع ہونے والے اشتہارات کے لیے مفصل ہونے کا نامہ درج ذیل ہے۔

جلد چلنا بھی سیکھ جاؤں گا۔ شیر جان۔ کراچی

میری مسکراہٹ اچھی ہے نا؟۔ حبا اشفاق۔ اوکاڑہ

سب الجہات: تہذیبی طاہر

فیروز الکنتز: سدرہ امیر من پانس

آرٹ الجیٹر: شعیب قادر

پھول رنگ

[illegible]

ماہنامہ پھول

اپریل 2022ء

انتساب

ان مسلمانوں کے نام
جو رمضان المبارک میں
عبادت کر کے
اپنے رب کو راضی اور
اپنی بخشش کا سامان
کریں گے۔

پھول نے رسالہ کی دنیا میں نئی دہائی کا آغاز کیا ہے۔ ہر ماہ پھول کا شمار ہے۔
مختلف اہم صحافیات کے نام کیا جاتا ہے۔ تاکہ اپنے قومی مسئولین کو قرائی مشق سے
بے مشغول نہ رہ سکے۔

امریکا سے چلایا گیا۔ لکڑی ایڈ

4. 15300-2.28

برائے معلومات سائلہ فرجی

042-36367573

email: n.w.circulation@gmail.com

042-3637580-36367552-36302050 فون نمبر

shoaibmirza.phool@gmail.com (EXT: 2119)

<http://www.phool.com.pk>

جسٹس ایچ غازی علی خان نے بلا مشورہ و مجبوراً عدالت کی اسے افسانے کی جگہ پر لکھنے سے منع کیا اور پھر روزناموں کے افسانوں کی جگہ سے شائع کیا۔

حکم الہی تعالیٰ

سب ہے تیری عطا
اے خدا اے خدا
یہ لگوں کی آبی خوشبوؤں میں ہی
دھوپ، چھاؤں، ہوا
سب ہے تیری عطا
اے خدا اے خدا
آبشارِ رحمت، کنکاشِ دلنشین
رض کرئی گھٹا، سب ہے تیری عطا
اے خدا اے خدا
رنگینی کیڑیاں یا تیری مچھلیاں
پاز آڑتا ہوا سب ہے تیری عطا
اے خدا اے خدا
ستاروں دانے ہیں پہلوں میں بھرے
نعتیں بے بہا سب ہے تیری عطا
اے خدا اے خدا
پھول اور نگہستاں یہ حسین جنتیاں
خندہ خندہ ہوا سب ہے تیری عطا
اے خدا اے خدا
جھیل مریاں، کچھ یہاں کچھ یہاں
ہر نگار تیرا حسن سے ہے بھرا
اے خدا اے خدا

شریف شیوہ لاہور



کرنیں

محمد صالح

مومن کی شان

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ علی بن حسین
بیٹے کی موت پر غمزدہ ہوئے اور نہ ہی جزع و فزع کیا۔

ایک آدمی نے علی بن حسین سے کہا:

”اے علی! آپ کا صاحبزادہ، جگر کا ٹکڑا، دنیا میں آپ کا وارث اور آپ کا مضبوط ہاتھ
آپ کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلا گیا اور آپ ہیں کہ اس حادثہ پر نہ تو جزع و فزع
کیا اور نہ ہی آپ پر اس کا کوئی خاص اثر ہوا؟“۔

علی بن حسین نے جواب دیا:

”ہاں، یہ ایسا حادثہ ہے جس کو ہم یقینی سمجھتے تھے، اب اگر وہ واقع ہو گیا تو ہمیں اظہار
افسوس کرنے کی کیا ضرورت! اللہ کی قضا کے آگے سر تسلیم خم کر دینا ہی مومن کی شان
ہے۔“

☆.....☆.....☆

نعت

کاش شاداب ہو ہر نفل تمنا شاداب
ہو مری آخرت بھی اور یہ دنیا شاداب
چیتے دل آپ نے اس اسوۂ حسنہ سے کئی
آپ سے جڑتا جو پوچھتا تو رہتا شاداب
ہر روش پر ہیں درخت اور سمجھروں کی قطار
شہر طیبہ کا ہر اک دشت و صحرا شاداب
وہ جنہیں ضعف بصارت سے گم رہتا ہے
ان کو کر دیتا ہے یہ گنبد حضرت شاداب
دامن دل پہ کھمار آیا تری نعتوں سے
تجھ سے پہلے بھی ویرانہ کہاں تھا شاداب
میں نے کبھی میں جب نام محمدؐ کا لیا
ہو گئی ہل میں مری کھٹ تمنا شاداب
میں جو بھٹکا کے اک عمر مسلسل عاقم
نعت کہی تو ہوا میرا نصیب شاداب

ڈاکٹر فنی عام

☆.....☆.....☆

کہ حضرت ذوالنون مصریٰ کو کچھ رقم کی ضرورت ہے تو اس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں آپ پر قربان کر دیتا۔ آپ نے محسوس کیا کہ یہ نوجوان فقر کے ملبوم سے نا آشنا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے فرمایا کہ دو خانے سے فلاں دوا لاؤ اور اس کی تین گولیاں تیار کرو۔ اور ان گولیوں میں سوئی سے سوراخ کر کے میرے پاس لاؤ۔ جب نوجوان گولیاں تیار کر کے لے آیا تو آپ نے ان پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہ قیمتی موتی یا قوت بن گئیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی جوہری



سے ان کی قیمت معلوم کرو۔ ایک ستر نے ان کی قیمت ایک ہزار دینار بتائی۔ نوجوان نے واپس آ کر قیمت بتائی تو آپ نے فرمایا کہ ان گولیوں کو دو بارہ پانی میں گھول دو اور اپنے ذہن میں یہ بات اچھی طرح سمجھاؤ کہ فقیروں کو مال و زر کی بالکل آرزو نہیں ہوتی۔ یہ سن کر وہ نوجوان تارک الدنیا ہو گیا۔

فقر اور پرہیزگاری یہی ہے کہ انسان لالچ و ہوس سے پاک ہو۔ فقر روزے کی طرح ہے۔ انسان کے پاس کھانے پینے کی ہر چیز موجود ہوتی ہے لیکن روزہ دار سحری سے افطار تک ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ اللہ کے ولی پیداؤں سے انتقال تک کا وقت ایسے ہی گزارتے ہیں جیسے سحری سے افطار تک کا وقت روزہ دار گزارتا ہے۔ ان کے تصرف میں بہت کچھ ہوتا ہے لیکن وہ فقر و فاقہ اختیار کیے رکھتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی پہاڑ کی طرف اشارہ فرماتے تو وہ سونے کا بن جاتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین دن قاتے کیے، پیٹ پر پتھر باندھے، حیات مبارکہ سادگی سے بسر کی۔ ماہِ صیام کے روزے بھی ہماری روحانی تربیت کے لیے ہیں۔ تاکہ مسلمان پرہیزگاری اور تقویٰ نیکیوں۔ تمام آسائشیں ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزاریں۔ غریبوں، محتاجوں، مسکینوں کے دکھ، تکلیف، بھوک کو محسوس کریں اور ان کی ہر ممکن مدد کریں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو شاید ہمارا روزہ بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ ہمارے لیے کسی تقویٰ، پرہیزگاری یا اجر کا باعث نہ بنے۔

پھول ساقیہ اور رمضان المبارک کے روزے رکھیں تو اللہ کی خوشنودی کے حصول اور پرہیزگاری و تقویٰ کی نیت سے رکھیں۔ خوب عبادت کریں۔ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

☆.....☆.....☆

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔
محمد شعیب مرزا
آپ کے ایڈیٹر بھی

ایک بڑی کشتی لہروں پر رواں دواں تھی۔ کشتی میں کچھ تاجر سوار تھے۔ اس کشتی میں اللہ کا ایک نیک اور سادہ بندہ بھی سوار تھا۔ کشتی میں سوار ایک تاجر کا موتی گم ہو گیا۔ سب تاجروں نے اس شخص پر شک کا اظہار کیا اور اس پر تشدد شروع کر دیا۔ اس شخص نے آسمان کی طرف دیکھ کر بلند آواز سے کہا۔ ”یا اللہ! تو دلوں کے حال بخوبی جانتا ہے۔ تجھے یہ بھی علم ہے کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی مگر آج یہ لوگ مجھ پر الزام عائد کر رہے ہیں لہذا اب تیری ذات ہی مجھے بے گناہ ثابت کر سکتی ہے۔ اسی دوران بہت سی مچھلیاں بیک وقت پانی سے نمودار ہوئیں۔ ہر مچھلی کے منہ میں ایک ایک موتی تھا۔ اس نیک بندے نے ایک مچھلی کے منہ سے موتی نکالا اور چوری کا الزام لگانے والے تاجر کے حوالے کر دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر وہ اور دیگر تاجر بہت شرمندہ ہوئے اور سب نے اس شخص سے معافی مانگی۔ وہ نیک بزرگ حضرت ذوالنون مصریٰ تھے۔ آپ زندگی بھر مال و دولت سے دور رہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں روپے پیسے کا لالچ انسان کو انسانیت سے بہت دور لے جاتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک کم عمر لڑکا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اسے وراثت میں ایک لکھ دینار ملے ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بالغ ہونے سے پہلے یہ رقم خرچ کرنا تمہارے لیے جائز نہیں۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اس نے وہ ساری رقم غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی اور خود آپ کے مریدوں میں شامل ہو گیا۔ ایک روز وہ نوجوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے محسوس کیا

قرآن و احادیث کی روشنی میں روزہ و رمضان رمضان المبارک کے فضائل و برکات

زمر و سلطانہ

رمضان کی برکتیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے بکڑ دیا جاتا ہے۔“ (صحیح بخاری۔ 1899)

روزے کا مقصد:

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو۔“ (سورۃ البقرہ۔ 183)

رمضان اور قرآن:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ جواد (کلی) تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں جب) جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے بہت ہی زیادہ جو دگر م فرماتے۔ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے، غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں ہارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جو دگر م فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری۔ 6)

روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا چھوڑ دے۔ (صحیح بخاری۔ 1903)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں، فرمادیں: جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے) مگر اس کے حق دار تمہارے مال باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور محتاج ہیں اور مسافر ہیں، اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو چنانچہ اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔ (البقرہ۔ 215-2)

اللہ ہی کیلئے محبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ ہی کے رضا کے لیے محبت کی، اللہ ہی کی رضا کے لیے وحشی کی، اللہ ہی کے رضا کے لیے دیا، اللہ ہی کے رضا کے لیے منع کر دیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا (سنن ابی داؤد۔ 4681)

اگر کوئی روزہ دار کو گالی دے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ پاک فرماتا ہے کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ، کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزے سے ہوتا ہے جس کوئی نہ کرنی چاہئے اور نہ شر چاہئے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر وہ دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک منہ کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے، روزہ دار کو وہ خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسرے) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری۔ 1904)

رمضان المبارک کے تین گھنٹے بہت قیمتی ہیں۔ اگر تم ان کی حفاظت کرو تو یہ تین گھنٹے ماہ رمضان کے آخر تک نوے گھنٹے ہو جائیں گے!

یہ تین گھنٹے:

1: افطار کا گھنٹہ: افطاری جلدی تیار کیجئے اور دعا کے لئے وقت نکالنے کیلئے روزہ دار کی دعا اس وقت رد نہیں ہوتی لہذا خود اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور مروجین کے لیے دعا کریں۔

2: دوسرا گھنٹہ: رات کا آخری گھنٹہ پس خداوند عالم سے غلطی کرو کہ اللہ آواز دیتا ہے آیا کوئی درخواست کرنے والا ہے کہ میں قبول کروں، کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اس کو معاف کروں پس اس تم وقت استغفار کرو۔

3: تیسرا گھنٹہ: صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک مصلے پر بیٹھ رہنا اور ذکر خدا کرنا۔

یہ نوے گھنٹے ہیں ان اوقات پر عبادت کرو، ذکر خدا کرو اور قیامت سے دوری۔ نماز، حج، زکوٰۃ اور نوافل بجا لاؤ کہ صرف تیس دن ہیں اور بہت جلدی گزر جائیں گے۔

☆.....☆.....☆

ذہن کو مضبوط کرنے کے لیے اہم کام

زمر و سلطانہ

1: مہینے میں کم از کم ایک بار کوئی مشکل کام کریں۔ کیوں کہ ایسا کرنا ذہنی طور پر مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

2: نکتہ سفرہ لکھ لیا ہے کی بجائے۔ نکتہ سطرے ہو گیا ہے کی خوشی منائیں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

3: برائی کا جواب اچھائی سے دیں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

4: دن میں شعوری طور پر کم از کم 15 منٹ خاموش رہیں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

5: اپنی زندگی کے اہم لوگوں کے ساتھ وقت گزاریں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

6: حال میں رہیں۔ اپنی طاقت ماضی کے ماتم اور مستقبل کے خوف میں رہنے کی بجائے حال میں رہیں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

7: خود پر تنقید کرنے سے پرہیز کریں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

8: جسم صرف وہی کر سکتا ہے جو ذہن اس کو بتاتا ہے کہ تم کر سکتے ہو۔ میں کیا نہیں کر سکتا کی بجائے۔ میں کیا کر سکتا ہوں پر غور کرنا شروع کریں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

9: حالت اور حالات کی بجائے عمل پر توجہ دیں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

10: زندگی میں ذہنی طور پر تکلیف کے لئے تیار رہیں۔ کیوں کہ ایسا کرنا مضبوط بننے میں مدد دیتا ہے۔

زندگی بہت میٹھی ہے..... بس شرط یہ ہے..... کہ انسان اس میں اپنی زبان کا زہر شامل نہ کرے۔

☆.....☆.....☆

ساجدہ حنیف

علامہ اقبالؒ دو سال کے تھے کہ کسی بیماری کی وجہ سے جو نگلیں لگائی گئیں جس سے دائمی آنکھ کی بصریت جاتی رہی۔ لیکن بائیں آنکھ کی بصریت اتنی تیز تھی کہ انہیں بھی محسوس بھی نہ ہوا کہ ایک آنکھ ناکارہ ہے لیکن عمر کے آخری حصے میں موتیا اترنا شروع ہو گیا۔ 1937ء میں

آپ کے منہ سے آخری لفظ ”اللہ“ نکلا۔

علامہ اقبالؒ کا سفر آخرت

آپ لوگوں کو بتاتا ہوں یہ بیماری اسی کی سزا ہے۔ 20 اپریل کو آغا محمد قاضی احمد خان عیادت کے لیے آئے اسی وقت میں تیرہ سالہ جاوید اقبال کمرے میں وارد ہوئے۔ علامہ نے انہیں مخاطب ہو کر کہا ”بیٹا تم میرے پاس آ کر بیٹھا کرو میں شاید چند دن کا مہمان ہوں۔“ 19 اپریل کو طبیعت زیادہ خراب ہونے لگی۔ رات بارہ

جنوری 1935ء میں بھوپال میں شعاعوں کا علاج شروع ہوا تو قدرے آفاق ہو گیا۔ مگر مئی 1935ء میں رفیقہ حیات کے انتقال کی وجہ سے صحت پر برا اثر پڑ گیا۔ آخری عمر میں آپ کی بائیں آنکھ بھی جواب دے گئی۔ بیماری میں بھی غلطیوں کا جواب دیتے بھی اپنے فرزند جاوید سے شکواتے اور کبھی کسی دوست سے۔

حال مستوحش نہ ہوا
ہوئی مستوحش نہ ہوا
کال مستوحش نہ ہوا
حال مستوحش نہ ہوا

فکر اسیر



”میں مسلمان ہوں اور موت سے نہیں ڈرتا۔“ علامہ اقبالؒ

بچے تک کافی لوگ موجود تھے۔ لیکن علامہ مرحوم خاموش صرف ہوں ہاں کہتے۔ رات کو علامہ کا بستر پر رنج میں لگا پڑ گیا لیکن تین بجے علی بخش کو جاتے رہنے کا کہا۔ صبح پانچ بجے چار پائی ان کے کمرہ میں لائی گئی۔ راجہ حسین اختر سے فرمائش کی قرآن مجید کی کوئی آیات سناؤ۔ شانوں میں ورد ہوتے ہی علی بخش سے شانے دہانے کا کہا۔ پاؤں پھیلا دیجئے آنکھیں اوپر کو اٹھائیں اور پایاں ہاتھ دل پر دائیں ہاتھ سے سر کو تھامتے ہوئے کہا ”یا اللہ میرے یہاں درد ہے“ اس کے ساتھ ہی سر پیچھے کی جانب ڈھلک گیا اور قبلہ رو ہو کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ پانچ بج کر چودہ منٹ پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم تھا۔ آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ بستر مرگ پر ایسا لگتا تھا جیسے وہ ابھی مطالعے سے تھک کر سو گئے ہیں۔ جان کنی کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہ کرنا پڑی۔ صبح کی اذانیں بلند ہو رہی تھیں۔ عبدالقیوم ملک صاحب نے ریڈیو اسٹیشن پر اطلاع دی۔ خبر نشر ہوتے ہی ایک جم غفیر آپ کا آخری دیدار کرنے جاوید منزل آٹھا آیا۔

ان کے نزدیک دلچسپی کے دو محور تھے ایک مسلمانوں کے لیے کیا بہتری ہو رہی ہے یا کرنی چاہیے۔ دوسرا یورپ کی سیاسی حالت کیسی ہے۔ لوگ بیمار پری کے لئے آتے تو حالات کا ذکر ضرور کرتے۔ بیماری کی حالت میں روتے تو کسی نے سبب پوچھا۔ آپ فرمانے لگے خدا جانے قوم کا کیا حشر ہوگا۔ صبح کی تلاوت چھوٹ گئی تھی لیکن تلاوت کلام پاک کسی سے پڑھوا کر سن لیتے۔ اس دوران آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے رہتے۔ تلاوت چھوٹ جانے کا کس دکھ سے ذکر کیا ہے۔

در فقس سوز جگر باقی نماز
لفظ قرآن سحر باقی نماز
علامہؒ نے علی بخش سے نماز کے لئے کہا۔ علی بخش نے علامہ کو لیٹے لیٹے دھوکہ دیا۔ آپ نے چار پائی پر بیٹھ کر نماز ادا کی۔ 3 مارچ 1938ء کو ضعف قلب اس قدر بڑھ گیا کہ فقی کے دورے بڑے لگ گئے۔ ڈاکٹر جمعیت سنگھ کو صحت کی مایوسی ہوئی لیکن علامہ صاحب سے یہ بات چھپائی گئی۔ علامہ اقبالؒ صورتحال کو بھانپ گئے۔ جب ان کے بڑے بھائی شیخ عطاء محمد نے تسکین کے چند کلمات کہے تو علامہ نے فوراً جواب دیا، میں مسلمان ہوں اور موت سے نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد قاری کا اپنا شہر پڑھا۔

پہول آرٹسٹ ساجدہ حنیف کی سوئی وصال سے جاتی گئی
شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کی تصویر

موت کی شدت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے مطالعہ سے منع کر دیا۔ ڈاکٹر تھروڈاس کالاہور میں زبردست شہرہ تھا۔ ڈاکٹر تھروڈاس خود علامہ اقبالؒ کی کوشی میں معائنے کے لیے آئے۔ ان کا خیال تھا کہ علامہ کی آنکھ کا آپریشن 1938ء میں کر دیا جائے لیکن علامہ کو دوسے کی وجہ سے مارچ کی بجائے ستمبر تک آپریشن ملتوی کرنا پڑا۔ حکیم صاحب عرف حکیم ناچا کے علاج سے حیرت انگیز حد تک آفاق ہوا۔ ڈاکٹر ڈک صاحب نے علامہ

بیماری کی حالت میں جاوید اقبالؒ کو دیکھا تو کہا ”بیٹا تم میرے پاس آ کر بیٹھا کرو میں شاید چند دن کا مہمان ہوں۔“

مشہور انگریزی شاعر کسٹمیں نے مرتے وقت کہا تھا: ”مجھے لگتا ہے کہ پہول میرے اوپر آگ رہے ہیں۔“ بائرن نے انتقال کے وقت یہ الفاظ کہے ”اب مجھے سو جانا چاہیے۔“

لیکن..... لیکن میرے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ اقبالؒ کے منہ سے جو آخری لفظ نکلا وہ ”اللہ“ تھا۔ (بحوالہ: یاد اقبال شاہکار کتاب 58 زیر ادارت۔ سید قاسم محمود)

17 مارچ 1938ء کی رات انتہائی درد کرب کی حالت میں گزری۔ شدید بیماری کے باعث بھی چڑچاہن طبیعت میں نہ آیا۔ اسی دوران ممتاز حسن مرحوم آپ کے پاس آگئے اپنی بیماری کے بارے میں علامہ نے مسکرا کر کہا یہ جو میں زندگی اور کائنات کے بڑے بڑے راز

اقبالؒ کو لندن جا کر علاج کروانے کا مشورہ دیا۔ چونکہ علامہ صاحب کو حکیم ناچا پر اعتماد تھا۔ اسی لیے خود ہی دہلی جا کر علاج کروانا پسند کیا۔ ڈاکٹروں کے نظریے کے مطابق علامہ کے قلب پر رسولی بن رہی تھی چنانچہ ایک دو روز کے قیام کے بعد علامہ لاہور واپس گئے۔

☆.....☆.....☆



نذیر انبالوی

وہ سخت گرمی میں باورچی خانے میں کھانا بنا رہی تھیں.....

چھٹی ایک دن کی

کے زمانے کی طرح کا نہیں تھا، جب کچھ نہ پکانے کا دل کرے تو آرڈر کر دو، تھوڑی دیر میں کھانا آ جاتا ہے، معاملہ اس وقت زیادہ سنگین ہو جاتا جب چچی جان کے لیے پریشانی کھانا پکانا پڑتا تھا۔ امی جان کو دو دو ہنڈیا پکانا پڑتا تھا۔ امی جان تو اپنی ملازمت کے ہو کر رو گئے تھے۔ ملازمت کرنا آسان کام تو نہیں، انہیں بھی صبح سے رات گئے کام کرنا پڑتا تھا۔ چچی جان پٹنگ پر پاؤں دراز کیے وقتے وقتے سے آوازیں دیتیں۔

”عالیہ بھابھی میرے سالن میں نمک مت ڈالے گا، بھل بھی آپ بھول گئی تھیں۔“
”کٹھنم اگلے کڑہ کر اب کے نہیں بھولوں گی، بھل تو تمک قلعی سے ڈال دیا تھا۔“ امی جان باورچی خانے سے چچی جان کی بات کا جواب دیتیں۔

کسی دن میں دھوپ میں امی جان کے بالوں میں تیل لگنے لگی تو ان کے بالوں میں کافی تعداد میں سفید بال بھی نظر آتے، ان کے سر میں اکثر درد رہتا۔ جب ایسا ہوتا تو وہ سر پر دو پنڈ بانٹھ کر کام کرتیں۔ ان کے سر میں اس وقت بھی درد ہوتا تھا جب کوئڈ جاتے ہوئے چچی جان ہنڈیا دے اور صحنہ داری کی بات کرتیں۔ ایک گھری تو تھا، جو دراشت میں ملا تھا۔ دادا جان ایک کھچے میں ناعب کا صند تھے۔ محنت مزدوری کر کے یہی ایک گھر، جس میں ہم رہتے تھے، اسے بنانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ چچا جان کو ملازمت ملی تھی تو کوئڈ میں، وہ ایک اخبار میں ملازم تھے۔ انہیں کوئڈ میں ادوارے نے گھر دیا ہوا تھا۔ آمدنی اتنی تھی کہ زندگی کی گاڑی ہی چل رہی تھی۔

میری مدد کرتا۔“
”میں بڑی تو ہوں، آپ چھٹی تو ہو گئی ہوں۔“ میں بچوں کے بل کھڑے ہو کر پائندہ بڑھاتے ہوئے کہتی۔
فرزاند اس موقع پر اکثر یہ لفظ بولتی: ”کھن۔ ارے واہ کھن۔“

”بی بی فرزند صلاب ایہ کھن نہیں ہے، یہ محبت ہے محبت، جو میں اپنی پیاری امی جان سے کرتی ہوں۔“ میں بھلا کب خاموش رہنے والی تھی۔
”میں تمہاری تو بات نہیں کر رہی، میں تو کہہ رہی تھی کھن کی کیا بات ہے۔ ڈبل روٹی پر لگاؤ تو، ڈبل روٹی مزے دار اور۔۔۔“

”اپنی زبان بند رکھو، میں خوب سمجھتی ہوں کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔“ امی جان مداخلت نہ کرتیں تو یہ بحث مزید طول پکڑ سکتی تھی۔

میں امی جان کی مدد کرتا چاہتی تھی مگر امی جان مجھے کم عمر کہہ کر میری مدد لینے کے لیے تیار نہ تھیں۔ باقی ریمانہ اور باقی فرزند کالج میں اتنی مصروف تھیں کہ وہ امی جان کی گھریلو کاموں میں مدد نہ کر سکتی تھیں، اب روٹی فرزند، اسے تو امی جان کا کوئی احساس ہی نہیں تھا۔ مجھے امی جان پر اس وقت ترس آتا تھا جب چچا جان معاہدے بچوں کے کوئڈ سے لاہور آتے تھے۔ ادھر سردیوں کا آغاز ہوتا ادھر چچا جان آ جاتے، چچی فوراً آکر پٹنگ پر دراز ہو جاتیں، ہائے ہائے کرتے ہوئے بے شمار بیماریاں لگوا دیتیں۔ امی جان باورچی خانے میں گھس جاتیں اور صبح سے رات کر دیتیں۔ بھلے بندو اوہ زمانہ آج

تصویر میں قید ماضی میرے سامنے تھا۔ امی جان تخت پر ملکہ بنی بیٹھی تھیں۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، ان کے سر پر نظر آنے والا کاغذ کا تاج باقی ریمانہ نے بنایا تھا، انہیں مصوری کا شوق تھا، وہ کاغذ کے پھول بھی بہت خوبصورت انداز میں بناتی تھیں۔ موتیوں کا ہار، ملکہ کے گلے میں نہ ہو، ایسا کیسے ہو سکتا تھا، اس ہار کو باقی شیانہ نے بازار سے موتی منگوا کر بنایا تھا، سنہری تاروں والا خوبصورت سوٹ فرزند نے سلائی کیا تھا، میں اسے باقی کیوں کہوں، وہ مجھ سے ایک سال تو بڑی تھی، میں اسے فرزند اور وہ مجھے روئینہ عرف منشی کہتی تھی، میں منشی یوں تھی کہ چار بہنوں میں سب سے چھوٹی تھی اور چار بہنوں کا اکلوتا، سب سے چھوٹا گھر بھر کی روٹی شہزادہ تھا، تصویر میں امی جان کے ساتھ شہزادہ بھی بیٹھا دانت نکال رہا تھا۔ تصویر کو دیکھتے ہوئے میں ماضی میں اتر گئی۔

امی جان شہزادہ گرمی میں باورچی خانے میں کھانا بنانے میں مصروف تھیں۔ باقی ریمانہ اور باقی شیانہ کالج گئی تھیں۔ فرزند اور میں تھوڑی دیر پہلے ہی سکول سے آئی تھیں۔ شہزادہ سکول سے آیا تو کھانا تیار ہونے میں ابھی تھوڑی دیر تھی۔ وہ تو لگا شور مچانے، اکلوتا اور لاڈلا ہونے کا وہ بھرپور فائدہ اٹھاتا تھا۔ امی جان نے اسے پیار کیا وہ کچھ دیر تو خاموش رہا پھر کھانے کے لیے شور مچانے لگا۔ میں نے اور فرزند نے اسے گھورا۔ امی جان پیسے میں شہزادہ تھیں۔ آلو شلہ مرغ کی خوشبو سارے گھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ شہزادہ کو آلو شلہ مرغ پسند تھی۔ اسی لیے تو ہر ہفتے یہ سالن پکایا جاتا تھا۔ کھانا تیار ہوا تو دسترخوان پر چن دیا گیا۔ امی جان کے کپڑے پیسے سے بھگ چکے تھے۔ وہ بار بار اپنی پیشانی سے پیسہ پونچھ رہی تھیں۔ میں تولیہ لے آئی۔ امی جان کے ماتھے سے پیسہ صاف کیا۔ امی جان نے دعا میں دیں۔ میں باورچی خانے میں امی جان کی مدد کرنے کی کوشش کرتی تو وہ فوراً پیار بھرے لہجے میں کہتیں:

”ارے تم تو ابھی منھی ہو، منھی، بڑی ہو جاؤ گی تو ضرور



سترا شہر کے شور و ہنگامے سے دور۔ اس بڑے مقام پر اکڑ شہر کی ہنگامہ خیز زندگی سے اُستائے لوگ آتے رہتے تھے۔ یہاں ایک دو چھوٹے ہوٹل اور ایک تھوڑا بڑا ہوٹل تھا۔ ریل گاڑی اس چھوٹے اسٹیشن پر دن رات میں ایک دفعہ رکتی۔ باہر سے آنے والے لوگ تانگے کی سواری بڑے شوق سے کرتے تھے اس لیے یہاں زیادہ تر تانگے ہی چلتے تھے۔ امن و امان کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اسٹیشن پر قائم پولیس کی چوکی میں اہلکار اوتھتے رہتے



عائشہ طارق

دروازے پر بار بار دستک ہو رہی تھی۔ اس نے نیند سے بوجھل سرخ آنکھوں کو بے شکل کھولا اور دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کا دروازہ کھولنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ پھر دستک تیز ہونے لگی۔ یوسف نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے کچی سڑک پر تانگے کی ”تک..... تک“ عجیب آواز پیدا کر رہی تھی۔

”چل بھی پیارے چل اسٹیشن چلتے ہیں شاید کوئی سواری مل جائے“ دین محمد نے اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ بھیر کر کہا اور اسے سر پٹ دوڑاتا اسٹیشن کی طرف جانے والے راستے پر موڑ دیا۔ اسٹیشن پہنچنے اس نے تانگہ سڑک سے ہٹ کر ایسی جگہ کھڑا کیا، جہاں گاڑی سے اترتے مسافروں کی نظر سیدھی تانگے پر پڑتی۔ خود دین محمد اسلم کھوکھے والے کے اسٹول پر بیٹھ گیا اور آتے جاتے مسافروں کو دیکھنے لگا۔

”چاچا اب تم کمرہ ہو گئے ہو یوسف کو کہا کرتا تانگہ چلایا کرے“ اسلم نے چاچا کو پیسے میں بھیگا دیکھا تو کہا۔ ”یوسف ہی چلاتا ہے تانگہ، اُسے تو دو دن سے بخار ہے اس لیے مجھے آنا پڑا۔ ہماری روزی روٹی ہی اس سے وابستہ ہے۔“

”اچھا چاچا سنا تم نے دو دن پہلے ریلوے کی پٹری پر ایک لڑکا گاڑی کے نیچے آ گیا تھا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا پھر پولیس کو اطلاع دے دی۔ اب پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ ابتدائی طور پر یہ چلا ہے اسے ہاتھ پاؤں باندھ کر پٹری پر دھکا دیا گیا تھا۔ پولیس ہر ایک سے پوچھتی پھر رہی ہے کہ کسی نے یہ واقعہ ہوتے دیکھا ہے یا

وہ منظر دیکھ کر اس پر گھبراہٹ طاری ہو گئی اور.....

گواہی

تھے۔ چھوٹی موٹی چوڑی چکاری کے علاوہ کوئی مقدمہ درج نہ ہوتا۔ لیکن دو دن پہلے رات کو قتل کے واقعے نے اس چھوٹے سے قصبے میں ہلچل مچا دی تھی۔ پولیس والے اوگھنا چھوڑ کر اب اکڑ لوگوں سے گفتیش میں مصروف نظر آتے۔

چاچا سواریوں کو ان کے مقام پر اتار کر گھر آیا تو یوسف کو بھی بخار کا آرام تھا۔ اس نے پانی پیا اور یوسف کو بتایا کہ دو دن پہلے اسٹیشن پر قتل ہو گیا تھا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ رشید تندور والے کو پکڑا ہے کہ وہ اس وقت اسٹیشن پر دیکھا گیا تھا۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے۔“

یوسف اٹھا اور جا کر کمرے میں لیٹ گیا۔ اُسے تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔ یوسف نے سونے کی کوشش کی۔ جلد

کوئی اس نوجوان کو جانتا ہے؟ تو پتہ ہے۔“ اسلم نے کانوں کو ہاتھ لگائے ”میں خود گیا تھا نوجوان کو دیکھنے۔ ہمارے قصبے کا نہیں ہے۔ لوگ تو کہتے ہیں رشید تندور والے کو دیکھا تھا لوگوں نے اُس رات اسٹیشن سے آتے۔ اللہ معاف کرے خبروں میں سنتے تھے پہلے یہ سب جواب ہم دیکھ رہے ہیں۔“

”اللہ رحم کرے“ چاچا نے ریل کی آواز سنی تو کہا۔ ریل سے کچھ سواریاں تانگے کی طرف گئیں تو دین محمد اٹھ کر تانگے کی طرف گیا۔ انہوں نے ایک نہایت ستے ہوٹل کا پتہ سمجھایا جو قصبے سے ذرا ہٹ کر تھا۔ اب وہ آرام سے بیٹھے دین محمد سے ہلکے بھلکے سوالات کر رہے تھے۔

یہ علاقہ شہر سے ذرا ہٹ کر ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ صاف





ڈر گیا کہ شاید اس نے کچھ غیر انسانی چیزیں دیکھی ہیں۔
تھوڑی دیر گزری کہ ٹرین کی آواز آئی اور پھر وہ چھوٹی
گاڑی چلنے کی آواز آئی۔ یوسف بارش میں بیٹھتا ہوا کسی
طرح تانگہ لے کر گھر پہنچ گیا اور پھر صبح وہ بخار میں چپ
رہا تھا۔ اب بابا نے اسے بتایا کہ پولیس قاتل کی گرفتاری
کے لئے تفتیش کر رہی ہے اور رشید سندھو والے کو شک کی
بنیاد پر گرفتار کر لیا ہے۔ وہ یحییٰ شاہد تھا اس کی گواہی سے
ایک بے گناہ کی جان بچ سکتی تھی۔ اس نے سوچا حدیث
پاک میں ہے ”جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس
نے پوری انسانیت کی جان بچائی۔“ اگر اس کی گواہی
سے بے گناہ بچ جاتا ہے اور قاتل پکڑا جاتا ہے تو وہ گواہی
ضرور دے گا۔

پھر یوسف نے پولیس اسٹیشن جا کر ساری بات بتا دی۔
پولیس والوں نے اس سے پوچھ گچھ کر کے قاتلوں کے
خانے تیار کیے۔ یہ بالکل ویسے ہی تھا جیسے اس رات اس
نے دیکھے تھے۔ یوسف نے تصدیق کی تو پولیس نے
رشید کو چھوڑ دیا۔ کچھ دن بعد وہ قاتل پکڑے گئے اور اس
کی گواہی کی بدولت انہیں سزا مل گئی۔ یوسف گھر واپس
آ گیا اب اسے کوئی دشمن سنائی نہیں دیتی تھی۔ اس کا
ضمیر مطمئن تھا۔

☆.....☆.....☆

گیا۔
تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دستک پھر سنائی دینے لگی۔
دروازے پر کوئی نہیں تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو اس
کے ذہن میں ایک منظر تازہ ہوا، بہت تیز بارش تھی اس
دن۔ بجلی کی چمک اور باد کی گرج سے دل دہشت زدہ
ہو رہا تھا۔ اس نے تانگے کو برگد کے گتے پھڑکے پیچھے
کھڑا کیا اور خود اسٹیشن سے تھوڑی دور بنی خالی دکان میں
پناہ لی۔ دروازے کے تختے کہیں کہیں سے غائب تھے۔
پھر بھی کسی طرح اس نے دروازے کو اندر سے اسٹیشن رکھ
کر بند کر دیا۔ اتنی طوفانی بارش سے بچنے کا یہ بہت بہتر
لھکانہ تھا۔ یوسف نے تارچ روشن کی جو ہمیشہ رات کو
ساتھ رکھتا تھا ابھی اسے بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ باہر
ایک چھوٹی گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی
کچھ لوگوں کی ملی جلی آوازیں تھیں۔ شاید وہ کسی سواری کی
تلاش میں ہیں۔ یہ سوچتے اس نے دروازے کے سوراخ
سے جھانکا۔ لیکن باہر کا تو منظر ہی کچھ اور تھا کچھ لوگ برقی
بارش میں ایک نوجوان کو ہاندھے ریل کی پٹری کی طرف
لے جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا۔ یوسف
ڈر کر دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اس نے تارچ بھی
بند کر دی۔ یہاں بھوت پریت کی کہانیاں عام تھیں۔ وہ

ہی خند آگئی لیکن پھر آنکھ دستک کی آواز سے کھل گئی۔
دروازے پر بار بار دستک ہو رہی تھی۔ اس نے خند سے
بوجھل سرخ آنکھوں کو بے شکل کھولا اور دروازے کی طرف
دیکھا۔ اس کا دروازہ کھولنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ پھر
دستک تیز ہونے لگی۔ یوسف نے کانوں پر ہاتھ رکھ
لیے۔ دین محمد نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر حکیم صاحب
تھے وہ حکیم کو لیے کمرے میں آ گئے۔ حکیم صاحب نے
نبض دیکھی ”بخار تو اتر گیا ہے“ حکیم صاحب نے دین
محمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں بخار تو اتر گیا ہے لیکن تھکاوٹ بہت ہے۔ کچھ
کھانے پینے کا دل بھی نہیں چاہتا اس کا۔ گھبراہٹ سی
رہتی ہے ہر وقت۔“ دین محمد کے بتانے پر حکیم صاحب
نے اپنا تھملا کھولا اور ایک پڑیا دین محمد کو پکڑائی اور بولے
”یہ قبوہ دن میں دو مرتبہ پلاؤ پھر پہلے کی طرح چاک و
چوبند ہو جائے گا۔“

یہاں قصبے میں اکاؤنٹنٹ ڈاکٹر تھے اور وہ بہت مہنگی
دوائیاں دیتے اور فیس بھی بہت زیادہ لیتے تھے۔ لوگ
زیادہ تر حکیموں سے ہی علاج کرواتے تھے۔ حکیم
صاحب کے اٹھنے پر دین محمد حکیم صاحب کو چھوڑنے چلا

بابر بک ڈپو۔ گوہر پبلشرز۔ اردو بازار لاہور

”پھول“ کی لکھاریوں کے لئے خوشخبری

پاکستان میں بچوں کے لئے معیاری درسی کتب شائع کرنے والے ادارے

بابر بک ڈپو کی جانب سے ”پھول“ میں شائع ہونے والی تین بہترین کہانیوں پر انعامات۔

اول: 500 روپے نقد + 400 روپے کی کتب

دوم: 300 روپے نقد + 200 روپے کی کتب

سوم: 200 روپے نقد + 100 روپے کی کتب

بہترین کہانیوں کا انتخاب قارئین کی آراء کے مطابق کیا جائے گا۔ موجودہ شمارے میں شائع ہونے والی بہترین کہانی

کا نام کوپن میں درج کر کے 10 تاریخ تک ماہنامہ ”پھول“ کے پتے پر بھجوادیں۔

ماہنامہ ”پھول“ 23 کوکنز روڈ لاہور





ڈاکٹر فوزیہ سعید (ماہر نفسیات)

میں آج آپ کو بتاؤں گی روزے کے صرف روحانی فوائد نہیں بلکہ جسمانی، نفسیاتی بھی بہت سے فوائد ہیں، یعنی ہماری جسمانی اور ذہنی صحت پر بھی اس کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور اس ایک مہینے میں کی گئی روحانی اور جسمانی عبادت سے باقی گیارہ مہینے ہم اچھی طرح گزار سکتے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں ہماری تربیت ہو جاتی ہے جس کی بدولت ہم باقی سارا سال اچھے اچھے کام کرتے ہیں۔ جس کا اثر ہماری نفسیات پر بھرپور طریقے سے پڑتا ہے۔ روزے کے متعلق قرآن اور حدیث میں لکھا ہے۔



رمضان المبارک کے روحانی،

جسمانی اور نفسیاتی فوائد

روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ قرآن میں ہے۔ ترجمہ: ”اے ایمان والو! روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے امتوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن سکو“۔ سورۃ البقرہ

روزے کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ روزہ دار کے کھچلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان میں روزے رکھے، اس کے اس سے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

باب الریان میں داخلہ: حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”باب الریان سے مراد جنت میں ایک مخصوص دروازہ ہے جس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکیں گے۔“

ہر روز افطاری کے وقت دس ہزار جہنمیوں کو جہنم سے نجات ملے گی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان

کی ہر رات افطاری کے موقع پر دس ہزار افراد کو جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوتی ہے۔ روزے دار کے لئے خوش خبری: حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے کے عوض ایک خوش خبری سناتے ہیں۔

ترجمہ: ”روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔“

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا (روزے کی حالت میں)، کھانا پینا ترک کر دیا ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہے۔“

رمضان کے مہینے ان افعال سے بچنے کی مشق کرائی جاتی ہے تاکہ باقی گیارہ مہینے میں بھی انسان اپنے آپ کو ان افعال بد سے دور رکھے جن کو اللہ تعالیٰ نے انسان پر زندگی بھر کے لئے حرام کیا ہے۔ گویا روزے کا مقصد برے کاموں سے بچنے اور دل میں خوف خدا کو ہمیشہ کے

لئے اجاگر کرتا ہے۔ جس سے پرہیزگاری کا وہ کرشمہ پیدا ہوتا ہے جو قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے بھر دیتا ہے۔ صبر و فکر:

روزے سے انسان کے اندر صبر اور فکر کا مادہ اجاگر ہوتا ہے کیونکہ جب انسان صبح سویری سے لے کر افطاری تک بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کرتا ہے تو اس سے قلب انسانی میں صبر و فکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ روزے سے معدہ خالی ہوتا ہے اس سے اس کی صفائی ہوتی ہے اور جب معدہ صاف ہو تو ذہن میں فکر پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر معدہ ہر وقت خوراک سے بھرا رہے تو ذہن بوجھل اور سستی کا شکار ہو جاتا ہے اور جو ذہن سست اور بوجھل ہو وہاں سوچ اور فکر پیدا نہیں ہو سکتی۔

طبی اور نفسیاتی فوائد:

انسانی صحت اور تندرستی کا دار و مدار معدے پر ہے۔ خوراک کی زیادتی سے معدہ درست کام نہیں کر پاتا۔ ہاضمے کا نظام خراب ہو جاتا ہے۔ جس سے بے شمار بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اور چونکہ رمضان میں معدہ خالی رہتا ہے اور خوراک کے ہر وقت کے دباؤ اور زیادتی سے محفوظ رہتا ہے۔ جس سے معدہ درست کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ہوا اور گیس کی زیادتی سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ غیر ضروری رطوبتیں بھی پیدا نہیں ہوتیں جس سے جگر میں درست کام کرنے کی صلاحیت بڑھتی ہے اور انسان تندرست رہتا ہے۔ اور نفسیاتی طور پر خود کو ہلکا بھلکا محسوس کرتا ہے۔ عبادت سے ذہنی دباؤ اور تکاؤ سے بچا رہتا ہے۔ اکثر شوگر کے مریض بھی روزہ رکھتے ہیں ان کی شوگر خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بلڈ پریشر بھی خود ہی کنٹرول میں آ جاتا ہے۔ جب یہ دونوں بیماریاں کنٹرول ہو جاتی ہیں تو ہارٹ ایک کے خدشات بھی بہت کم ہو جاتے ہیں، معدے اور سینے کی جلن، پیٹ کا السر سب خدا کی طرف سے کنٹرول ہو جاتے ہیں۔ جب آپ جسمانی طور پر صحت مند ہوتے ہیں تو اس کا مثبت اثر ان مریضوں کے چہرے پر بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ خود کو صحت مند اور چست محسوس کرتا ہے۔ رمضان میں اکثر لوگ ایک دوسرے کا روزہ کھلواتے ہیں جو ثواب کے ساتھ نفسیاتی طور پر بھی مطمئن رکھتا ہے۔ انسان کے تعلقات ایک دوسرے سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث ہے۔

ترجمہ: ”جس نے روزے دار کو روزہ افطار کرایا اسے بھی اتنا ہی اجر ہے جتنا روزہ دار کے لئے ہوگا اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“





بچے کسی بھی قوم کی عمارت کی پہلی اینٹ ہوتے ہیں

ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی

اگر بنیادی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی جائے تو اس پر اٹھنے والی عمارت مزید ٹیڑھی اور ٹاپائیدار اٹھتی چلی جاتی ہے۔ یہ بچے ایک نرسری کی مانند ہوتے ہیں۔ اس نرسری کو فروغ دینے کے لئے خصوصی توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان نرم و نازک بچوں کی آبیاری پر خصوصی اصولوں کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے جب جا کر اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں اور ہر بچے پر بے پودے وجود میں آتے ہیں۔

وطن کے یہ نونہال بچے اور اقبال کے شاہین قوم کا روشن مستقبل اور آنے والے وقتوں کے معمار ہوتے ہیں جو ہماری جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہوتے ہیں۔ ان کی اعلیٰ تعلیم و تربیت بہت ضروری ہے۔ آؤ! انہیں علم و ہنر کی دولت سے مالا مال کریں۔ انہیں وطن دوستی، محبت، پیار، خلوص، قیام امن کا درس دیں۔ نظریہ پاکستان کی تفسیر بتائیں، انہیں تحریک پاکستان کے دوران جوش آنے والے واقعات اور قربانیوں سے آگاہ کریں۔ کل یہی بچے پاکستان کے اچھے شہری بن کر ملک و ملت کا نام روشن کریں گے اور آنے والی تاریخ کا حصہ بنیں گے:

جس قوم کے بچے نہ ہوں خوددار و ہنرمند
اس قوم سے تاریخ کے معمار نہ مانگو
زندگی اللہ کی نعمت ہے اسے ہمت سے گزارو..... اللہ آپ کی مدد کرے گا اور کامیابیاں قدم قدم پر میں گی..... اللہ کا رد ہمارے برکت دے گا..... مشکل آسان ہوگی۔

عزم راسخ ہو تو دیتی ہے صدا خود منزل
حوصلہ ہو تو کوئی راہ بھی دشوار نہیں
ہم نے اپنی نوعمری میں قائد اعظم کا ساتھ دیا تھا اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ اللہ نے ایک آزاد خود مختار اور اسلامی ملک ہماری قسمت میں لکھ دیا تھا۔ ہماری محنت اور جدوجہد رائج ناکام نہ تھی۔ آج ہمارا شمار زندہ قوموں میں ہوتا ہے۔ ہم نے غلامی سے نجات حاصل کی۔

یہ وطن شاعر مشرق حکمت و لاییت مصور پاکستان، محرم اسرار خودی حضرت علامہ اقبالؒ کا ایک حسین خواب تھا۔ اس خواب کو بانی پاکستان بابائے قوم حضرت قائد اعظمؒ نے خوبصورت تعبیروں سے ہمکنار کر دیا تھا:

یاد کرتا ہے زمانہ انہی انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو
☆☆☆☆

اے وطن! ہم ہیں تری شمع کے پردانوں میں
زندگی ہوش میں ہے جوش ہے ایمانوں میں
☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر بھی اکثر روزے کی حالت میں مریض کو پوری توجہ سے دیکھتے ہیں۔ جس سے مریض بغیر دوائی کے ہی آدھا ٹھیک ہو جاتا ہے۔

روزے کا ایک اور فائدہ بھی ہے۔ روزہ آدھا صبر ہے۔ روزے اور صبر میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ انسان اپنے آپ کو کھانے پینے اور برے کاموں سے روکے رکھتا ہے۔ ایک مہینہ لگا کر روزے رکھنے سے انسان صبر کرنے اور اپنے جذبات، خواہشات پر قابو پانا اور حرام کاموں سے دور رہنا سیکھ جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے صبر آدھا ایمان ہے۔ اور گرمی کے موسم میں روزہ رکھنا جہاد ہے۔

ترجمہ: اور تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ سکو۔ سورۃ البقرہ
ایک شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور بولا۔ ”یا رسول اللہ میں روزہ میں بھول کے کھا پی لیا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اللہ نے کھلایا اور پلایا (یعنی روزہ ٹوٹا نہیں)۔“ روزہ اور روزے سے داروں کے لئے قرآن اور حدیث میں فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ اس روزے دار کو ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم سے دور کر دیں گے۔ فرض روزے کے بے شمار فوائد ہیں۔

بلا رمضان کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے۔

بلا رمضان المبارک میں شیاطین قید و بند میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔

بلا رمضان میں خاص طور پر عبادت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

بلا رمضان کی راتوں میں ایک رات (شب قدر) آتی ہے جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ اس رات میں حضرت جبرائیل کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ وہ جس بندے کو عبادت میں مشغول پاتے ہیں اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور تمام فرشتے آمین کہتے ہیں۔

بلا رمضان میں خدا کی بے پناہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

بلا رمضان کا مہینہ روحانی ترقی کے لئے ایسا ہے جیسے سادون کا مہینہ ہریالی کے واسطے۔

بلا رمضان میں اپنے غریب بھائیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

بلا روزہ ایک تھکن عبادت ہے جس میں کوئی کھوت کا شک نہیں اس لئے حق تعالیٰ اس کا اجر بطور خاص عطا فرمائیں گے۔

بلا رمضان المبارک میں ہر عبادت کا ثواب ستر گناہ بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں دوں گا۔

رمضان میں امیر اور غنی لوگ اپنی زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ وہ غریبوں اور مستحق لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ جس سے غریب بھی روزے رکھ لیتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے۔ روزے میں قوت مدافعت بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ واحد مہینہ ہے جس میں ضروری نہیں مہمان ہی آئیں تو کچھ خاص بنتا ہے بلکہ اس مہینے سب لوگ اپنی خاطر مدارت کے لئے کھانے اور پینے کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ جس سے ان کی قوت مدافعت اچھی ہو جاتی ہے اور جن لوگوں کی قوت مدافعت اچھی ہو وہ کم بیمار پڑتے ہیں۔ روزوں کے آخر میں اللہ نے انعام کے طور پر عید کا تحفہ رکھا ہے جس کی وجہ سے آخری ایام کے دن لوگ خوشی خوشی عید کے لئے کپڑے، جوتے وغیرہ خریدتے ہیں۔ لوگ اس مہینے زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے ہیں۔ تو یہ چیز انسان کی روح کو سکون دیتی ہے۔

روزے دار کے من کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ احساس انسان کو اپنی اہمیت کا پتہ دیتا ہے۔ روزے دار کے لئے دریا کی پھلیاں تک دعا کرتی ہیں۔ جنت ہر روز روزے داروں کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ فرض روزے دار کا اس مبارک مہینے اٹھنا بیٹھنا، مزدوری کرنا اور سونا بھی عبادت میں شامل ہے، جو سب مسلمانوں کو خوش اور پر امید رکھتا ہے۔ روزے کا ایک بہت بڑا اجر اللہ کی زیارت ہے۔ جو روزہ دار کو محشر کے روز نصیب ہوگا۔ یہ امیدیں مومنوں کا انعام ہے۔ مجھے امید ہے آپ سب بھی روزے شوق سے رکھ رہے ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو اس نیک کام کی توفیق دے۔ آمین۔





فیکٹری جل رہی تھی اور مزدور رو رہے تھے مگر.....

یقین

محمد عارف عثمان

موٹر سائیکل پر جا رہے تھے شہر کی نظر اچانک ایک بڑے سے بورڈ پر پڑی۔ وہ چمک کر رہ گیا۔ اُس نے موٹر سائیکل روکی اور سڑک کے کنارے پر کھڑا ہو کر اپنے دائیں طرف گئے بورڈ کو دیکھنے لگا۔ بورڈ پر لکھا تھا: رحمت انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ فیکٹری کا جہاز ساز کا دروازہ بند تھا۔ جوں جوں اُس کی نظریں فیکٹری کا جائزہ لے رہی تھیں اُس کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

”کیا یہ وہی فیکٹری ہے؟“ شہر بڑبڑایا۔

”نہیں نہیں۔ یہ وہ فیکٹری کیسے ہو سکتی ہے۔ وہ تو چند سال پہلے کھل چکا تھا۔۔۔ وہ تو ٹھیک ہے مگر میرے سامنے نام تو وہی ہے۔ فیکٹری کے نام کا بورڈ تک وہی ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ کسی اور شخص نے رحمت انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ کے نام سے ہی نئی فیکٹری شروع کر دی ہو۔ کاروباری دنیا میں اُس فیکٹری کا بہت نام اور مقام تھا۔“ شہر شدید حیرت اور پریشانی میں مبتلا تھا اور اپنے آپ سے باتیں کیے جا رہا تھا۔

میں اُس وقت ایک گاڑی اُس کے قریب سے موڑ کھینچے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ گاڑی کا رخ فیکٹری کی جانب تھا۔ گاڑی فیکٹری کے سامنے جا کر رک گئی۔ ڈرائیور نے ہارن بجا یا۔ دروازہ کھل گیا۔ گاڑی فیکٹری میں داخل ہو گئی۔ شہر ڈرائیور کو تو نہیں پہچان سکا تھا مگر ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے آدمی کو اُس نے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا۔ وہ کامران صاحب تھے۔ رحمت انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ کے مالک۔ وہ کوئی فاکس دیکھنے میں مصروف تھے۔

کامران صاحب پر نظر پڑتے ہی شہر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے؟“ اُس نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ اُس کی نظریں یہاں سے وہاں تک فیکٹری کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”گلتا ہی نہیں کہ یہاں کبھی۔۔۔“ بڑبڑاتے ہوئے شہر ابھی یہی کہہ پایا تھا کہ پکا ایک اُس کے ذہن میں سوئی ہوئی یادیں جاگ اٹھیں۔ یادیں اتنی پرانی بھی نہیں تھیں۔ یہی کوئی پانچ سال پہلے کی بات تھی۔ تمام

مناظر ایک ایک کر کے اُس کے سامنے آنے لگے۔ شہر اُس فیکٹری میں کام کرتا تھا۔ اُس کی طرح سینکڑوں دیگر مزدور بھی فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ فیکٹری کے مالک کامران صاحب نہایت اچھے آدمی تھے۔ وہ سب مزدوروں کی بے حد عزت کرتے اور اُن کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اُن کا رویہ بڑا محبت بھرا اور دوستانہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مزدور بے دھڑک کامران صاحب سے ہر بات کر لیتے تھے۔ فیکٹری کے تمام لوگوں کی زندگی بڑی اچھی گزر رہی تھی۔

ایک دن فیکٹری میں آگ لگ گئی۔ آگ کیسے لگی تھی؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ ہر کوئی اپنی اپنی رائے دے رہا تھا۔

یہ آگ اتنی تیز رفتاری سے پھیلی کہ قابو سے باہر ہو گئی۔ جس مزدور کے ہاتھ میں جو چیز آئی وہ وہی اٹھا کر پانی لینے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ سب مزدوروں نے آگ بجھانے کے لیے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔ شہر اور اُس کے ساتھی مزدور پانی لا لا کر پیچھا رہے تھے۔ مگر آگ تھی کہ بجھ کر ہوئے سیلاب کی طرح بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ کہیں آگ کے شعلے اور کہیں سیاہ دھوئیں کے بڑے بڑے بادل آسمان کو چھو رہے تھے۔ فائر بریگیڈ کی شور مچاتی کئی گاڑیاں بھی جلد ہی پہنچ گئی

وہ جیل میں گم صم چنار ہوتا۔ کبھی کبھی اسے شدید قسم کا دورہ پڑتا اور وہ جیل کی دیواروں کو ٹکریں مارنے لگتا۔ وہ نیم پاگل سا ہو کر رہ گیا تھا۔ عدالت میں کیس چل رہا تھا۔ کبھی پندرہ دن بعد کبھی مہینے بعد شیر بھی عدالت میں پیش ہوتا رہا۔ اور پھر ایک روز عدالت نے اسے بے گناہ قرار دیتے ہوئے رہا کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ جب شیر کو بے گناہ قرار دیا گیا اسے جیل میں قید ہوئے پانچ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ یہ پانچ سال شیر نے تڑپ تڑپ کر گزارے تھے۔ جیل سے نکلنے ہی شیر فرین میں بیٹھا اور واپس اپنے گھر پہنچ گیا۔ چند دن آرام کے بعد اس کی طبیعت سنبھل گئی تو وہ کبھی کسی دوست سے اور کبھی کسی ہمسائے سے موٹر سائیکل مانگ کر نوکری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا۔ آج بھی وہ نوکری کی تلاش میں نکلا تھا۔ اور اب رحمت انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ کے سامنے کھڑا تھا۔ چند لمحوں میں پانچ سال کے سارے مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ وہ کچھ دیر تک کھڑا سوچتا رہا اور پھر فیکٹری کی طرف بڑھا۔

فیکٹری میں شیر کا خوب اچھی طرح استقبال کیا گیا۔ آخر سب اس کے دوست ہی تو تھے۔ سب خوب باتیں کر رہے تھے۔ شیر کو سب کچھ ویسے کا دیا ہی لگ رہا تھا جیسا پانچ سال پہلے تھا۔ شیر کی کہانی سن کر سب کو بہت دکھ ہوا تھا۔

”و کچھ لو شیر! اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہی کر دیا جیسا کامران صاحب کو یقین تھا۔۔۔۔۔“ اس کا دوست افضل کہنے لگا۔۔۔۔۔ ”ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ فیکٹری ہمیشہ کے لیے ختم۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک سال بعد ہی رحمت انڈسٹریز کام کرنے لگی تھی۔ کامران صاحب کے ساتھ سب مزدوروں نے بڑی محنت کی ہے۔ کامران صاحب نے بینک سے اپنے رشتہ داروں سے دوستوں سے قرض لے کر کام کا آغاز کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے فیکٹری دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی۔ تمہاری طرح بہت سے مزدور فیکٹری چھوڑ گئے تھے۔ جیسے جیسے ان کو پتہ چلا گیا کہ فیکٹری پھر سے چل پڑی ہے تو ایک ایک دو دو کر کے سب واپس آ گئے تھے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ تم کراچی میں کام نہیں کر رہے بلکہ جیل میں قید ہو۔“

پھر افضل شیر کو کامران صاحب کے دفتر میں لے گیا۔ کامران صاحب اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور فوراً ہی نوکری کی پیشکش کر دی۔ شیر کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ اس نوکری کے لیے وہ کیسے کیسے حالات سے گزرا تھا۔ افضل نے کامران صاحب کو شیر کے حالات بتائے تو وہ حیران رہ گئے تھے۔

”کوئی بات نہیں شیر! جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ۔ زندگی میں اچھے برے دن آتے جاتے رہتے ہیں۔“ انھوں نے شیر کو تسلی دی۔

”کامران صاحب! آج کبوں تو جب آگ نے سب کچھ جلا کر رکھ دیا تھا تو مجھے یقین نہیں تھا کہ آپ کی فیکٹری دوبارہ چل سکے گی۔“ شیر اپنے دل کی بات زبان پر لے آیا تھا۔

”مگر مجھے یقین تھا شیر! اچھے پورا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری فیکٹری دوبارہ چلے گی۔“ کامران صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔

”میں آپ کے یقین کو سلام کرتا ہوں کامران صاحب! آپ کے یقین نے ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا۔“ شیر نے کرسی سے اٹھ کر انھیں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

شیر کو اس حالت میں دیکھ کر کامران صاحب کی آنکھوں میں نمی سی تیر گئی تھی۔ آج اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

بڑا امام

کسی بازار میں ایک غیر مسلم آ کر اونچی جگہ کھڑا ہو کر مسلمانوں کو لاکھارتا کہ کوئی ہے جو میرے تین سوالوں کے جواب دے۔ کوئی آگے نہ بڑھتا اور وہ قہقہہ لگا کر اتر کر واپس چلا جاتا۔ ایک دن جب وہ چلتے دیکھ لگا تو نعمان نامی ایک بچہ آگے بڑھا اور اللہ کا نام لے کر رعب دارا واز میں کہا ”میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا۔“

غیر مسلم اس بچے کو دیکھ کر ہنسا اور کہا ”کیا تم جواب دو گے۔“

بچہ بولا ”ہاں میں۔“ بازار میں موجود افراد جمع ہو گئے۔

بچہ بولا ”تاؤ تمہارا پہلا سوال کیا ہے؟“

کافر نے کہا ”پہلا سوال یہ ہے۔“ تاؤ تمہارا خدا اس وقت کیا کر رہا ہے۔“

لڑکا بولا ”جناب بتانے والے کا درجہ پوچھنے والے سے زیادہ ہوتا ہے آپ جیسے آئیں میں اور جا کر سوالوں کے جواب دوں گا۔“

وہ شخص جیسے آج بچہ اور بولا ”لوگو گوارہ بنا۔ اس وقت میرا خدا کافر کے مرتبہ کو گھٹا رہا ہے اور مسلمان کے مرتبہ کو بڑھا رہا ہے۔“ کافر شرمندہ سا ہوا۔

”تاؤ تمہارا دوسرا سوال کیا ہے؟“ بچہ نے پوچھا۔

”تاؤ خدا سے پہلے کیا تھا؟“ کافر نے پوچھا۔

بچہ بولا ”تم دس سے اُلٹی گنتی گنو۔“

اس نے گنتی شروع کی ”دس، نو، آٹھ، سات، چھ، پانچ، چار، تین، دو، ایک۔۔۔۔۔“ اور پھر چپ ہو گیا۔

”بلاورک کیوں گئے۔“

کافر بولا ”اس سے پہلے تو کچھ نہیں۔“

بچہ بولا ”لوگو گوارہ بنا۔ اللہ ایک ہے اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا۔“ کافر ہکا بکا رہ گیا۔

پھر تیسرا سوال پوچھا۔ ”تاؤ خدا کا منہ کس طرف ہے؟“

بچہ نے سوچ کر کہا ”مومن حق لاؤ“ ”روشن کرنے کے بعد کافر سے پوچھا“ اس کا منہ کس طرف ہے؟“

کافر نے کہا ”چاروں طرف۔“

بچہ نے کہا ”لوگو! گوارہ ہو۔ خدا ایک نور ہے اور وہ بھی چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔“

کافر پریشان تھا۔ ایک بچے کے ہاتھوں شکست کھا بیٹھا۔ یہ بچہ بڑا ہو کر وقت کا سب سے بڑا امام بنا جن کو دنیا امام ابوحنیفہؒ کے نام سے جانتی ہے۔

☆.....☆.....☆

ایسے وقت مجھ پر مہربانی کی، تو کون ہے؟۔ وہ کہے گا
”جی آپ مجھے جانتے ہیں میں تو ہر سال آپ کے پاس آیا
کرتا تھا اور آپ نے میری بڑی خاطر مدارت کی۔“ وہ کہے
آ دی کہے گا ”بھائی بتاؤ کون ہے؟“۔ وہ کہے
گا ”میں رمضان المبارک
ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آج
مجھے نوجوان کی شکل عطا
فرمائی ہے کیونکہ تو مجھے
نوجوان ہو کر ملا، تو نے بہادری
کے ساتھ مجھے قبول کیا۔“

رمضان کی ایک امتیازی عبادت نماز
تراویح ہے جو اپنی الگ شان رکھتی ہے۔ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:



رفیقہ قاطمہ

رمضان المبارک روزہ رکھنے والوں کی روزِ محشر سفارش کرتا ہے۔

ماہِ صیام

”جو شخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص
کے ساتھ عبادت میں گزارے گا اس کے سب پچھلے گناہ
معاف کر دیے جائیں گے۔
تراویح میں قرآن کریم کم از کم ایک مرتبہ فتم کرنا سنت
موکدہ ہے اس سے زائد مستحب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا
احسان ہے کہ اس سنت موکدہ کو اجتماعی شکل دے کر نہ
صرف آسان کر دیا بلکہ وہ لوگ جو قرآن کریم کی تلاوت
سے محروم رہتے ہیں وہ اس اجتماعی عمل کی برکت سے
تراویح میں مکمل قرآن کریم سن لیتے ہیں۔ تصور فرمائیے
کہ روزانہ میں تراویح کے چالیس سجدے بندے کو اللہ
تعالیٰ کے کس قدر قریب کرتے ہوں گے مزید برآں
حدیث شریفہ کی یہ بشارت بھی کس قدر اہمیت رکھتی ہے
کہ رمضان المبارک میں ایک سجدہ کرنے پر جنت میں
60 ہزار نفل بن جاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو سرورِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے جن انعامات سے سرفراز
فرمایا ہے ان میں ایک عظیم ترین انعام ”ہب قدر“ بھی
ہے۔ اس ایک رات میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینہ

کے ایام میں مسلمانوں کو کثرت سے رحمت کی دعائیں
مانگنی چاہئیں۔
اس مبارک ماہ کا درمیانی حصہ گناہوں کی مغفرت کا سبب
ہے اور اس ماہ کے آخری حصہ میں دوزخ کی آگ سے
آزادی حاصل ہوتی ہے۔
حدیث میں آتا ہے قیامت کے دن ایک انسان ہوگا جو
اپنے گناہوں میں ڈوبا ہوگا اور بڑا پریشان اور شکوہ ہوگا
اس کے حساب و کتاب کا وقت قریب ہوگا تو وہ دیکھے گا
ایک نوجوان آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی حضور کی
آ کر درخواست کی: ”اے رب العالمین! اس انسان کو
معاف کر دیجئے میں اس کے پاس مہمان بن کر گیا تھا اس
نے میری بڑی تواضع کی اور بڑی خدمت کی۔ میں اس
سے بڑا خوش رہا۔ اے میرے اللہ! تو اس کو معاف کر
دے اور بخش دے۔“

رب العالمین حکم دیں گے ”جاؤ میں نے اسے معاف
کیا۔“ وہ نوجوان وہاں سے چلے گا تو یہ آ دی بھی پیچھے
پیچھے ہوگا کہ ”بھائی بات تو بتاؤ کون ہے؟ تو تو میرے
پاس بھی نہیں آیا، میں نے تجھے بھی دیکھا بھی نہیں ٹو نے

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ تمام مسلمانوں کے لئے
رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے۔ اس کا ایک ایک لمحہ انتہائی
قیمتی ہے۔ یہ صبر اور غنوار کی کامیاب مہینہ مسلمانوں کے رزق
میں فراخی اور اضافے کا موجب بنتا ہے۔ سچ بات تو یہ
ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی دے کر بھی رمضان
المبارک کا نعم المہل حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی مہینہ ہے
جب روحانی اور جسمانی تربیت ہوتی ہے۔ بحرہ افطار،
فرض نمازیں، تہجد اور شب قدر کی عبادت یعنی نیکیوں کا
موسم بہار آ جاتا ہے۔ انوارِ تجلیات کی پُر نور بارش برتی
ہے۔ رمضان شریف کی یہی فضیلت کافی ہے کہ روزہ دار
کی عرش کے سائے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت
ہوگی کہ تم لوگوں نے میری وجہ سے اپنے پیٹ کو تکلیف
دی ہے لہذا اب قیامت کے دن اطمینان سے کھانا چکھ
سب گرمی سے پینے میں شراب اور حساب دے رہے ہیں
اور تم کو ہم میدانِ محشر کی گرمی سے نکال کر سایہ عرش میں
کھلا رہے ہیں۔ کتنی مبارک صحت تھی جس سے تم نے دنیا
میں روزہ رکھا۔

انسان روزہ کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اور
گناہوں کی بخشش کروا لیتا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی آمد
پر جب مسلمان روزہ رکھنا شروع کرتے ہیں تو اللہ کی
رحمت ان پر سایہ لگن ہو جاتی ہے اور انسان کے لئے
نیکیاں کرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ جب خالق کائنات
کی رحمت انسان کے اوپر سایہ لگن ہو جائے تو پھر اس کے
لئے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا، اس لیے رمضان کے شروع

کی عبادت سے بڑھ کر ہے جس کی مقدار سالوں کے اعتبار سے 83 سال 4 ماہ ہے۔ تفسیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ کیا کہ وہ مسلسل ایک ہزار سال تک ہتھیار بند ہو کر جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول رہا جس کو سن کر حضرات صحابہؓ گویا تعجب ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت عزراؑ اور حضرت یوشع بن نونؑ علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا کہ انہوں نے 80 سال اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی کہ پلک تک نہیں چمکی تو صحابہؓ بڑے متعجب ہوئے اور ایک روایت میں ہے خود پیغمبر علیہ السلام کو اپنی امت کی مختصر عمروں کے اعتبار سے یہ احساس ہوا کہ یہ لوگ ساہتہ امتوں کی لمبی عمر رکھنے والے عباد و زہاد کے درجہ تک نہیں پہنچے پائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ”شب قدر“ کا تحفہ عطا فرمایا، حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”یہ مہینہ تمہارے اوپر آیا ہے اور اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے جو اس سے محروم رہ گیا وہ تمام بھلائی سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہتا ہے جو بے ہی بد نصیب“۔ (ابن ماجہ)

ہمارے معاشرے میں عمومی رجحان یہ ہوتا ہے کہ آخری عشرے میں عید کی تیاری شروع ہو جاتی ہے اور لوگوں کا زیادہ تر وقت بازاروں میں شاپنگ کرنے میں گزرتا

ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ کتنی قیمتی ساتیں اور اہم لمحات ہیں جن میں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر اپنی بخشش کروا سکتے ہیں اور شب قدر میں ہزار راتوں کی عبادت کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ عید کی تیاریاں آخری عشرے سے پہلے مکمل کر لیں تاکہ ہم پوری دلجمعی اور خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں کیونکہ دنیا میں رہنے کے لئے جتنی ضروری عید کی تیاریاں کرتا ہے اس سے کئی گنا زیادہ ضروری آخرت میں جنت الفردوس کا حصول ہے جس کا آسان اور مختصر

ترین راستہ رمضان المبارک کے پورے مہینے میں عموماً اور بالخصوص آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایمان و احتساب کے ساتھ عبادت کر کے ہم آسانی جنت میں پہنچ سکتے ہیں۔

رمضان کا مہینہ ایک جانب گناہوں سے بخشش کرانے، نیکیاں سمیٹنے اور اپنے اعمال میں بہتری لانے کا موقع فراہم کرتا ہے تو دوسری جانب انسانیت کی خدمت کا درس دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دن بھر کی بھوک پیاس کے ذریعے ہمیں ایسے لوگوں کی تکلیف کا احساس دلاتے ہیں جن کے دسترخوان، تنگدستی، غربت اور بدعالی کے باعث دو وقت کے کھانوں سے محروم رہتے ہیں۔



شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

رمضان کو ایسے لوگوں کی جانب متوجہ کرنے کی ایک موثر تحریک سمجھا جاسکتا ہے لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ رمضان کے بنیادی مقصد کو سمجھے بغیر اسے صرف محروم افطار تک محدود کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ اسراف کی حدوں کو یاد کرتے ہوئے سحری اور افطاری کے دسترخوانوں کو طرح طرح کے پکوانوں سے سجاتے ہیں اور دعوتوں کا سلسلہ زور شور سے جاری رکھتے ہیں۔ دسترخوان کو نعمتوں سے سجانا اور مہمانوں کو مدعو کرنا غلط نہیں ہے تاہم اس میں اعتدال اختیار کرتے ہوئے رمضان کی اصل سوچ کو نظر میں رکھنا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

☆.....☆.....☆



”جی میں ضرور آپ کو بتاؤں گی۔“ سو کر اٹھنے کے بعد سارہ کو وضو کروا کے انہوں نے پہلے نورانی قاعدہ پڑھا۔ جو ان کا معمول تھا۔ وہ روزِ عید حروف یاد کروا رہی تھیں۔ اس کے بعد اسکول ہوم ورک کیا۔ اب سارہ فارغ تھی۔ روز اس وقت وہ اپنی پڑوس کی سہیلیوں کے ساتھ کھیتی تھی لیکن آج وہ رمضان کی تیاری جانے کے لیے بے چین تھی۔ امی جان نے بتانا شروع کیا۔ ”رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اس مبارک مہینے کے روزے تمام بالغ عاقل اور مستند مسلمانوں کے لیے فرض ہیں۔“

ذکر سے خوش ہو کر اپنے اپنے کپڑوں کی باتیں کرنے لگے۔
”نچر بچوں کو خوش دیکھ کر مسکرائے گئیں۔ اتنی دیر میں پریڈ ختم ہونے والا تھا۔ نچر نے بچوں کو مخاطب کیا اور بولیں۔“ عید سے پہلے روزے آئیں گے؟ کل آپ سب اپنی امی سے یہ پوچھ کر آئیے گا کہ رمضان کی کیا تیاری ہوتی ہے۔ ہم رمضان میں کیا کرتے ہیں؟“
اسنے میں کھٹی بچی اور چھٹی ہو گئی۔
سارہ کی امی سارہ کو اسکول سے گھر لے جانے آئیں تو دیکھا سارہ بہت خوش تھی اور جوش میں بھی لگ رہی تھی۔

سارہ کے رمضان

سارہ نے پوچھا ”یہ بالغ عاقل کیا ہوتا ہے؟“
امی نے کہا ”جو اتنے بڑے ہوں کہ ان کو ہر چیز کی صحیح فہم کی سمجھ ہو۔ اور جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ روزہ رکھنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ روزہ چھوڑ دے اور دس روزہ داروں کا روزہ کھلوائے۔“

سارہ نے پھر تیاری کا پوچھا کہ ”ہم رمضان کی کیا تیاری کرتے ہیں؟“

انہوں نے کہا ”رمضان میں روزے داروں کو روزہ کھلوانا بہت ثواب کا کام ہے۔ اس لیے ہم کھانے پینے کا سامان بھی خیروں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ آسانی سے اپنی عبادات کر سکیں۔ تراویح ہوتی ہے جو رمضان کا خاص تحفہ ہوتی ہے۔ اس میں قرآن پاک فہم کئے جاتے ہیں۔ ہم قرآن کی سورتیں یاد کرتے ہیں، اور نیکی کے کام زیادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں ہر نیک کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب سزا گناہ حدایا جاتا ہے۔ اس مبارک مہینے میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے۔“

”امی کیا میں بھی روزہ رکھ سکتی ہوں۔“ سارہ نے پوچھا۔
امی نے کہا ”سارہ آپ ابھی بہت چھوٹی ہیں۔ ہم آپ کی روزہ کشائی اگلے سال کروائیں گے۔ اس سال آپ آدھے دن کا یعنی عصر سے مغرب تک روزہ رکھیں گے۔ کیونکہ آپ ابھی بھوک برداشت نہیں کر سکتیں۔“

سارہ تھوڑی دیر اواس ہوئی پھر یہ سوچ کر خوش ہو گئی کہ اگلے سال وہ پہلا روزہ رکھے گی۔ وہ خوشی خوشی اپنی گڑیا کو ساری باتیں بتا رہی تھی۔ اب دوسرے دن نچر کو بتانے کے لیے بہت کچھ معلوم تھا۔

سارہ نے وہیں اپنی امی کو جماعت میں ہونے والی باتیں بتانا شروع کر دیں۔ نچر بھی سارہ کی بے چینی دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔ انہوں نے کہا ”آج ہم نے بچوں سے رمضان کی بات کی ہے۔ آج ابتدائے کی تاکہ بچے کچھ سوچیں اس بارے میں۔ انہیں جاننے کا مجس ہو کہ رمضان کی کیا اہمیت ہے۔ آپ بھی انہیں بتائیے گا کہ رمضان کے لئے ہم کیا تیاری کرتے ہیں۔“

یہ سن کر سارہ کی امی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ انہوں نے کہا ”یہ بچے تو کافی چھوٹے ہیں۔ یہ کیا کچھ پائیں گے؟“

نچر نے کہا ”ان کی عمر کے مطابق ہی سمجھانا ہوگا۔ ہمیں بچوں کو آہستہ آہستہ ہی تیار کرنا ہے۔ ان کو دلچسپی ہوگی تو یہ رمضان کا انتظار ایک دلولہ سے کریں گے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم انہیں رمضان کی اصل روح سے آگاہ کریں۔ یہ ہر سال رمضان کی آمد کا انتظار کریں گے۔ رمضان نیکیوں کا موسم بہار کیوں ہے۔ کیسے ہم زیادہ نیکیاں کما سکتے ہیں۔“

سارہ کی امی کو یہ سب سن کر بہت خوش ہوئی۔ انہوں نے بھی گھر جا کر اپنی بیٹی کو تمام چیزوں سے واقفیت دلانے کا پروگرام بنالیا۔

گھر پہنچ کر انہوں نے سارہ کا منہ ہاتھ دھلایا اور کھانا کھلایا۔ وہ ہر چیز کی دعائیں یاد کر چکی تھی۔ تو ساتھ ساتھ دعائیں بھی سنتی گئیں۔

سارہ کو اپنی امی سے سب کچھ جان لینے کی بہت جلدی تھی لیکن انہوں نے اپنی بیٹی کو نظم و ضبط کا عادی بنانے کے لئے بہت محنت کی تھی۔ وہ بچی کو کچھ دیر قیلولہ کی عادت ڈالی تھی۔ آج بھی انہوں نے اسے سونے کے لیے کہا تو وہ بولی ”امی جان میں جب سو کر اٹھوں گی۔ تب آپ مجھے رمضان کی تیاری کا بتائیں گی نا۔“



مہر انسا مولوی

سارہ بہت پیاری بچی تھی۔ اس کی امی اسے ہمیشہ نیک لوگوں کی کہانیاں سناتی تھیں۔ وہ اپنی امی سے سوالات بھی کرتی رہتی۔ اور اس کی امی اسے بہت پیار سے ساری باتوں کے جواب دیتی۔ آج سارہ اسکول گئی تو اس کی نچر نے سوال کیا۔

”کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رمضان آنے والا ہے؟“

سارہ نے پوچھا ”رمضان کیا ہوتا ہے؟“۔ ابھی سارہ چار سال کی تھی۔ اسے اور اس کی سہیلیوں کو رمضان کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔

نچر نے کہا ”رمضان ہمارا وہ اسلامی مہینہ ہے جس میں ہم سب روزے رکھتے ہیں۔“ سارہ نے امی ابو اور دادی کی باتیں سنی تھیں۔ دادی نے ابو سے کہا تھا ”رمضان کی اور عید کی تیاری کرنا ہے۔“ اس نے اچھہ کھڑا کیا۔

”نچر! نچر! اس کی طرف مڑیں اور کہا ”جی سارہ آپ کیا کہہ رہی تھیں۔“ انہوں نے پوچھا۔

سارہ نے کہا ”دادو ابو سے اور امی سے کہہ رہی تھیں کہ رمضان اور عید کی تیاری کر لو۔“

نچر نے کہا ”اچھا۔“

سارہ پھر بولی ”عید کی تیاری کے لئے تو نئے کپڑے بنیں گے۔ میری امی جان میرے لئے بہت اچھا سا فراک لائیں گی۔ واہ واہ بہت مزہ آئے گا۔“ وہ خوش ہو کر تالیاں بجانے لگی۔ دوسرے بچے بھی عید کی تیاری کے



دعا

یا سميع کنول۔ پرورد
میرے مولا یہ معجزہ کر دے
پوری میری تُو ہر دعا کر دے
ہر برائی سے دور کر دے ہمیں
ہم پہ اپنا کرم ذرا کر دے
میرے مولا یہ التجا ہے میری
پرسکوں دہر کی ہوا کر دے
بڑا امید کا ہے سوکھ چلا
اپنی رحمت سے تو ہرا کر دے
جو میرے ملک سے رہے تخلص
ایسے بندے کو رہنما کر دے
بھر دے اخلاص سے تو سینوں کو
دور ہم سے ہر اک دیا کر دے
بھائی بھائی ہیں سب مسلمان تو
دوران کا یہ فاصلہ کر دے
قتل و خوں سے بچالے ہم کو رب
دور ہم سے بری ہوا کر دے
ابر عقلت کے چھٹ ہی جائیں گے
ساتھ رحمت کی تو گھٹا کر دے
تو ہی سستا ہے ساری دنیا کی
پوری دل کی میری صدا کر دے
سب برائیوں سے دور کر کے ہمیں
نیک لوگوں میں تذکرہ کر دے
خالی دامن کنول نہ جائے گی
اس کا دامن ہرا بھرا کر دے

☆.....☆.....☆

روزہ

محمد نوید مرزا۔ لاہور

لگا ہوں میں جب جگمگاتا ہے روزہ
دل دل سے کدورت مٹاتا ہے روزہ
قناعت کا رستہ دکھاتا ہے روزہ
ہمیں صبر کرنا سکھاتا ہے روزہ
نفس کو عطا کر کے خوشبوئے منزل
نفاست کی رو پر چلاتا ہے روزہ
پڑھا کے ہمیں نیکیوں کے سبق کو
گناہوں سے ہر دم بچاتا ہے روزہ
کبھی خواب غفلت سے بیدار کر کے
غیر آدمی کا جگاتا ہے روزہ
نظر میں ہے جس کی محمدؐ کے جلوے
نویہ اس کے دل کو بھاتا ہے روزہ

☆.....☆.....☆

ماہ صیام

نویہ مرزا۔ لاہور

برکتوں کا مہینہ ماہ صیام
رحمتوں کا خزینہ ماہ صیام
اوجِ خلدِ حیات کا رہبر
رفعتوں کا ہے زینہ ماہ صیام
خلقتوں کے مصیب دریا میں
رحمتوں کا سفینہ ماہ صیام
صبر کی نعمتیں ہیں جس کا نصیب
وہ مقدس مہینہ ماہ صیام
رب کی ہم پر عنایتیں ہیں بہت
راحتوں کا مہینہ ماہ صیام
یہ بلندی کا راستہ ہے نویہ
حق پرستی کا زینہ ماہ صیام

☆.....☆.....☆

رمضان المبارک آگیا

امان اللہ غفر شوکت۔ لاہور

ماہ رمضان آگیا ہے دوستوا
ابر رحمت چھا گیا ہے دوستوا
بڑھ گئی ہے رونق ارض و سماں
دیکھ کر جنت کا ہوتا ہے گماں
کھل گئے در بخشش و اکرام کے
کیسے مظر ہیں یہ صبح و شام کے
کون اس کے فیض سے انہماں ہے
قید میں بیٹھا ہوا شیطان ہے
راہ حق ہم کو دکھانے آگیا
عابد و زاہد بنانے آگیا
لوگ دل سے کر رہے ہیں احترام
ہو رہے ہیں ہر طرف بس نیک کام
روشنی پھر مل گئی ایمان کی
ہے فضیلت کس قدر رمضان کی
لوگ روزے رکھتے ہیں شوق سے
لطف اس کا چکھ رہے ہیں ذوق سے

☆.....☆.....☆

رمضان کے روزے

محمد سفیان اکرم گورمانی۔ جی قیصرانی

پیارا رمضان آیا
رب کا مہمان آیا
روزے کی ہے عظمت بڑی
روزے دار کی ہے عزت بڑی
کیا کہنے اس انسان کے
رکھے روزے جو رمضان کے
روزے رکھ کر ثواب کمائیں گے
ثواب ہم بے حساب کمائیں گے
روزے کی فضیلتیں ہیں ہزاروں
ان کو کیسے میں شمار کروں؟
تم بھی سفیان روزے رکھو
اپنی آخرت بنا لو

☆.....☆.....☆

میمونہ ارم مونشاہ

شام ہوتے ہی ریٹا اور ریٹا دونوں چڑیلیں جنگل سے نکل کر پاس کی بستی پر منڈلانے لگیں لیکن بہت دیر انتظار کے بعد بھی انہیں کوئی شکار نہیں مل رہا تھا۔
”آہ! نا جانے سب لوگ کہاں گئے ہیں۔ اور نانی کی بات مان کر ہم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔“
ریٹا چڑیل نے منہ ہلاتے ہوئے ریجاسے کہا اور ایسا کرنے سے اس



چڑیلوں کو دیکھ کر شہر یا رخوف زدہ ہو گیا اور.....

روزے کی برکت

”تمہیں کچھ نہیں کہنے؟“

احمر سے حیرت سے اس سے سوال پہ کیا۔

”میں سحری اور افطاری گھر والوں کے ساتھ ہی کرتا ہوں تو وہ لوگ سمجھتے ہیں میرا روزہ ہے۔ لیکن تم تو جانتے ہو مجھ سے بھوک برداشت نہیں ہوتی اس لیے میں روزہ رکھنے کی نیت ہی نہیں کرتا۔ اور اس سے تو گناہ بھی نہیں ملتا؟“۔ شہر یار کے لہجے کی بے لگاری بدستور قائم تھی۔

”بہت بری بات ہے شہری! تم اتنے بڑے ہو گئے ہو اور روزہ رکھنا ہم پر فرض بھی

ہے۔ روزہ نہ رکھنے سے بہت زیادہ گناہ ملتا ہے۔ اللہ پاک بھی ناراض ہوتے ہیں۔“ احمر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

لیکن لگ نہیں رہا تھا کہ شہر یار پر اس کی باتوں کا کوئی اثر ہو رہا ہے۔

☆☆☆

چلتے چلتے دونوں جنگل میں موجود اس چڑ کے پاس پہنچے جہاں چڑیلوں کا بیسرا تھا۔ اچانک شہر یار کو لگا جیسے اس کے گلے میں کانٹے چبھ رہے ہوں۔

”پانی۔۔۔ کوئی مجھے پانی پلاؤ۔“ وہ پیاس سے چلانے لگا۔

”لو بیٹا! پانی پی لو۔“

اتنے میں چبھے سے دو عورتیں چلتی ہوئی ان کے پاس آئیں۔ ان میں سے ایک عورت کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا جو اس نے شہر یار کی طرف بڑھایا۔

”رکھو شہری! یہ پانی مت چٹا۔“

جیسے ہی شہر یار نے گلاس پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے کی طرف بڑھایا احمر نے فوراً اپنے ہاتھ سے وہ گلاس پیچے گرا دیا اور شہر یار کو اپنی جانب کھینچا۔

”اے لڑکے! یہ تو نے اچھا نہیں کیا۔“

اتنے میں ان دونوں عورتوں نے خوفناک روپ دھار لیا۔

”احمر! اب کیا کریں یہ دونوں تو چڑیلیں ہیں۔“

شہر یار انہیں دیکھتے ہی خوف سے حشر حشر کا پٹنے لگا۔

”تم فکر نہ کرو ہمیں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ تم دل میں آیت اکر رہی پڑھتے رہو۔“

احمر نے اسے تسلی دی۔

اور جلدی سے کھانے کی میز پر پہنچے۔ وقت کم رہ گیا ہے۔“

ای کو اس کی حرکتوں کا خوب علم تھا اس لیے انہوں نے پھر سے کہا اور خود باورچی خانے میں چلی گئیں۔ انہیں معلوم تھا وہ ان کی بات ضرور مانے گا۔

تھوڑی دیر بعد احمر ہاتھ منہ دھو کر کھانے کی میز پر موجود تھا اور اب وہ چوری و لچمی سے سحری کر رہا تھا۔

☆☆☆

”احمر! آج کل جنگل کے راستے واپس گھر جاتے ہیں۔“

شہر یار جو احمر کا ہم جماعت تھا اس نے چھٹی کے وقت اس سے کہا۔ وہ ایک ساتھ اسکول آیا پایا کرتے تھے۔ دونوں آٹھویں جماعت کے طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے دوست بھی تھے۔

”نہیں بھائی! دوپہر میں اس جنگل سے گزرنا ٹھیک نہیں ہے۔ ویسے بھی ہمارا روزہ ہے اور سفر بھی طویل ہے یہ نہ ہوتا سے میں ہی پیاس لگ جائے۔“

احمر نے اسے جواب دیا۔

”تم نے روزہ کیوں رکھا؟ میرا تو روزہ نہیں ہے۔“

شہر یار نے لاپرواہی سے کہا۔

”کیا تم روزہ نہیں رکھتے؟ اور تمہارے گھر والے بھی

کاچرہ حریہ بھینک لگ رہا تھا۔

”وہی تو نانی نے کہا بھی تھا کہ انسانی بستی میں بہت سا خون پینے اور گوشت کھانے کو ملے گا لیکن یہاں انسان تو دور کوئی جانور بھی دکھائی نہیں دے رہا۔ لگتا ہے ہماری شرارتوں کی وجہ سے نانی نے ہمیں جان بوجھ کر کوہ قاف سے دور بھیجا ہے۔“

اتنے میں دور نزدیک ہر جگہ سے سائرن کی آواز بجنے لگی اور وہ دونوں چلاتی ہوئیں واپس جنگل کی طرف بھاگنے لگیں جہاں انہوں نے ایک بڑے سے چڑ پر گھر بنا رکھا تھا۔

”لگتا ہے آج بھوکے ہی سونا پڑے گا۔“ وہ دونوں بے دلی سے سو گئیں۔

☆☆☆

”احمر بیٹا! افسوس روزہ رکھ لو۔“

مذبح کے ساڑھے تین بج رہے تھے جب احمر کی امی اسے جنگل کے لیے کمرے میں آئیں۔

”امی! میں نے روزہ نہیں رکھنا۔ میرے پیٹ میں بہت درد ہے۔ میں روزہ کھل رکھ لوں گا۔“

احمر نے بہانہ بنایا کیونکہ وہ میٹھی نیند سے جاگنا نہیں چاہتا تھا۔

”بری بات ہے بیٹا! آپ اب بڑے ہو گئے ہو۔ چلو اٹھو



اسے میں ایک ریتا چڑیل نے منتر پڑھ کر احرکی جانب پھونک ماری تاکہ وہ جل کر بھسم ہو جائے لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ دوسری ریتا چڑیل نے بھی ایسا ہی کیا لیکن اس کی کوشش بھی بے کار گئی۔

”اس لڑکے پر ہمارا جادو کام کیوں نہیں کر رہا؟“

چڑیلیں غصے سے لال پیلی ہو گئیں۔

”وہ اس لیے کہ میں ایک روزہ دار ہوں۔ میں نے اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھا ہے اس لیے تم دونوں کا جادو مجھ پر کام نہیں کر رہا۔“

احرکی بات سن کر دونوں چڑیلوں کو کل کا واقعہ یاد آ گیا کہ کل یقیناً افطاری کا وقت تھا اس لیے کوئی بھی انسان ہستی میں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اور وہ سائرین روزہ افطار کرنے کے لیے بھایا گیا تھا جسے سن کر وہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلی تھیں۔

”اللہ... لیکن میرا روزہ۔۔۔“

اس سے پہلے شہر یار اپنی بات مکمل کرتا احر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زور سے دپایا اور اسے خاموش رہنے کو کہا۔

”ابھی میں دعا مانگ کر تم دونوں پر پھونک ماروں گا اور تم دونوں چڑیلیں جل کر راکھ ہو جاؤ گی۔ روزے دار کی دعا ویسے بھی کبھی رد نہیں ہوتی۔“

احر نے چڑیلوں سے کہا۔

یہ سنتے ہی وہ دونوں وہاں غائب ہو گئیں کیونکہ انہیں ایک انسان کے ہاتھوں جلنا نہیں تھا۔ وہ وہاں کوہ قاف میں موجود تھیں انہیں ان کی شرارتوں کی سزا مل چکی تھی۔

شہر یار کو بھی روزہ نہ رکھنے کی سزا ملنے لگے رو گئی تھی۔ اس نے اللہ سے معافی مانگی اور کہا کہ کل سے وہ بھی روزہ رکھے گا۔ ساتھ ہی احر نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے امی کی بات مان کر اچھا کیا اور ناپ تک وہ ان چڑیلوں کی خوراک بن چکا ہوتا۔

☆.....☆.....☆

ضروری ہدایات، بچوں کی پرورش کے لئے

☆..... بچے کو کوئی بھی کام چھپا کر مت کرنے دیں۔

☆..... بچوں کو تاکید کریں کہ آہستہ چلیں۔

☆..... بچوں کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالیں۔

☆..... بچوں کو عادت ڈالیں کہ اپنا کام خود کریں، کام میں سستی نہ کریں۔

☆..... لڑکیوں کو کم از کم اتنا لکھنا پڑھنا ضرور سکھائیں کہ ضروری خطوط، پیغام اور گھر کا حساب کتاب کر سکیں۔

☆..... بچوں کو پڑھائی کے ساتھ ساتھ کوئی ہنر لازمی سکھائیں، ضرورت کے وقت بہت کام آتا ہے۔

☆..... آج کے دور میں بے مقصد اسمارٹ فون، ویڈیو گیمز ایسے کھیل جن سے صحت کا نقصان ہو، عادت مت ڈالیں۔

☆..... بچوں کو کتابیں اور میگزین پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

☆..... بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کی عادت ڈالیں اور قرآن پاک پڑھائیں۔

☆..... اکثر گھروں میں بچوں کو جن بھوت اور ڈراؤنی چیزوں سے ڈرایا جاتا ہے یہ بہت غلط بات ہے اس سے بچے کا دل کمزور ہوتا ہے لہذا ایسی باتوں سے گریز کریں۔

(ملک علی رضا۔ فیصل آباد)

☆.....☆.....☆



سائنسی کہانی

ڈاکٹر طارق ریاض

حیدر کافی دیر سے اس پریشانی میں مبتلا تھا کہ خوشی کہاں سے ملتی ہے اور علم جماعت کا طالب علم تھا۔ سکول میں دو ساندہ بات کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا جملہ ”خوشی اب کہاں ملتی ہے؟“ جب اس کی سماعت سے گزرا تو فوراً سوچ میں پڑ گیا کہ یہ خوشی ایسی کونسی چیز ہے جو ساندہ کو نہیں مل رہی۔ کچھ دن گزرے تو اس نے اپنے ماں باپ کی باتوں میں جملہ سنا ”خوشی کو ترس گئے ہیں۔ اللہ جانے یہ خوشیاں کہاں چلی گئی ہیں؟“ حیدر جو پہلے ہی اس کی سماعت میں تھا۔ والدین کی زبان سے لفظ خوشی سن کر چناب ہو گیا۔ ”پتہ نہیں! لوگ خوشی کس کو کہتے ہیں؟“ وہ ہنسٹکا ہوا۔ لیکن خوشی کو ڈھونڈنا نہ سکا۔

سکول میں چھٹی تھی۔ امی ابو باقی وغیرہ کسی کام سے باہر گئے

وہ خوشی کی تلاش میں گھر سے باہر نکل گیا اور.....

خوشی

دکاندار نے بھانپ لیا کہ اسے کسی اور چیز کی تلاش ہے۔ ”مٹی بیٹا! اور کیا چاہتے آپ کو؟“ اس نے دریافت کیا۔ پہلے تو حیدر نے سنی ان سنی کر دی لیکن نظر آ میر لہجے میں پوچھا ”انگل! آپ کے پاس خوشی مل جاتی ہے۔“ اس طرح کے سوال اور ایسی کئی چیز کا تو دکاندار نے سوچا نہ تھا۔ اب فکر مندی کے اثرات اس کے چہرے پر عیاں تھے کہ کچھ کیا مانگ بیٹھا تھا۔ اس کے دماغ میں کئی جوابات گونڈے لیکن صورتحال کا ادراک کرتے ہوئے دکاندار نے خود کو سنبھالا اور پیار سے بولا ”مٹی بیٹا! ہماری دکان سے خوشی بھی مل جاتی ہے!“ یہ جواب حیدر کیلئے خوشی و مسرت کا پیغام لایا تھا وہ بے



جالی سے بولا ”انگل! مجھے خوشی دے دیں۔ اس کی قیمت کتنی ہوگی؟“ مجھے ابھی چاہئے۔“ مارے خوشی کے اس سے یونا دشوار ہو رہا تھا۔ دکاندار بیچنے کو جھکا اور ایک بہت مزیدار سی چاکلیٹ نکال کر اسے ہما دی۔ ”یہ لو بیٹا! یہ خوشی ہے۔ اسے رکھ لو“ اس نے چاکلیٹ کئی بار کھا رکھی تھی وہ حیرت کی تصویر بنے چاکلیٹ کو ہاتھ میں پکڑے دکاندار کو دیکھ رہا تھا۔

”انگل! اس خوشی کے کتنے پیسے ہوتے؟“ حیدر نے قیمت پوچھی۔

”حیدر! خوشی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ یہ بے مول ہوتی ہے۔ اب آپ جاؤ امی انتظار کر رہی ہوں گی“ دکاندار نے اسے رخصت کرتے ہوئے کہا۔ حیدر بسکٹ اور خوشی لے کر گھر کو لوٹ آیا۔

”امی! آپ کب گھر آئیں گی؟ میں نے آج خوشی خریدی ہے۔ آپ کو دکھانا چاہتا ہوں“ حیدر نے فون پر پوچھا۔ ”بس بیٹا! ہم تقریباً گھر کے قریب پہنچ گئے ہیں بس آ رہے ہیں!“ جواب کے بعد فون بند ہو گیا۔ کچھ وقت گزرا تو ہوا کا امی ابو اور باقی گھر آ گئے۔ گاڑی کی آواز سنتے ہی حیدر تیزی سے بیڑیاں اترتے بیچے آیا۔ چاکلیٹ اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس خوشی کے بارے میں اب تک کی ساری کارروائی اس نے بیان کر ڈالی۔ شروع میں والدین ملازموں پر ناراض ہوئے کہ اسے کھیلے کیوں جانے دیا گیا۔ لیکن حیدر نے ان کی یہ بتا کر جان چڑھا دی کہ یہ اس کا فیصلہ تھا اور وہ زبردستی بازار سے خوشی لینے گیا تھا۔ ماں تعلیم یافتہ اور با شعور خاتون تھی۔ ”شباب! بیٹا! تم نے بڑا کام کیا کہ خوشی گھر لے آئے۔ اب اس خوشی کو روکنا امت اس میں اضافہ کرتے جانا۔“ ماں کی اس بات پر وہ ماں سے لپٹ گیا اور بولا ”ٹھیک ہے امی! میں اور چاکلیٹ خریدوں گا تاکہ اور خوشیاں گھر میں آ سکیں۔“ حیدر نے پرجوش انداز میں کہا اور بھام بھام اپنے کمرے میں جا کر سکول کا کام کرنے میں مصروف ہو گیا۔

حیدر کی باقی نے رات سونے سے پہلے ایک کانڈہ پکھلایا اور چاکلیٹ لپیٹ کر اس کے سکول بیگ میں ڈال دی۔ صبح سکول جانے کی جلدی میں حیدر بھول گیا کہ اس نے کوئی خوشی بھی خریدی تھی۔ سکول پہنچ کر جب بسے ہوا تو چاکلیٹ ایک کانڈہ میں پکھلی دیکھی ”اچھے بھائی! یہ چاکلیٹ کسی ایسے بچے کو دے دینا جو یہ خوشی خریدے سکا ہو! اتھارہاری باقی“ اب تو حیدر کی حیرت کا قصہ نہ تھا کہ اس نے بڑے سکول میں بھلا وہ چاکلیٹ کس کو دے۔ چھٹی کے وقت تک خوشی اس کے بستے میں تھی۔ اچانک اسے سکول کے مالی کی بیٹی یاد آئی جو اکثر اپنے والد کے ساتھ رہتی تھی۔ یہ سات برس کی بیٹی تھی۔ وہ بھام بھام اس طرف پہنچا جہاں سکول کا مالی رہتا تھا۔ بیٹی باہر مٹی میں کھیل رہی تھی۔ حیدر نے اسے چاکلیٹ دی تو مارے خوشی کے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ مالی بھی خوشی سے نہال تھا اور شکر یہ ادا کر رہا تھا۔ بیٹی گھر گئی اور اپنے دوسرے بہن بھائی کے ساتھ خوشی کو تقسیم کر دیا۔ دینے والے اور خوشی لینے والوں کے دماغ میں ”ڈپا ہارمون“ پیدا ہو رہے تھے جنہیں Dopamine کہتے ہیں اس ہارمون کی وجہ سے طبیعت، مزاج اور موڈ میں خوشوار تبدیلی آگئی تھی۔ اسی لیے اس ہارمون کو ”فیل گنڈ ہارمون“ بھی کہتے ہیں۔ حیدر سمجھ گیا تھا کہ خوشی واقعی بے نظیر تحفہ ہے جو بغیر کسی چوڑی قیمت ادا کیے صرف دوسروں میں تقسیم کرنے سے بڑھتی چلی جاتی ہے!

☆.....☆.....☆



میں ہوں تہلی



علامہ زادہ نعمان صابری۔ لاہور

پیارے بچہ میں ہوں تہلی
شہر نہ سمجھو میرا سسلی
راتی ہوں میں باغ باغیچے
رکتے نہیں جو باب درجے
کھلی ہواؤں میں اڑتی ہوں
آزاد فضاؤں میں پھرتی ہوں
بگم میرے ہیں رنگ رنگے
رب نے جو قدرت سے رنگے
اللہ کا حسین شاہکار ہوں میں
نہ سمجھو کہ پیکار ہوں میں
باغ و بہار کی رونق مجھ سے
ہر اک گل کا صن ہے مجھ سے
چمن میں جب لہلہاتی ہوں
ہواؤں کے سگ جب گاتی ہوں
منا ہے چمن میں سب کو سرور
حاصل ہے گلوں کو مجھ سے غور
چمن کی شان بڑھاتی ہوں
میں سب کا جی بھلاتی ہوں
مانو ایک گزارش میری
پکار کے مت نہ مارو میری
☆.....☆.....☆



کاروانِ نسواں

ڈاکٹر ذوالجمال الحسینی۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر
بین ٹیس یونیورسٹی۔ قاہرہ۔ مصر

صدیوں سے چل رہا ہے یہ کاروانِ نسواں
لکھ دی ہے نقش پانے ہر داستانِ نسواں
اونچائیوں پر پرچم ماضی میں بھی رہا ہے
دنیا میں آج بھی ہے اونچا نشانِ نسواں
دھرتی پہ بھی چلے تو ہر گامِ احساں ہے
اونچی اڑان میں بھی ہے احسانِ نسواں
میدان ہے زندگی کا اپنے بغیر سوتا
آباد اپنے دم سے ہے یہ جہانِ نسواں
صحراؤں میں بھی جائے بسنے کے واسطے گر
بن جاتا ہے نیا ہاں اک گھستانِ نسواں
منا کا ایک بادل ہے دھوپ سے بچاتا
آنچل کو ماں کے کہنے ہاں سائبانِ نسواں
ہم نے بدل دیے ہیں معنی ولاغزل کے
اشعار بن گئے ہیں اب تو زبانِ نسواں
☆.....☆.....☆



بارہ مہینے

شاہ بہرام انصاری۔ مکران

آؤ بچہ دیکھیں سیکھنے کے قرعے
سال میں ہوتے ہیں بارہ مہینے
سردی ہے قدرت کی بندہ پروری
پہلے مہینے ہیں جنوری اور فروری
پیدل چلو سب پکار کے مارچ
کیونکہ اس کا نام ہے مارچ
روزِ نہاد، دور کرو میل کیل
جس ہونے لگا جب آیا اپریل
گرمی سے بے حال ہوئے سگی
بہتا پینہ لے کے آیا مئی
دھوپ نے جیسے جھلسا دیا خون
لو گرما گرم آ گیا ہے جون
سورج نے بھی گویا آگ برسا کی
جب پیچھے پیچھے ہے آیا جولائی
ٹھنڈی ہواؤں نے پھر کر دیا مست
بارشیں لے آیا ہرا بھرا اگست
زیت تھوڑی بدلی جب آیا ستمبر
اکتوبر کا ہے اس کے بعد نبر
موسم ہیں جیسے زندگی کے پلیر
ٹھنڈا ٹھنڈا سا ہے پیارا نومبر
دھند سے سج جاتا ہے امبر
آخر میں بچہ آتا ہے دسمبر
بہرام نے کر دیا کام آسان
بارہ مہینوں کا تم رکھنا دھیان
☆.....☆.....☆

دیل (پہرہ)



عقلمند و انجم۔ دہلی۔ بنگ

دیکھو چل جائے دیل
خود کو خوب ٹھمائے دیل
اس کی قسمت میں ہیں پھر
پھر پہ پھر کھائے دیل
اشارہ دو تو نو دو گیارہ
جھٹ منزل پہ پہنچائے دیل
لاری رکشا موٹر گاڑی
ان کو خوب بھگائے دیل
لے سفر ختم ہوئے اب
لے سفر مٹائے دیل
والہ اللہ تیری قدرت
جہازوں کو سچی اڑائے دیل
دیل کے بن دنیا ہے کار
ہر شعبے میں کام آئے دیل
ساری دنیا میں یہ گھومے
اور ذرا نہ گھبرائے دیل
سفر کرے لاکھوں میل
تھکے نہ خود ہمیں تھکائے دیل
ڈرتا ہوں میں ہر دم بچہ
بھاگ نہیں نہ جائے دیل
☆.....☆.....☆



ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان نے ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان کو ایک فریمڈ سرٹیفکیٹ پیش کیا۔



محمد شعیب مرزا نے ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان کو ایک فریمڈ سرٹیفکیٹ پیش کیا۔



محمد شعیب مرزا نے ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان کو ایک فریمڈ سرٹیفکیٹ پیش کیا۔



ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان نے ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان کو ایک فریمڈ سرٹیفکیٹ پیش کیا۔



پرنس فاروقی کاؤنسلر نے ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان کو ایک فریمڈ سرٹیفکیٹ پیش کیا۔



پرنس فاروقی کاؤنسلر نے ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان کو ایک فریمڈ سرٹیفکیٹ پیش کیا۔



پرنس فاروقی کاؤنسلر نے ایڈیشنل آئی سی اے ڈی ایف ایف کے سربراہان کو ایک فریمڈ سرٹیفکیٹ پیش کیا۔

14 مارچ کو پنجاب میں سرکاری سطح پر پھول ڈے منایا گیا

تعلیمی اداروں میں بھی روایات، ثقافت سے لگاؤ اور اپنائیت دیکھنے کو ملی۔ دی براڈ وی اسکول (The Broadway School) ہر برس پورہ اس لحاظ سے سب سے آگے نظر آیا۔ تمام مرد و خواتین اساتذہ اور طالبات و طالبات نے بھی بھرپور شرکت کی۔ اور اس دن کو انتخابی خوبصورت اور یادگار بنادیا۔ پھول ڈے کی اس رنگارنگ تقریب میں ثقافت کے سارے رنگ دیکھنے کو ملے۔ پنجابی رہن سہن کا نظریہ مظاہرہ کیا گیا اور پنجابی کھانے خوش کئے گئے۔ جن میں لڈو، پیسیا، چائے، فلفلی، گول گپے اور گنا وغیرہ شامل تھے۔



تقریب میں شرکت کرنے والے تمام اساتذہ نے پنجابی لوک رقص کے ذریعے اپنی پنجابی ثقافت سے محبت کا اظہار کیا۔ سکول کی انتظامیہ خصوصاً پرنسپل ثوبیہ حسن صاحبہ اس قدر شاندار تقریب کے انعقاد پر مبارکباد کی مستحق ہیں۔

☆☆☆

پرنسپل ثوبیہ حسن کا آرازی نثر کاوشی، سکول انگریزی لکچر ہاؤس

ارجم ہشام

مبارک ہو! مبارک ہو! اللہ نے آپ کو بیٹی دی ہے۔ خان صاحب کا یہ سننا تھا کہ خوشی سے ان کے آنسو نہیں ٹھہر رہے تھے۔ اللہ نے انہیں دو بیٹیوں کے بعد بیٹی کی رحمت سے نوازا تھا اور پھر وہ ایسے ملک میں پیدا ہوئی تھی جہاں بیٹیوں کو نحوست سمجھا جاتا تھا اور مسلمانوں پر مظالم کیے جاتے تھے۔ خان صاحب نے اپنی بیٹی کا نام مسکان رکھا۔ مسکان کے والدین کی شروع سے ہی خواہش تھی کہ ان کی اولاد انڈیا میں ایک غیر مسلم ملک میں رہے ہوئے مسلمانوں کے لیے کچھ کریں۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کریں

قرآن کریم کی وہ آیت قرار پائی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔ ”اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی بیٹیوں اور بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنے اوپر چادر کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں۔“ آیت کے اس ترجمے کو اس کے والدین اس کو بار بار اس وجہ سے سناتے تاکہ اس کو یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ حجاب مسلمان عورتوں پر صرف فرض ہی نہیں بلکہ اس کے بہت سے فوائد بھی ہیں۔ سب سے پہلے تو حجاب ہی ایک باحیاء عورت کی پہچان ہے اور حجاب ہی ایک عورت کی

حیاء اور عزت کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو بری لگا ہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ حجاب کے حق میں آواز اٹھانا اور اس کے لیے لڑنا بھی جہاد ہے۔ مسکان کی والدہ اس کو مسلم خواتین کی بہادری کے قصے سنایا کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ روز رات کو مسکان کے والد صاحب ان کو اسلامی واقعات کہانیوں کی طرح سناتے تھے۔ وہ مسکان کو زیادہ تر حضرت خولہؓ کی بہادری کا قصہ سناتے اور مسکان کو بھی یہ واقعہ بہت پسند تھا۔ وہ زیادہ تر اپنے والد سے فرمائش کر کے سنتی تھی۔

والد صاحب اس کو یہ واقعہ کچھ یوں سناتے ”جنگ جاری تھی۔ رومی لشکر کے وار مسلمانوں پر جاری تھے۔ جنگ خطرناک مراحل میں داخل ہو چکی تھی، اتنے میں ایک گھڑ سوار میدان میں داخل ہوتا ہے، اس نے سپاہی والا لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور ہنر چادر لپیٹ رکھی تھی اور چہرہ بھی چھپا رکھا تھا۔ وہ سوار تیزی سے دشمن کی طرف بڑھتا اور تیزی سے خطرناک وار کر کے تیزی سے صف میں واپس لوٹ آتا تھا۔ لوگوں کا گمان تھا کہ یہ خالد بن ولیدؓ جو کہ سہ سالار تھے وہ ہیں۔ جو کہ تیزی سے اور بہادری سے دشمنوں پر وار کر رہے ہیں، لیکن کچھ دیر کے بعد خالد بن ولیدؓ دوسری طرف سے نمودار ہوئے تو لوگ سوچ میں پڑ گئے کہ یہ بہادر کون ہے جو دشمنوں پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ خالد بن ولیدؓ نے اس سوار کو کئے کا حکم دیا لیکن وہ نہ رکا۔ پھر آپؐ نے رکنے اور نقاب ہٹانے کا حکم دیا لیکن اس سوار نے نقاب نہ ہٹایا۔ بہت اصرار کے بعد وہ سوار خالد بن ولیدؓ سے مخاطب ہو کر بولیں ”میں ایک خاتون ہوں اور چہرے سے نقاب نہیں ہٹا سکتی۔ میرا نام حضرت خولہؓ ہے اور میں وہ ہوں جس کا بھائی حضرت نزارؓ شہی حالت میں دشمنوں کی قید میں ہے۔ میں ان کی رہائی کے لیے بہت بے چین ہوں۔“ حضرت خالد بن ولیدؓ ان کی بہادری سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی کمانڈ میں اسلامی لشکر کو شریکین پر حملے کے لیے بھیجا۔ اسلامی لشکر کو دشمنوں سے فتح حاصل ہوئی اور قیدیوں کو ڈھونڈ کر رہا کر دیا گیا۔ اور ان قیدیوں میں حضرت خولہؓ کے بھائی بھی شامل تھے۔

مسکان بھی ایسے ہی بہادر بننا چاہتی تھی۔ اس کا خواب تھا کہ وہ بھی اپنے دین کے لیے کچھ کر لے۔ وہ اپنے والدین کو کہتی کہ ”ابا جان! اگر کبھی دشمنوں سے ڈر لگے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟“ اس کے ابا اس کو کہتے کہ ”جب بھی تمہیں ڈر لگے تم ہمیشہ اللہ کو پکارنا، اس کا نام لینا اور

لڑکوں کا ایک گروہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا.....

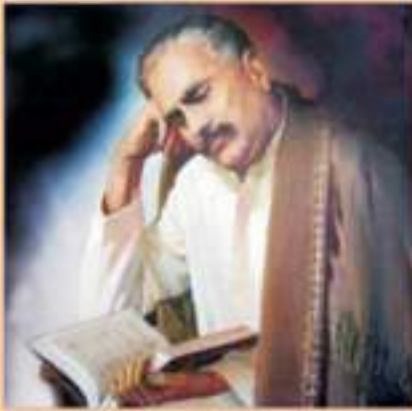
حجاب حیا



کہ وہ دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہوں اور دنیا کے لیے مثال بن جائیں۔ مسکان کے والدین اپنے بچوں کو بچپن سے ہی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ وہ ہمیشہ سے ہی بچوں کو اسلامی واقعات سناتے۔ ان کو پاکستان اور انڈیا کی تقسیم کے واقعات سناتے۔ اس کے علاوہ کشمیر میں ہونے والے مظالم کے بارے میں بھی بتاتے۔

مسکان کے والدین ہمیشہ سے ہی سبق دیتے کہ بیٹا ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مذہب اسلام ہے اور ہمیں اپنے دین کی حفاظت کے لیے کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ لڑکا ہو یا لڑکی ہو دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے اور عورت کسی سے کم تر نہیں ہے۔ اسلام میں عورتوں کے حقوق پر زور دیا گیا ہے۔ عورت کو اپنے حق کے لیے آواز اٹھانی چاہیے۔ اور یہ تمام باتیں مسکان میں بہت اور بہادری کے جذبے کو بڑھاتی تھیں۔

بھارت میں شروع سے ہی عورتوں پر ظلم کیا جاتا۔ ان کو بیچ اور نحوست سمجھا جاتا تھا۔ وہ لوگ عورتوں کے حجاب اور پردے کے سخت مخالف تھے۔ مسکان کی والدہ اس کو حجاب کے معنی بتایا کرتی تھیں۔ حجاب یعنی پردے کا حکم



بچے قائد اعظم اور علامہ اقبال کی نظر میں

عبدالحی بھٹو

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح اور مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے نظریات اور افکار میں ملت پاکستان کے بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ معماران پاکستان کی نظر میں نوجوان ملک و قوم کا عظیم سرمایہ و اثاثہ ہیں جن کی خدا داد جلتی صلاحیتیں قومی و ملی تشکیل میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

اس کا ثبوت تحریک پاکستان میں ملت اسلام کے بچوں کا تاریخی کردار ہے جنہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں بڑوں کے شانہ بہ شانہ

”لے کر ہیں گے پاکستان، بٹ کر ہے گا ہندوستان“

کے بھرپور نعروں کی گونج میں تحریک و تشکیل پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔

قائد اعظم بچوں کی بہترین علمی و اخلاقی تربیت کے خواہاں رہے تھے۔ انہوں نے سندھ مدرسۃ الاسلام و ملی گزہ مسلم یونیورسٹی کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ علم و نیر سے آراستہ ہو کر ہی ملک و قوم کی حقیقی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس لئے قوم کے لئے آپ کی تعلیمی سرگرمی نہایت اہمیت رکھتی ہے۔“

مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے نوجوانوں کی تربیت کے لئے متعدد پیکچرز دیے اور برصغیر کے مسلمان بچوں میں قومی غیرت و حمیت اُجاگر کرنے کے لئے شہرہ آفاق نظمیں لکھیں جن میں بچوں کی علمی و اخلاقی تربیت پر زور دیا گیا ہے۔ مصور پاکستان کی سبق آموز نظموں نے برصغیر کے بچوں میں علمی ادبی، سماجی و سیاسی شعور بیدار کیا جبکہ تحریک پاکستان کے دوران عظیم الشان عوامی جلسوں میں بچوں نے انتہائی جوش اور جذبہ کے ساتھ حضرت علامہ اقبال کی نظمیں پڑھیں۔

شاعر مشرق کی نظر میں بچے قوم کا حقیقی مستقبل کے وارث ہیں۔ بچے قائد اعظم اور علامہ اقبال کی نظر میں نہایت اہمیت کے حامل تھے۔ وہ ان سے بے حد پیار کرتے تھے کیونکہ وہ نوجوانوں کو قوم کے مستقبل کا حقیقی وارث سمجھتے تھے۔

☆.....☆.....☆

دین کے لیے لڑنا۔ پردے کے احکام پر عمل کرنا، عورت ہر میدان میں کام کر سکتی ہے پردے کے ساتھ۔“

وقت گزرتا گیا۔ مکان کے والدین نے اس کی تربیت اسلام کے اصولوں کے مطابق جاری رکھی۔ مکان نے دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی جاری رکھی۔

ایک دن مکان صبح اٹھی تو اس کے والد صاحب فی دی پر خبریں دیکھ رہے تھے کہ کشمیر میں مسلمان خواتین کی تعلیم کے دوران حجاب پر پابندی لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور انڈیا کے کئی تعلیمی اداروں میں حجاب پر پابندی لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مکان اور اس کے والد صاحب جب یہ خبریں سن رہے تھے تو ان کی آنکھیں نم تھیں۔ مکان کے دل سے ایک ہی دعا نکلی۔ یا اللہ! ہم مسلمانوں پر رحم فرما۔ تو جانتا ہے کہ حق کیا ہے۔ تو مجھے بھی توفیق دے کہ میں دشمنوں کے خلاف آواز اٹھا سکوں۔

ایک دن مکان معمول کے مطابق اپنی یونیورسٹی اسائنمنٹ جمع کروانے گئی۔ اس نے برقعہ اور حجاب کیا ہوا تھا۔ اسے میں سامنے سے کچھ ہندوؤں کے گروہ کی شکل میں تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ وہ زور زور سے

حجاب کے خلاف نعرے بلند کر رہے تھے اور حجاب میں

اس کو دیکھ کر اس کا پیچھا کرنے لگے۔ مکان نے پہلے

سوچا کہ وہ چپ چاپ آگے چلی جائے لیکن پھر اسے

اپنے والد صاحب کی بات یاد آگئی کہ دشمن سے ڈرنا نہیں

چاہیے۔ اس نے جہوم کی طرف مڑ کر زور زور سے اللہ

اکبر کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اور حجاب

اتارنے سے انکار کر دیا۔ اس اکیلی لڑکی نے دشمنوں کو

لاکارا اور تمام مسلمان عورتوں بلکہ مردوں کے لیے بھی

مثال قائم کر دی اور پوری دنیا کو جھنجھوڑا اور بھارت کی

مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کو سبق دیا کہ وہ بھی ہندوؤں

سے ڈر کر حجاب کو نہ اتاریں۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مکان کو ایسا کرتے وقت اس جہوم

کی ویڈیو بن رہی تھی جو کہ سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئی۔

مکان کے والدین تک جب یہ خبر پہنچی تو ان کا سرخرو سے

بلند ہو گیا اور مکان پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے

مثال بن گئی۔

مکان کی بہادری کے لیے ہر جگہ پر یہ بات کہی جا رہی تھی۔

سوچا تھا کہ تیری بہادری پر تقریر لکھوں

پر بہن تیرے معیار کے الفاظ نہ مل سکے

☆.....☆.....☆



فراموش کر بیٹھا۔ اس کے ہم جماعت اسے کام کہتے تو ساتھ ہی کچھ تعریف بھی کر دیتے۔

”واہ، بھی واہ، فزکس تو احمر سے زیادہ

کوئی جانتا ہی نہیں۔“ ایک لڑکا کہتا۔

”نہیں، بھی احمر کو ریاضی کا مضمون ایسے

آتا ہے کہ کمپیوٹر بھی اس کے آگے کچھ

نہیں۔“ جسے ریاضی کا کام ہوتا وہ ایسے

کہتا۔

”رہنے بھی دو، انگلش کی گرامر کے اصول و

ضوابط کا تو احمر باہر ہے۔ ابھی دیکھنا اس نے

دس منٹ میں میرا ہوم ورک کر دینا ہے۔“

انگلش کا ضرورت مند گویا ہوتا۔ احمر سب کے

تہمے سے ایک غرور کے ساتھ سنتا، ساتھ ہی سوچتا،

”میرے سب دوست کتنے اچھے ہیں، میرا کتنا

خیال کرتے ہیں۔ اگر میں ان کی تھوڑی بہت مدد کر

دیتا ہوں تو میرا کیا جاتا ہے۔ ویسے بھی فارغ



فقیر رشوی

وہ اپنے دوستوں کا کام بخوشی دیتا تھا لیکن.....

فارغ بندہ

ہی ہوں۔ فارغ وقت میں اپنے دوستوں کی مدد کر کے انہیں کچھ فائدہ ہی پہنچا دیتا ہوں۔“

اس مدد امداد کے پکر میں احمر کا معمول ہی بن گیا تھا کہ

سکول سے آ کے کھانا کھاتا اور کچھ دیر کے بعد ہی اپنے

کمرے میں اپنی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتا۔

اس کے بعد تمام وقت اپنی کتابوں کے ساتھ گزارتا۔ پہلے

وہ اپنا ہوم ورک کرتا۔ اس کے بعد تقریباً تمام دوستوں کا

ہوم ورک دوبارہ کرتا۔ اس کے قریبی دوستوں نے اسے

”اسائنمنٹ“ دی ہوتی جسے وہ بہت دل لگا کر مکمل کرتا۔

یہ الگ بات ہے کہ اس قدر محنت اور مسلسل کام کرنے کی

وجہ سے اس کی صحت متاثر ہونے لگی۔ آنکھوں پر نظر کا

چشمہ لگا گیا اور جسمانی ورزش نہ ہونے کے باعث ذرا سا

مشقت طلب کام بھی اسے تھکا دیتا تھا۔

ایسی ہی حالت دیکھ کر دل ہی دل میں پریشان ہوتی

تھیں اور کبھی اسے دودھ کا گلاس پیش کرتیں تو کبھی کوئی

پھل دیتیں۔ احمر کسی وقت یہ چیزیں قبول کر لیتا اور جب

دل نہ چاہے یا کام میں مصروف ہوتا تو یہ چیزیں ایسے ہی

ہم جماعتوں سے مقبولیت کا باعث بنی۔ آہستہ آہستہ کچھ

ہم جماعتوں نے احمر سے اپنا کام کہنا شروع کر دیا۔

ریاضی کے سوالات حل کرنے ہوتے یا انگلش گرامر میں

کوئی مسئلہ درپیش ہوتا۔ طلباء اس سے پوچھتے اور وہ

فارغ وقت میں خوشی خوشی انہیں سمجھا دیتا۔

انسان بنیادی طور پر سست ہے اور کچھ یہی مسئلہ احمر کے ہم

جماعت دوستوں کا بھی تھا۔ اب انہوں نے سمجھنے کے

بجائے براہ راست اسے ہی اپنا کام کہنا شروع کر دیا۔

اپنے ہوم ورک کے ساتھ ساتھ وہ دوستوں کا کام بھی

کرتے لگا۔

لڑکے اس کی تعریفیں کرتے تو اسے بہت خوشی محسوس

ہوتی۔ وہ خوش ہو کر ان کے کام کرنے لگا۔ باہر کی

مصروفیت میں اضافہ ہوا تو گھر کے وہ چھوٹے موٹے

کام جو اب کی ”مدد“ کے زمرے میں آتے تھے۔ وہ بھی

احمر نے چھوڑ دیے۔ مثال کے طور پر باہر سے کچھ

سامان، ہبزی وغیرہ لے آنا وغیرہ۔

احمر چند تعریفی جملوں کے عوض اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو

”اوہو، میں تو بھول گیا تھا..... ابھی مجھے راشد انگل

کی دو انیاں لا کے دینی ہیں۔“ احمر، جو کہ اپنے ہم

جماعت شاہ زین کی پریکٹیکل کاپی بنا رہا تھا۔ اسے

اچانک خیال آیا کہ جب وہ کالج سے واپس آ رہا تھا تو

راشد انگل نے اسے دو انیاں لانے کا کہا تھا۔ احمر نے

جلدی سے اس کا کام مکمل کیا اور راشد انگل کے گھر

جانے کے خیال سے کمرے سے نکلا۔

”بیٹا، یہ آدھا کلوٹن تو لا دو۔“ امی نے ہوا کے گھوڑے

پر سوار احمر کو باہر نکلتے دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ

صاحبزادے کسی ”ضروری کام“ سے روانہ ہو رہے ہیں۔

انہوں نے اس امید پر اسے ٹن لانے کا کہا کہ شاید

باہر جاتے ہوئے اپنے گھر کے کام کی ذمہ داری بھی لے

لے لیکن اس کا جواب ہمیشہ کی طرح یہی تھا۔

”امی ابھی تو میں بہت ”ضروری کام“ سے جا رہا ہوں،

واپس آتا ہوں تو دیکھتا ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ اپنا سودا

حاضر سے منگوا لیں۔“ اس نے چھوٹے بھائی کی طرف

دیکھا جو کہ برآمدے میں بیٹھا اپنا ہوم ورک کرنے میں

مصروف تھا۔

احمر گیارہویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہ دو بھائی اور

ایک بہن تھے۔ ابو کی پڑے کی دوکان تھی اور امی گھریلو

خاتون تھیں۔ پانچ افراد کا یہ کبیر زندگی کے دن خوش و خرم

سے گزرا رہا تھا۔

احمر بچپن ہی سے ذہین طالب علم تھا۔ اس کی یہی ذہانت



مشتاق احمد یوسفی

مشتاق احمد یوسفی صاحب کہتے ہیں: گیارہ سے بارہ سال پرانی بات ہے میں حرم مکہ گیا۔ دوران طواف مغرب کی اذان ہوئی۔ میں خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھ گیا اور اقامت کا انتظار کرنے لگا۔

میں نے سوچا کہ پاک جگہ ہوں لہذا فارغ نہ بیٹھوں۔ قرآن پڑھوں۔ میں نے زبانی سورۃ التین (واتین والثرین) پڑھنا شروع کی۔ میں ایک آیت پر آ کر بھول گیا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان وہ سورت بھی بھول جاتا ہے جو ہر وقت اس کی زبان پر رہتی ہے۔ اس وقت بھی ایسا ہوا۔ اب میں نے بہت کوشش کی مجھے آگے یاد آئے۔

لیکن یاد نہ آئی۔ قرآن اندر مسجد کی عمارت میں ہوتے

اور اس سورۃ کی چھانوے آیات میں سے ٹھیک اسی جگہ سے شروع کرنا جہاں سے میں بھولا تھا۔ یہ دوسری بار تھا جب اللہ پاک نے مجھے اپنا لطیف و خیر ہونا دکھایا۔

☆☆☆

اب سے ٹھیک ایک گھنٹہ قبل میں سٹور پر دائیں کان میں ایئر پوڈ لگائے گا نا سن رہا تھا۔ اچانک میرے دل میں آیا کہ سال کا آخری سورج غروب ہونے والا ہے۔ اسے اچھے اعمال کے ساتھ رخصت کروں۔ میں نے ایئر پوڈ نکال کر باکس میں ڈالا اور سوچنا شروع کر دیا کہ دعا مانگوں یا قرآن پڑھوں۔ میں سورۃ البیٰحی پڑھنا شروع کر دی کہ یہ سورہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازل ہوئی تھی اور اللہ پاک نے اس سورۃ میں ان سے فرمایا تھا

لیکن یاد نہ آئی۔ قرآن اندر مسجد کی عمارت میں ہوتے

وہ تو خاموشی کی وجہ بھی جان لیتا ہے۔

اللہ اکبر

ہیں۔ قرآن ہوتا تو میں اس سے دیکھ کر پڑھ لیتا۔ خیر اقامت ہوئی۔ پہلی رکعت میں امام کعبہ نے الحمد شریف کے بعد واتین والثرین پڑھی۔ رب جانتا ہے مجھے ایسا لگا جیسے اللہ نے مجھے کہا ہو "لو ہر الو۔ ہائی غلطی دور کر لو"۔ میری باقی کی ساری نماز مسکراتے ہوئے گزری۔ یہ پہلا موقع تھا جب اللہ نے مجھے دکھایا کہ وہ لطیف و خیر ہے۔ دلوں کے اندر کی بھی جان لیتا ہے۔

☆☆☆

مجھے سے سات ماہ پہلے کی بات ہے۔ جب قرآن سے دوبارہ تعلق جوڑا تو سوچا کہ نئی سورت بعد میں حفظ کروں گا پہلے ماضی میں جو حفظ کی ہیں ان سے تعلق جوڑوں۔ سورہ واقعہ دوبارہ حفظ کرنا شروع کی۔ میں فجر کی نماز سے قبل ایک ایپ سے پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن فجر کی اذان ہوئی۔ میں نے وضو کیا۔

مسجد کی جانب جاتے ہوئے اپنا اس دن کا سبق دہرانے لگا۔ سبق ابھی کیا تھا۔ بھول گیا۔ مسجد گیا۔ نماز شروع ہوئی پہلی رکعات میں امام صاحب نے ٹھیک اسی جگہ سے سورہ واقعہ تلاوت شروع کی جہاں سے میں بھولا تھا۔ قرآن کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے ایک سورت پڑھنا اور سورت بھی وہ جس کو ان دنوں میں دہرا رہا تھا۔

"وَسُوفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" ترجمہ: "ہم آپ کو اتنا نوازیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں"۔

تو اللہ آنے والے سال میں مجھے بھی اتنا نوازے کہ میں خوش ہو جاؤں۔

اذان ہوئی مسجد گیا۔ نماز شروع ہوئی۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد امام صاحب شروع ہوئے۔ "والضحیٰ"

ساتھ ہی میں مسکرا دیا۔ اسی وقت دل چاہا کہ سب کو بتاؤں دیکھو میں جب گا نا سنتا چھوڑ کر قرآن پڑھنے لگا میرا رب مجھے دیکھ رہا تھا۔

نماز میں ہی سوچا لازمی لکھوں گا اس بارے۔

دوسری رکعت شروع ہوئی۔

امام نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔

اس کے بعد واتین والثرین

جیسے میرا رب کہہ رہا ہو۔

"میرے بندے! یہ کوئی پہلی بار تو نہیں تھا۔ لکھنا ہے تو میرے اس احسان کو بھی لکھ جو بارہ سال پہلے میں نے تجھ پر حرم میں کیا تھا"۔

مجھے رہ رہ کر سورہ الملک کی آیت یاد آتی رہی۔

"إِلَّا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ؟"

"وہی جانتا ہے جس نے جنہیں پیدا کیا؟"

اس آیت میں اللہ پاک کا لہجہ چمکا نہیں۔

جیسا بخانی میں ہم کہتے ہیں:

"پگے! میںوں نہ پتا ہووے جے اے سب کچھ بنایا اے۔"

یہ واقعات سب کے ساتھ ہوتے ہیں۔

کس کس موقع پر رب نے آپ کے دل کی بات سن کر

آپ کو دکھایا ہو کہ وہ آپ کے دماغ میں اٹھنے والی

سوچیں بھی پڑھ لیتا ہے۔

☆☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استقبال رمضان کی دعا

اللَّهُمَّ صَلِّ لِيْ رَمَضَانَ
وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِيْ
وَتَسَلِّمْهُ مِنِّي مُتَقَبَّلًا

اے اللہ! مجھے رمضان کے لیے سعادتیں عطا فرما اور رمضان کو میرے لیے سعادتی بنا دے اور ان (میں) کو میرے لیے قبولیت فرما۔

دارالسلام کوثر

- 1۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کون سے چچا زاد بھائی کو دشمنوں نے رمضان میں شہید کیا؟
- 2۔ ریگستان کا جہاز کس جانور کو کہتے ہیں؟
- 3۔ عراقی سکے کا نام بتائیں؟
- 4۔ نوابوں کا شہر کس کو کہا جاتا ہے؟
- 5۔ دنیا کی سب سے قدیم زبان کون سی ہے؟

دارالسلام کے چھ ماہانہ "پہچول" کے ادارے کے چھ ماہانہ کریم

کی عبادت کیلئے (5) کواں میوں کے ساتھ

شراف نامہ: 1000 روپے، پہلی کتاب: 100 روپے، دوسری کتاب: 250 روپے، تیسری کتاب: 150 روپے، چوتھی کتاب: 100 روپے، پانچویں کتاب: 100 روپے

پہچول کے ادارے کے چھ ماہانہ کریم

دارالسلام



علامہ اقبالؒ

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتان و ہم و گماں لا الہ الا اللہ
☆☆☆☆
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

(بال جبریل)

☆☆☆☆



فرمان قائد اعظمؒ

جناب گاندھی کیوں یہ بات فخریہ نہیں کہتے کہ ”میں ہندو ہوں اور کانگریس کو ہندوؤں کی حمایت حاصل ہے۔“
مجھے تو یہ کہنے میں کہ میں مسلمان ہوں، کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔

(اجلاس مسلم لیگ، لاہور، 23 مارچ 1940ء)

☆☆☆☆

بیش جیل

کسی چھوٹے سے شہر میں ایک بہت ہی غریب لڑکا تھا۔ وہ گھر گھر بھر کر مختلف اشیاء بیچ کر اپنا گزارا کیا کرتا تھا اور اسی طرح اُس نے اپنی تعلیم جاری رکھی ہوئی تھی۔ اکثر وہ اپنے سکول کے راستے میں آنے والے گھروں میں چیزیں فروخت کرتا تھا۔

ایک دن وہ اسی طرح سکول سے واپسی پر گھر گھر دروازہ کھٹکھٹا کر چیزیں بیچتا جا رہا تھا کہ اسے شدید جسم کی بھوک محسوس ہوئی جبکہ اس کے پاس فقط ایک سکہ موجود تھا۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ اب اگلے دروازے پر وہ کچھ کھانے کے لئے مانگے گا۔ بھوک کی وجہ سے اس لڑکے کی حالت بری ہو رہی تھی کہ ایک عورت نے دروازہ کھولا۔ اُس عورت نے جب لڑکے کی حالت دیکھی تو اسے محسوس ہوا کہ وہ شاید بہت بھوکا ہے لہذا اُس عورت نے اُسے پیٹنے کے لئے گلاس بھر کر دودھ دیا۔ دودھ پی کر لڑکے کی کچھ جان میں جان آئی۔

خالی گلاس لوٹاتے ہوئے اُس نے عورت سے پوچھا

دودھ کے گلاس کی قیمت

”میں آپ کا کتنا مقروض ہوں؟ مجھے آپ کو کتنے پیسے دینے ہیں؟“

”تم میرے مقروض نہیں ہو اور جنہیں مجھے کچھ نہیں دینا۔“ عورت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”میری والدہ نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہمدردی اور مہربانی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔“

یہ سن کر لڑکے نے کہا ”تو پھر میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔“

وہ لڑکا جب اُس گھر سے نکلا تو وہ جسمانی طور پر زیادہ مضبوط نہیں تھا لیکن اللہ پر اُس کا یقین اور اُس کی اقدار بہت مضبوط ہو چکی تھیں اُس کی شخصیت مضبوط ہو گئی تھی۔ اس بات کو بہت عرصہ گزر گیا۔



اُس کی آنکھوں میں ایک چمک سی آ گئی۔ وہ جلدی سے اٹھا اپنا سفید گاؤن پہنا اور اُس عورت کے کمرے کی جانب چل دیا۔ اُس عورت کو ایک ہی نظر میں اورنگزیب نے پہچان لیا اور واپس اپنے دفتر پہنچ کر اُس نے خاص توجہ اور دھیان سے عورت کے کیس کو پڑھا اور پوری دیا انتداری اور محنت سے اُس کا ممکنہ حل تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا۔ بالآخر اُس عورت کی جان بچ گئی۔ ڈاکٹر اورنگزیب نے ہسپتال انتظامیہ سے گزارش کی کہ وہ اس خاتون کا بل ادائیگی کے لئے اس کے دفتر بھجوا دے۔ ڈاکٹر نے اس پر سہ کے کوٹنے پر کچھ لکھا اور واپس اُس عورت کو بھیج دیا۔

جب بل کا لفاظ اُس عورت کو ملا تو اُسے کھولنے میں وہ تھوڑا ہلکا پھاری تھی۔ اُسے یقین تھا کہ اس بل کو ادا کرنے کے لئے اسے اپنا سب کچھ چھینا پڑے گا۔ بالآخر اس نے لفاظ کھولا اور اس کے کنارے پر لکھے ایک جملے نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچ لی۔ اُس نے وہ الفاظ پڑھنے شروع کیے ”مکمل ادائیگی۔ ایک گلاس دودھ کا بدلہ“ اورنگزیب ملی!

زندگی میں بے لوثی سے کیا کیا کوئی بھی کام رائیگاں نہیں جاتا۔ جو کچھ آپ کرتے ہیں خواہ اچھا ہے یا برا اس کا نتیجہ کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر ہوتا ہے۔

(بحوالہ ”زندگی کے اصول سبق“ ناشر: بک ہوم لاہور)

☆☆☆☆





مکئی ہلدی کا ملوہ

مکئی ہلدی کا ملوہ اجزاء: مکئی ہلدی -
 تین - چینی - دسی گھی -
 کھوہا - تمام آدھا کلو، چھوٹی
 الائچی کے دانے - ایک
 کھانے کا چمچ - سوئف -
 50 گرام - پستہ - 100
 گرام - بادام - 100
 گرام - چاروں گوند - 100
 گرام (یعنی ہر گوند 25

گرام) - کرکس - 50 گرام - دودھ - ایک پاؤ
ترکیب: مکئی ہلدی کو چھیل کر ایک چارہ میں چسپاں کریں۔ کڑای
 میں ہلدی اور گھی کو اچھی طرح مکس کر کے ہلکی آگ پر بھون کر
 الگ رکھ دیں۔ ایک الگ کڑای میں گھی گرم کریں اور اس
 میں چاروں گوند فرائی کر کے نکال لیں اور ٹھنڈا ہونے پر
 گرائنڈر میں چسپاں کریں۔
 ایک کڑای میں تین اور گھی ڈال کر بھونیں۔ جیسا تین کے
 حلوے کے لئے بھونتے ہیں۔ پھر اس میں پیسے ہوئے، پستہ
 اور بادام ڈال کر مکس کریں۔
 اس کے بعد کھوپا شامل کر لیں۔ ساتھ ہی چینی، دودھ اور
 الائچی دانہ ڈال کر ہلکی آگ پر پکا لیں اور مستقل چلاتے
 جائیں۔
 اب اس میں پیسے ہوئے گوند، پناہوا کرکس اور سوئف ڈال کر
 اچھی طرح مکس کر لیں۔
 ٹھنڈا ہونے پر شیشے کے چار میں محفوظ کر لیں۔

چائیز سلاٹ

اجزاء: - چکن بون لیس آدھا کلو، آلو چار عدد، اٹل سے پانچ عدد
 اہال لیس، نمک اور کالی مرچ حسب ذائقہ سو سے کی چٹیاں
 حسب ضرورت، ڈالڈا پتی پتی آدھ فرائی کیلئے، ڈالڈا کپ۔
ترکیب: ایک دہلی میں آلو اور چکن کے چھوٹے چھوٹے
 ٹکڑے کاٹ کر ڈال دیں۔ ساتھ ہی نمک اور کالی مرچ شامل
 کر دیں اور دودھ ڈال کر اتنی دیر پکائیں کہ دودھ خشک ہو
 جائے جبکہ آلو اور چکن گلی جائے اب اس آمیزہ کو اچھی
 طرح ملا لیں اور اٹلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے
 ڈالیں اور اچھی طرح مکس کریں۔ اب یہ آمیزہ سوسہ پٹی پر
 رکھیں اور سوسہ بنالیں، ڈالڈا پتی پتی کی ایک کڑای میں گرم
 کریں اور سوسہ ڈال کر گولڈن براؤن ہونے تک جل لیں

اور اٹلی پاؤ سینے اور دھن کی پٹنی کے ساتھ افطاری میں پیش
 کریں۔
چائیز کباب بنریوں کے ساتھ
 چکن کا قیرہ آدھا کلو، ڈبل روٹی کے سلاٹس دو عدد چھینکے ہوئے،
 شملہ مرچ دو عدد، پیاز دو عدد، ہری مرچ چار عدد، ٹو مینو کچپ
 ایک کپ، سویا سوس آدھا کپ، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ،
 اورک لیس کا پیٹ ایک چائے کا چمچ، سرکہ ایک کھانے کا
 چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ، تیل چار کھانے کا چمچ۔
ترکیب: ایک پیالے میں چکن کا قیرہ، کالی مرچ، ڈبل روٹی
 کے سلاٹس، اورک لیس کا پیٹ اور نمک مکس کریں۔
 اب ان کے پتے اور لیے بارہ کباب بنالیں۔ پھر چین میں تیل
 گرم کر کے کباب فرائی کریں۔ اس کے بعد شملہ مرچ، پیاز
 اور ہری مرچ کو پارک کاٹ کر کباب میں شامل کر کے ایک
 منٹ فرائی کر لیں۔ آخر میں اس پر ٹو مینو کچپ، سویا سوس اور
 سرکہ ڈال کر چٹا باند کر دیں، مزے دار کباب تیار ہیں۔

چائیز سلاٹ

اجزاء: - اورک (2 فی سپون کتا ہوا)، سویا سوس 6 ٹیبل
 سپون، لہسن 2 ٹیبل (پنا ہوا)، نمک ایک فی سپون،
 کاشٹریٹ برتھ (پٹنی) 8 ٹیبل سپون، دھنیا کے پتے 2
 ٹیبل سپون (کٹے ہوئے)، سرکہ 4 ٹیبل سپون، چلی ساس
 ایک فی سپون، پیاز 2 فی سپون (کٹا ہوا)، چینی 4 فی سپون،
 سلاٹ آگل 8 ٹیبل سپون، سٹیم آگل 7 فی سپون۔
ترکیب: اوپر بیان کردہ تمام اشیاء کو ڈریسنگ میں ایک جگہ کر
 لیں، ڈریسنگ سلاٹ اور ملی جلی جلی بنریوں میں استعمال کیا جاتا
 ہے یعنی سلاٹ، بند گوشتی، ڈبل روٹی کا سلاٹ، سلمہری، گاجر،
 مولی اور لٹائر وغیرہ وغیرہ، چند سخت بنریوں میں بھی اسے
 استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً پھول گوشتی، گرم کلا بھی سلاٹ میں

استعمال ہو سکتا ہے۔ ان کو نیم جوش دے کر پانی میں 5 منٹ
 تک اہال لیا جائے اور پھر یہ نہایت لذیذ ترین اور ذائقے سے
 بھرپور رنگارنگ سلاٹ استعمال کریں۔

شاہک راکس

اجزاء: - چکن کیوڑز ایک کپ، شملہ مرچ کیوڑز ایک کپ،
 لٹائر کیوڑز ایک کپ، پیاز کیوڑز ایک کپ، سرکہ ایک کپ،
 چائیز نمک ایک چائے کا چمچ، لال مرچ ایک چائے کا چمچ،
 چلی ساس ایک کپ، کچھ، کچھ ایک سے چار کپ۔
ترکیب: چکن کیوڑز میں سرکہ چلی ساس نمک مرچ ڈال کر
 1/2 گھنٹے کے لئے رکھ دیں اب شاہک راکس میں ایک
 پیاز لٹائر شملہ مرچ اور چکن لگا کر اس کو گرل کر لیں کچھ
 ڈالیں اور ابے ہوئے چالوں کے ساتھ پیش کریں۔

ٹھکائی پکن (چائیز)

اجزاء: - مرغی، آدھا کلو، بون لیس، کیوس میں کٹی ہوئی، ہری
 مرچ آدھی پیالی، گاجر آدھی پیالی، بند گوشتی آدھی پیالی، شملہ
 مرچ دو عدد (یہ تمام بنریاں کاٹ لیں) کالی مرچ پاؤڈر آدھا
 چائے کا چمچ، سفید مرچ آدھا چائے کا چمچ، سفید سرکہ دو
 کھانے کے چمچ، چائیز سویا سوس دو کھانے کے چمچ، نمک آدھا
 چائے کا چمچ، چائیز سلاٹ آدھا چائے کا چمچ، آئل ایک
 پیالی، کارن فلوئور ایک چائے کا چمچ، پٹنی ایک کپ۔
ترکیب: دہلی میں آگل گرم کریں، مرغی کو لائٹ فرائی
 کر لیں، مرغی نکال لیں۔ اسی آگل سے دو کھانے کے چمچ آگل
 کڑای میں گرم کریں۔ مرغی، ہری پیاز، گاجر، بند گوشتی، شملہ
 مرچ، کالی مرچ پاؤڈر، سفید مرچ، سفید سرکہ، چائیز،
 سلاٹ ڈال کر دو سے تین منٹ تک فرائی کریں۔ پٹنی میں
 کارن فلوئور مل کر لیں۔ کارن فلوئور ڈال کر مکس کریں۔ دو منٹ
 بجلی آگ پر رکھیں۔ ابلے ہوئے چاول کے ساتھ گرم گرم سرو
 کریں۔

☆.....☆.....☆

رمضان المبارک کی رحمتیں اور برکتیں

دارالسلام پین قرآن کے ساتھ

پاکستان میں سب سے مقبول

”پین قرآن“



رمضان

کے رنگ

دارالسلام

کے سنگ

دارالسلام

اسلامک سٹور



اسلام آباد	ڈیفنس ۷-بلاک	نیرتی	اردو بازار	36-نورمال	لاہور
051 228 15 13	042 356 92 610	357 73 850	371 20 054	373 24 034	شوروومز
میں طارق روڈ	گلشن چورنگی	کراچی	فیصل آباد	ملتان	
021 343 939 36	021 349 939 38	شوروومز	041 26 11 944	061 622 00 24	

کتاب میلہ لاہور

لاہور علم و ادب کا گہوا ہے۔ یہاں ادبی پروگرام، کانفرنسیں اور کتاب میلے منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ 11 تا 13 مارچ ایکسپو سنٹر لاہور میں کتاب میلے منعقد ہوا۔ جس میں مختلف پبلشرز نے شال لگائے۔ ماہنامہ ”پھول“ اور ”اکادمی ادبیات اطفال“ کے اشتراک سے شال لگایا گیا جس میں پریس قارئین فاؤنڈیشن برطانیہ، نسیم حفصی، ڈاکٹر فرحت عباس، ڈاکٹر فضیلت بانو، عائشہ جمیل، اسما جمیل، محمد شعیب مرزا، ایم سرحد والدین، ہاشمی اور دیگر کی کتابیں خصوصی طور پر شال کی زینت بنائی گئیں۔

شائقین نے ان کتابوں میں خصوصی دلچسپی لی۔ جبکہ جوہر ایجوکیشن سسٹم سکول سنٹ ٹھکراو مہربان فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام بچوں کے درمیان مختلف مقابلے کروائے گئے اور انعامات دیئے گئے۔ اس کے علاوہ خطاط ڈاکٹر محمد اسلم راجہ نے بچوں کو خطاطی سکھائی اور خوشگلی کرنے والوں کو انعامات دیئے گئے۔ ادب کے حوالے سے حکیم محمد سعید شہید کے اقوال پر مشتمل فلکیس بھی آویزاں کیے گئے تھے۔ شال پر نامور علمی، ادبی شخصیات، تشریف لائیں جن کو کتابیں اور پھول میگزین پیش کیے گئے۔ مکمل رپورٹ اگلے شمارے میں شائع کی جائے گی۔

فی الحال چند تصویریں جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔



پھول اور کاوی اور ریاضات الحقال کے مثال کا خوبصورت مقرر



پیشکش آئی جی خطاب پولیس نظام رسول زید کے ساتھ



۱) اکبر علی محمد خان اور قاسم جہاوی



جلیل احمد پال۔ دوسم عالم



فرحت پورین



قسیم اعظمی



نورین خان، نسیم جعفری، عہدین خان اور سہیل



عائشہ مجیدہ، استاد مجیدہ اور عبد السلام



حسین احمد شیرازی



محمد اسلام خان



474



فیصلہ



پروفیسر عبدالسلام



۱۵ اکثر نو رائٹز ماں دہلی اور بچے



ضیاء الحق کشمیری

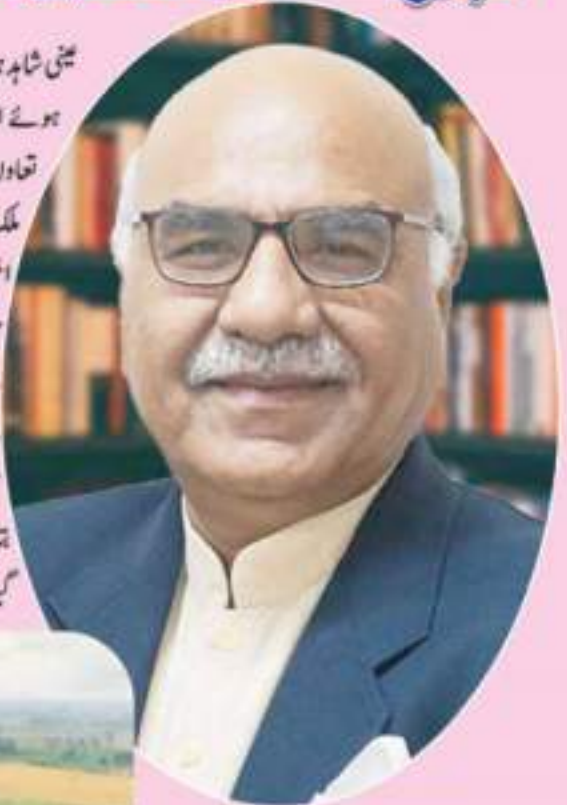


اعطالان باث اور بک



یعنی شاہد ہوں۔ اخوت یونیورسٹی کی تعمیر پر کئی کروڑ خرچ ہوئے اس میں ”پھول“ ٹیم اور گھسار یوں کا ”تیرہ سا تعاون بھی شامل ہے اور انشاء اللہ اندرون و بیرون ملک مقیم ”پھول“ کے لاکھوں قارئین آئندہ بھی اخوت سے تعاون کرتے رہیں گے اور اپنے حلقہ احباب کو بھی اس کی ترغیب دیں گے۔ ”اخوت“ کے چیئرمین ڈاکٹر امجد ثاقب سے لیا گیا انٹرویو پیش خدمت ہے۔

س: ”اخوت“ کے آغاز کے بارے میں کچھ بتائیں نیز یہ کہ کتنی رقم سے اس کا آغاز کیا گیا تھا؟



انٹرویو: محمد شعیب مرزا

پاکستان میں کچھ شخصیات ایسی ہیں جنہوں نے سماجی حوالے سے اس قدر نمایاں کام کیا کہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں ان کی خدمات کو سراہا گیا۔



کچھ ہندسوں اور مسائل تھے۔ میں نے جب ہی فیصلہ کر لیا

تھا کہ میں اسی طرح کا کوئی ادارہ بنائوں گا۔ چند ہم خیال دوست بھی ساتھ ملے۔ چند لاکھ روپے سے کام کا آغاز کیا۔ مختصر حضرات کا تعاون بھی ملتا گیا اور یوں ایک کارروا بن گیا۔ ”اخوت“ کا پیغام ہے کہ بھیک مانگنے کے بجائے اگر تھوڑے پیسوں سے کوئی چھوٹا مونا کام شروع کر دیا جائے تو ہر شخص عزت کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا

ہے۔ اسی طرح ہم مثبت سوچ سے ہر مسئلہ حل کر سکتے ہیں۔ گلی محلے کی معنائی، تعلیم کی فراہمی، ٹریک کے مسائل سے نجات، غربت کا خاتمہ یہ سب ممکن ہے لیکن اس کے لیے ہمیں مل کر سوچنا اور عمل کرنا ہوگا۔ صرف لاہور میں 25 ہزار سے زائد مساجد ہیں۔ ان مساجد کے ذریعے ہم انقلاب لا سکتے ہیں۔ بد قسمتی سے ہم نے مسجد کے کردار کو معاشرے سے لٹی کر دیا ہے۔ ہم نے ”اخوت“ کا خیال اسلام سے لیا ہے۔ ہم بلا سود قرضے دیتے ہیں۔ ہم مسجد میں بیٹھ کر قرض دیتے ہیں۔ ہم اسلامی مواخات کے نظام پر عمل کر رہے ہیں۔

س: آپ نے بہت کم رقم سے کام کا آغاز کیا لیکن اب ”اخوت“ کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔ اب تک کتنے لوگ قرض حسد سے استفادہ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں؟

ج: اب تک چالیس لاکھ خاندان استفادہ کر چکے ہیں۔

غربت اور جہالت کے خاتمے کے لیے

ہمیں مل جل کر کوشش کرنی چاہیے

بانی چیئرمین ”اخوت“ ڈاکٹر امجد ثاقب

ج: ابتداء میں ہم نے ایک بیوہ خاتون کو دس ہزار روپے قرض حسد دیا۔ اس نے دو سلائی مشینیں خرید کر لوگوں کے کپڑے سلائی کرنا شروع کر دیئے۔ اس نے اس آمدنی سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں کیں، اپنے کاروبار کو وسیع کیا اور قرض لی ہوئی رقم بھی واپس کی۔ اس سے ہمیں حوصلہ ملا۔ میں پنجاب رورل سپورٹ پروگرام میں کام کر رہا تھا۔ اچھا کام تھا لیکن اس میں کچھ خامیاں

ڈاکٹر امجد ثاقب کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں نمایاں ہے۔ وہ غربت کے خاتمے کے لیے ہی نہیں تعلیم کے فروغ کے لیے بھی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حال ہی میں انہیں انجینئر ٹوبل پرائز ”میگ سائے سائے ایوارڈ“ بھی دیا گیا ہے۔ قصور میں بننے والی دنیا کی پہلی فری یونیورسٹی کی عمارت ہی نہیں طریقہ تدریس اور مقصد بھی مثالی ہے۔ میں خود ”اخوت“ کی کارکردگی کا

GOFY®

OATMILK

CEREAL BAR



www.gofycandy.com

جب تک پاکستان
میں ایک بھی شخص
غریب ہے، ہم
سب غریب ہیں۔

انور احمد چلب



س: لوگوں کو قرض خندہ دینے کے
علاوہ "اخوت" اور کن شعبوں
میں کام کر رہا ہے؟
ج: تعلیم کے حوالے سے کام کر
رہے ہیں، قصور، پکوال، فیصل
آباد اور کراچی میں کچھ منصوبے
چل رہے ہیں جہاں ہر صوبے کی
بیس بیس فیصد بچے تعلیم حاصل کر
رہے ہیں۔ وہ وہیں رہتے ہیں۔

یہ رقم ڈیڑھ سو ارب روپے بنتی ہے۔ چند روز پہلے ایک ہی
دن ہم نے 12 کروڑ روپے غریبوں کو بغیر سود قرضے
دیئے۔ پاکستان کے 48 اضلاع میں اور وہ بھی صرف

مفت تعلیم کی فراہمی کا خیال دنیا کے لیے حیران کن تھا۔
چار گھنٹوں میں۔ اگر لوگوں کو اس کا پتہ چلے تو ان کے دل
میں بھی ایسے کارخیز کرنے کی امگ پیدا ہو۔ چراغ سے
چراغ چلے۔ غربت اور افلاس کو ہم مکمل طور پر ختم نہ بھی کر
سکتے تو اس کی شدت ضرور کم کر دیں گے۔ یہ ہمارا ایمان
بھی ہے اور یقین بھی۔ جب ہم نے پہلا قرضہ دیا تھا تو

حال ہی میں ڈاکٹر امجد غائب کو ان کی خدمات پر انٹرنیشنل نوٹیل پرائز "میگ سائے سائے" دیا گیا ہے۔

قیام و طعام اور تعلیم مفت ہے۔
چار سو بچے قصور میں تعلیم حاصل
کر رہے ہیں پکوال میں ڈیڑھ
سوطالیا ہیں۔ اڑھائی سو بچے
فیصل آباد اور بارہ سو کے قریب
کراچی میں ہیں۔ ہر عمارت



اپنے اضافی کپڑے مستحق لوگوں کو دے دینے چاہئیں۔

خوبصورت ہے۔ ہر طرح کی
سہولتیں موجود ہیں۔ ہم فرسٹ
ایئر اور سیکنڈ ایئر کے بچے لیتے ہیں۔ چار سالہ ڈگری
کورس بھی شروع کر دیئے ہیں۔ آئی ٹی، ہاسٹیلٹی
منجمنٹ، اکائمنس پر توجہ دے رہے ہیں۔ قصور یونیورسٹی
س: کیا "اخوت" سے صرف مسلمان ہی استفادہ کر سکتے
ہیں یا غیر مسلم بھی؟
ج: ہم نے غیر مسلم افراد کے لیے بھی دروازے کھلے رکھے
ہیں۔ ہمارا کام اور پیغام ساری انسانیت کے لیے ہے۔ دیگر
مذہب کے لوگ بھی ہمارے ساتھ کام اور تعاون کر رہے ہیں
اور "اخوت" سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ہم مساجد کے علاوہ
چھت اور مندروں میں بھی بیٹھ کر کام کیا ہے۔ ہم بین
المدنیہ بھگتی کا بھی پرچار کرتے ہیں۔

ہمیں علم نہ تھا کہ اس قرضے کا کیا نتیجہ نکلے گا لیکن اس
قرضے سے ایک گھر نہ منجم ہو گیا۔ قرض کی رقم بھی
واپس مل گئی۔ آج لاکھوں خاندان "اخوت" سے وابستہ

"اخوت" نے ایک دن میں 48 اضلاع میں 12 کروڑ روپے قرضے دیئے۔

میں پانچ ہزار طلبا کو داخل کرنا چاہ رہے ہیں۔ عمارت کی
توسیع کا کام جاری ہے۔ محترم حضرات تعاون کریں تو
زیادہ تیزی سے یہ کام مکمل کر لیں گے۔ زیادہ توجہ قرض
خندہ اور تعلیم کی طرف دے رہے ہیں۔ لیکن ان کے

ہیں۔ ان کی زندگیوں میں تبدیلی آئی ہے۔ یہ سلسلہ وسیع
سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ الحمد للہ اب تک 150
ارب روپے کے قرضے 99.9 فیصد کے حساب سے
واپس آئے۔ یہ اعداد و شمار ہمارے لیے بھی حیران کن

قرض خندہ سے چالیس لاکھ سے زائد خاندان استفادہ کر چکے ہیں۔

ساتھ بھی کچھ پرائیکٹس ہیں۔ جیسے اخوت کلا تھ بینک
ہے۔ مہنگائی کی وجہ سے سفید پوش طبقہ پریشان ہے۔
ہمارے ہاں بے شمار لوگ ایسے ہیں جن کی الماریوں میں
اسنے کپڑے موجود ہیں کہ ان کو پہننے کی باری بھی نہیں
آتی۔ اگر وہ اضافی کپڑے غریبوں اور سفید پوش لوگوں کو
دے دیں تو وہ عزت سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ ہمیں

ہیں اور پوری دنیا کے لیے بھی۔ اس لیے کہ ہم نے
آسانیاں رکھی ہیں۔ سود نہیں لیتے۔ قرض دار اگر کسی
حادثہ کا شکار ہو جائے یا معذور ہو جائے، آنکھوں کی بینائی
جاتی رہے یا کام کے قابل نہ رہے تو اس کو قرض کی رقم
معاف کر دی جاتی ہے۔ اگر پھر بھی کوئی ادا کرنا چاہے تو
لوگ کرتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

نعمان حیدر حامی



Earth Day

اللہ پاک نے کائنات کو تخلیق کر کے زمین کا ایک ایسا فرش بچھایا ہے جہاں ہر ذی روح اپنے مرضی سے زندگی بسر کر سکتا ہے۔ حقیقت میں سائنس نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ زمین اس پوری کائنات میں ایک منفرد اور نایاب سیارہ ہے۔ جہاں زندگی ممکن ہے۔ مگر انسانوں کی روز بروز کی ضروریات اور مصلحتی ترقی اور ماحولیاتی وسائل کے بے دریغ استعمال نے زمین جیسے حسین کرہ پر رہنے والے ہر جاندار کی زندگی واہ پر لگا دی ہے۔

یہ سیارہ زمین ہمارا، انسانوں کا گھر ہے اور جس طرح ہم اپنے گھر کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح زمین کے ماحول کو صاف ستھرا اور آلودگی سے

ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ درخت لگانے چاہئیں۔

22 اپریل زمین کا عالمی دن

نیلسن کو 1969 میں "عالمی یوم ارض" منانے کا خیال کیلیفورنیا کے سانتا باربرا علاقے میں تیل کے بڑے پیمانے پر رساؤ کے اثرات کا مشاہدہ کرنے کے بعد آیا۔ سینئر کیرولین ٹیلن کو اپنے اس کارہائے نمایاں کے باعث آزادی ایوارڈ کا صدارتی تمغہ بھی دیا گیا۔ ایک

پاک رکھنا بھی ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ روز بروز نئی سہولیات نے جہاں انسان کی زندگی کو آسان سے آسان کر دیا ہے وہاں ہماری زمین کو کئی مسائل سے دوچار بھی کیا ہے۔ ترقی کے بڑھتے ہوئے معیار کو قائم رکھنے، کم محنت کر کے بہل، پُر لطف اور پر آسائش

ماحولیاتی معیار کے مطابق کسی بھی ملک کی زمین کا 25 فیصد رقبہ جنگلات پر مشتمل ہونا چاہیے۔

اندازے کے مطابق یہ دن ہر سال ایک ارب افراد کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس دن کی مناسبت سے لوگ ہر سال دنیا میں 28 مارچ کو مقامی وقت کے حساب سے رات کو ایک گھنٹے تک گھر، محلوں، دفاتر اور تمام دیگر مقامات کے لائٹ بند کر کے موسمِ بقی کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کا مقصد لوگوں کو یہ بتانا کہ توانائی کو ضائع نہ کریں اور کرہ ارض پر قدرتی چیزوں کے استعمال کو فروغ دیں تاکہ کرہ ارض کو بچھنے والے نقصانات کو کم سے کم کیا جاسکے۔

ایک عالمی رپورٹ کے مطابق دنیا میں موسمیاتی تبدیلیوں سے 1970ء سے اب تک کے دوران جنگلی حیات کی 60 فیصد سلیس معدوم ہو چکی ہیں۔ انسان نے اپنی ضروری اور غیر ضروری سرگرمیوں سے زمین کے قدرتی نظام پر جو گہرے مٹی اثرات مرتب کئے جن کا

زندگی گزارنے کی خواہش، سرمایہ ورانہ نظام اور صنعتکاروں کے حریفانہ اقدامات نے ماحولیاتی آلودگی کو اس فوج پر پھینکا دیا ہے کہ ایک طرف تو نسلِ انسانی جہاں کے دھانے پر پہنچ گئی ہے اور دوسری طرف کرہ ارضی پر حیات و زندگی کے آثار معدوم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان مسائل سے آگاہی اور روک تھام کیلئے اقوام متحدہ کے زیرِ اہتمام دنیا بھر میں زمین کا عالمی دن ہر سال 22 اپریل کو منایا جاتا ہے۔ اس دن کو منانے کا بنیادی مقصد پوری دنیا میں کرہ ارض کی حفاظت اور ماحولیاتی آلودگی سے بڑے مسائل کی جانب توجہ مبذول کرانا ہے۔

اعتریفش (عالمی یوم ارض) ہر سال دنیا کے تقریباً 192 ممالک میں منایا جاتا ہے۔ جس کی ابتدا 48 برس قبل 1970ء میں امریکی سینئر کیرولین ٹیلن نے کی، جن کا عزم ماحول کو صاف ستھرا رکھنا تھا۔ امریکی سینئر گیلارڈ

خیزا زہ ہم آج زلزلوں، سمندری طوفانوں، خشک سالی، وائلڈ فائرز، قحط اور کرونا وائرس وغیرہ جیسی قدرتی آفات کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ اگر مناسب اقدامات نا اٹھائے گئے تو مستقبل میں قدرتی آفات کی شرح مزید بڑھے گی۔ ہم ایسے بہت سارے کام سرانجام دے سکتے ہیں جن کیلئے ہمیں کسی پالیسی اور قانون کی ضرورت بھی نہیں۔ جن میں سرفہرست حکومت پاکستان کے پروگرام "ہکین گرین پاکستان" میں بڑھ کر حصہ لیتے ہوئے زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں تاکہ زمینی ماحول کو صاف ستھرا رکھا جاسکے۔ کیونکہ عالمی ماحولیاتی اداروں کی تحقیق کے مطابق کسی بھی ملک کے خشک رقبے کا 25 فیصد جنگلات پر مشتمل ہونا

نہایت مناسب اور انسانی زندگی کیلئے انتہائی ضروری تصور کیا جاتا ہے۔ "اگر قیامت قائم ہو جائے، اور تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی پودا ہو، اور اسے قیامت قائم ہونے سے پہلے پودا لگانے کی مہلت مل جائے تو وہ اس پودے کو لگا دے۔" اس حدیث مبارکہ سے شجرکاری کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اگر ہمیں کسی قریبی جگہ جانا ہو تو موٹر سائیکل یا کار کے بجائے سائیکل استعمال کیجئے اور اگر بہت ہو تو پیدل ہی چلیں۔ موٹر سائیکل ہو، کار ہو یا کسی اور قسم کی گاڑی، ان کے انجن کی سروں کرواتے رہیں تاکہ یہ ایندھن کا بہتر استعمال کریں۔ اس تدبیر پر عمل کر کے بھی آپ نہ صرف اپنے بجٹ کا بلکہ ماحول کا بھی بہت بھلا کر سکتے ہیں۔ پودے لگائیں اور اگر حالات اجازت دیں تو زندگی میں کم از کم ایک پودا اس طرح ضرور لگائیں کہ وہ نشوونما پاتے ہوئے آخر کار ایک درخت بن جائے۔ یہ درخت جہاں ماحول کو قائم و پایاںے گا وہیں آپ کے لیے ثواب کا باعث بھی بنے گا۔ ایسی چیزوں کا استعمال زیادہ کریں جنہیں دوبارہ کارآمد بنایا اور استعمال کیا جاسکے۔ غذا میں بھی سبزیوں اور دالوں پر زیادہ زور رکھیے اور اگر صاحبِ حیثیت ہیں جب بھی منٹے میں ایک روز ہر قسم کے گوشت کا ناظر ضرور کیجئے کیونکہ سائنسی طور پر یہ بات ثابت شدہ ہے کہ گائے، بھینس اور بکری وغیرہ کی قارنگ سے ماحول کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے جبکہ سبزیوں، پھلوں اور دالوں کا استعمال اگر ایک طرف آپ کی صحت کے لیے بہتر ہے تو دوسری جانب انہیں اگانے کے نتیجے میں ماحول پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ لوگوں میں ہر ممکن آگاہی دی جائے تاکہ کرہ ارض کو لاحق خطرات سے ہر ممکن بچایا جاسکے۔

☆.....☆.....☆



پیشوا



پیشوا

دماغ کو تباہ کرنے والی عادتیں

- ☆..... ناشتہ چھوڑ دینا۔
- ☆..... رات کو دیر سے سونا۔
- ☆..... جینے کا استعمال زیادہ کرنا۔
- ☆..... صبح کے وقت زیادہ سونا۔
- ☆..... ٹی وی یا کمپیوٹر دیکھتے وقت کھانا۔
- ☆..... سوتے وقت ٹی وی یا سٹارٹ اپن کے سونا
- (عروہ پانچ رحمت، کاپی)

مفلس ترین شخص

- ☆ جب تم پر کوئی سختی آئے تو اپنے دوستوں سے ذکر کیا کرو کیونکہ اس کے مختلف نتائج ظہور کریں گے۔
- ☆..... یا اپنے ذمہ لے گا۔
- ☆..... یا بددعا کرے گا۔
- ☆..... یا مشورے سے رہنمائی کرے گا۔
- ☆..... یا پھر دعا کرے گا۔
- ☆ اور اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک بھی نتیجہ دینے والا دوست نہیں تو جان لو تم مفلس ترین شخص ہو۔

اقبال کون تھے؟

ہم لوگ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اقبالؒ کیسے پیدا ہوئے۔ یہ وہ انسان ہے جس کے بارے میں 1932ء میں برٹش کے حکمرانوں نے کہا تھا کہ اس انسان نے اپنے قلم کے ذریعے وہ تباہی پھیلادی ہے جس کو ہم لوگ اب چاہ کر بھی کبھی روک نہیں پائیں گے۔ کس طرح پانچ کے ساتھ اقبالؒ کی شاعری کو ہمارے نصاب سے ختم کیا اور ٹی وی پر اس کے پروگرام بند کروائے تاکہ کہیں تو جوان نسل اس کو سمجھ بیٹھے تو پاکستان وہاں پہنچ جائے گا کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

اگر صرف اقبالؒ کی خودی کا تصور سمجھ جاتے ہم لوگ تو شاید آج دنیا میں صرف ایک ہی سپر پاور ہوتی اور وہ صرف پاکستان ہوتا۔ کاش ہم علامہ اقبالؒ کی شاعری کو سمجھ پائیں۔

☆.....☆.....☆

دلچسپ معلومات اور ننگے تحریریں کا گلدستہ
نوٹ (پیشوا کی کتابوں کے لئے نئی معلومات قبول کریں)
کتابوں سے اقتباسات بھیجیں۔ بہادر پانی تحریریں
بجھانے سے مراد کریں۔
مفت میں شائع کریں گے۔

اچھی باتیں

- ☆..... قیامت کے دن وہ شخص سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا جو بات میں سچا، وعدہ پورا کرنے والا، اچھے اخلاق والا، امانت دار اور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا ہوگا۔ (غیر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- ☆..... مصیبت کی جڑ اور بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔ (حضرت ابو بکرؓ)
- ☆..... قومیں فخر سے محروم ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں۔ (علامہ اقبالؒ)
- (اسوہ سارہ..... مزید بلوچاں)

استاد

- ☆..... ڈاکٹر چاہتا ہے کہ ہر شخص بیمار ہو۔
- ☆..... وکیل کی خواہش ہوتی ہے کہ ہر شخص جھگڑا لے ہو۔
- ☆..... پولیس والا چاہتا ہے ہر شخص مجرم ہو۔
- ☆..... ٹھیکیدار چاہتا ہے کہ ہر شخص مزدور ہو۔
- ☆..... استاد ہی ہے جس کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے کہ قوم کا ہر شخص تعلیم یافتہ ہو اور زندگی میں کامیاب ہو۔

☆.....☆.....☆



انسان تو نادان ہے

☆..... ایک دن حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے کہا، میں آپ کی رحمت اور انسان کے گناہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بیچھے دیکھو“۔ دیکھا تو ایک بہت بڑے سمندر میں درخت پر ایک چڑیا اپنے منہ میں مٹی لے کر بیٹھی ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے کہا ”یہ کیا؟“۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”سمندر میری رحمت ہے اور یہ درخت دنیا ہے چڑیا انسان اور اس کے منہ میں تھوڑی سی جو مٹی ہے وہ اس کے تھوڑے سے گناہ ہیں۔ اگر یہ اپنا منہ کھول کر مٹی پانی میں گرا دے تو میری رحمت کو کوئی فرق نہیں پڑتا تو کیوں نہ انسان تو بہ کرے اور میں معاف نہ کروں..... انسان تو نادان ہے۔“

☆.....☆.....☆

بجھداری

پروفیسر: برائی کیا ہے؟

شاگرد: سر میں بتاتا ہوں مگر پہلے مجھے کچھ پوچھنا ہے۔

”کیا غصہ کا وجود ہے؟“

پروفیسر: ہاں۔

شاگرد: غصہ، غصہ جیسی کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ یہ حرارت کی عدم دستیابی کا نام ہے۔

شاگرد نے دوبارہ پوچھا: ”کیا اندھیرا ہوتا ہے؟“

پروفیسر: ہاں۔

شاگرد: نہیں سر اندھیرا خود کچھ نہیں ہے بلکہ یہ روشنی کی غیر حاضری ہے جسے ہم اندھیرا کہتے ہیں۔ فزکس کے مطابق ہم روشنی اور حرارت کا مطالعہ تو کر سکتے ہیں مگر غصہ یا اندھیرے کا نہیں..... سو برائی کا بھی کوئی وجود نہیں ہے یہ دراصل ایمان، محبت اور اللہ پر پختہ یقین کی کمی یا غیر موجودگی ہے..... جسے ہم برائی کہتے ہیں..... یہ شاگرد اندھیرا دینی تھے۔

☆.....☆.....☆



پیشوا



پیشوا

سب سے بڑا بیوقوف

بادشاہ نے اعلان کیا کہ میری سلطنت میں جو سب سے بڑا بیوقوف ہے اسے پیش کرو۔ بادشاہ بھی بادشاہ ہی ہوتے ہیں، خیر حکم قائل ہوا، اور بیوقوف کے نام سے سینکڑوں لوگ پیش کر دیئے گئے، بادشاہ نے سب کا امتحان لیا اور قائل راکھ میں ایک شخص "کامیاب بیوقوف" قرار پایا۔ بادشاہ نے اپنے گلے سے ایک جیتی ہار تار کر اس "بیوقوف" کے گلے میں ڈال دیا۔ وہ بیوقوف اعزاز پا کر اپنے گھر لوٹ گیا۔ ایک عرصے کے بعد بیوقوف بادشاہ سے گلے کے خیال سے آیا۔ بادشاہ مرض الموت میں آخری وقت گزار رہا تھا۔ بادشاہ کو بتایا گیا بادشاہ نے ملاقات کی اجازت بخش دی۔ بیوقوف حاضر ہوا "بادشاہ سلامت! آپ لیٹے ہوئے کیوں ہیں؟" بادشاہ مسکرایا اور بولا "میں اب اٹھ نہیں سکتا کیونکہ میں ایک ایسے سر پر جا رہا ہوں جہاں سے واپسی نہیں ہوگی اور وہاں جانے کے لئے لیٹنا ضروری ہے"۔ بیوقوف نے حیرت سے پوچھا "واپس نہیں آنا؟ کیا ہمیشہ وہاں ہی رہنا ہے؟" بادشاہ بے بسی سے بولا "ہاں ہمیشہ ہیں رہنا ہے"۔ تو آپ نے تو وہاں بھینٹا بہت بڑا گل، بڑے ہانسیے، بہت سے غلام بہت سی بیگمات اور بہت سامان پیش روانہ کر دیا ہوگا۔" بیوقوف نے کہا۔ بادشاہ جی مارا کر رو پڑا۔ بیوقوف نے حیرت سے بادشاہ کو دیکھا اسے سمجھ نہ آئی کہ بادشاہ کیوں رو پڑا ہے۔ "نہیں..... میں نے وہاں ایک جھونپڑی بھی نہیں بنائی"۔ "روتے ہوئے بادشاہ کی آواز تھی"۔ "کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ سب سے زیادہ مجھدار ہیں جب آپ کو پتہ ہے ہمیشہ وہاں رہنا ہے ضرور انتظام کیا ہوگا"۔ بیوقوف نے کہا۔ "افسوس..... خدا افسوس کہ میں نے کوئی انتظام نہیں کیا....." "آہ" بادشاہ کے لہجے میں پکا کا درد تھا۔ بیوقوف اٹھا اپنے گلے سے ہار تار اور بادشاہ کے گلے میں ڈال کر بولا "تو پھر حضور! اس ہار کے حقدار مجھ سے زیادہ آپ ہیں"۔ (ماخوذ)

☆.....☆.....☆

سنہرے موتی

☆..... تم کچھ نہیں ہو، دنیا والے ابھی خاموش ہیں، تم کچھ کرو گے تو دنیا والے باتیں کریں گے جنہیں ان باتوں سے گھبراتے نہیں بلکہ کچھ کرنا ہے جب تم کچھ کر کے دکھاؤ گے تو دنیا والے تمہیں سلام کریں گے۔

☆..... ہمیشہ اس سے مانگو جو تمہیں عطا کرے، ہمیشہ اس سے مانگو جو تمہیں مایوس نہ کرے، ہمیشہ اس سے مانگو جو دے کر احسان نہ کرے اور یہ صفت صرف میرے خدا کے پاس ہے۔ ہمیشہ اپنے خدا سے مانگو۔

☆..... کوئی کام کرنے سے پہلے لوگ تمہیں یہ کہہ دیں کہ ہاں تم یہ کر سکتے ہو تو تم وہ کر سکتے ہو مگر لوگ یہ کہہ دیں کہ تم یہ نہیں کر سکتے تو یاد رکھنا تم وہ بہتر کر سکتے ہو۔

(مریم حیات، عارف، ظفر وال)

☆.....☆.....☆

علامہ محمد اقبال

☆..... مسلمانوں کے لئے جائے پناہ صرف قرآن پاک ہے۔

☆..... قرآن کریم کا صرف مطالعہ ہی نہ کیا کرو، بلکہ اس کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

☆..... علم کی جستجو جس رنگ میں بھی کی جائے عبادت کی ایک شکل ہے۔

☆..... ایک سوچنے والے زندہ انسان کے خیالات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے..... نہیں بدلتا تو پتھر نہیں بدلتا۔

☆..... مصیبت ایک عطیہ خداوندی ہے، تاکہ انسان پوری زندگی کا مشاہدہ کر لے۔

☆..... تاریخ ایک طرح کا خیمہ کرامتوں ہے جس میں قوموں کی صدائیں محفوظ ہیں۔

☆..... انسان کی روح کی اصل کیفیت غم ہے، خوشی ایک عارضی شے ہے۔

☆..... زندگی کا راز یہی ہے کہ جہاں رہو، جس حالت میں رہو، خوش رہو اور مطمئن رہو۔

☆..... فخر کی پہلی منزل کسب حلال ہے۔ نور ایمان بھی کسب حلال ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

☆..... کام میری نظر میں ایسے ہی مقدس ہے جیسے عبادت۔

☆.....☆.....☆

بابا کی ہدایت

کالج میں پہلا دن یادگار تھا۔ بابا نے ہدایت کی تھی کہ صرف لائق لڑکیوں سے دوستی رکھنا۔ اس لئے میں نے سارا دن شام کے ساتھ گزارا جس کو زیادہ نمبر زندگی بنا پر سیکرٹ پر داخلہ ملا تھا۔ کالج کی کینٹین پر چائے پینے کے بعد میں نے تل دیا تو شام نے تل دینے پر صراحت نہیں کیا میں نے سمجھا وہ کبجس ہے۔ مگر اس نے اپنے پرس سے دس روپے نکال کر وینر بابا کو بطور پے دے کر میری سوچ کی نفی کر دی۔ میں نے کہا پ کی کیا ضرورت تھی۔ اسے تنخواہ ملتی ہے۔ وہ یوں وہ محنت کرتا ہے بھیک تو نہیں مانگ رہا۔ میرے دس روپے سے اس کے بچوں کو بال پن ایمل مل جائے گا۔ میں شرمندہ ہو گئی اور بات بدلنے ہوئے پوچھا۔ "تم کیا بننا چاہتی ہو؟" تو کہنے لگی "ڈاکٹر بن کر انسانیت کی خدمت کرنا چاہتی ہوں"۔ میں نے کہا "بھینٹا تمہارے والد ڈاکٹر ہوں گے"۔ تو وہ یوں "نہیں وہ ایک ہوگی میں وینر ہیں"۔ !!!

☆.....☆.....☆

اولاد اور والدین میں فرق

☆..... اولاد والدین کی نافرمان ہو کر انہیں برا بھلا کہنے لگتی ہے۔

مگر

والدین اسے کبھی بدعائنیں دیتے۔

☆..... اولاد والدین کو بڑھاپے میں ٹھوکر مار دیتی ہے۔

مگر

والدین ہمیشہ اولاد کو گرنے سے بچاتے ہیں۔

☆..... اولاد والدین کا ہر احسان پیداؤش سے لے کر جوانی تک سب بھلا دیتی ہے۔

مگر

والدین اولاد کا ایک پارٹس کر دیکھنا نہیں بھولتے۔

☆..... اولاد والدین کی نیک خواہشات کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔

مگر

والدین اولاد کی ہر جائز خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆..... اولاد والدین کی وجہ سے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی ہے تو والدین کی ہر چاہت تربیت پیا بھلا دیتی ہے۔

مگر

والدین پھر بھی اس کے لیے خوش رہنے اور خوشحالی کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

اسے میرے مولا ہمارے والدین کا سایہ تاقیامت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھنا۔ (آمین)

☆.....☆.....☆

(مہنا احمد، شکر گز)

اپریل فول کیوں نہیں منانا چاہیے؟

اپریل فول

ایم افضل

بچپن میں مسلمانوں کو دھوکا دے کر ان کا جہاز ڈبو دیا گیا۔ اسی خوشی میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یہ دن نہ منائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر دھوکے باز کی کمر کے اوپر ایک جھنڈا لگا ہوا ہوگا کہ یہ وہ انسان ہے جس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا تھا۔

اپریل فول منانے والوں یا دھوکے کیم اپریل کو اموی خلیفہ عبدالرحمن والی اندلس کے جانشینوں کو شاہ فرانس شارلمان کے ہاتھوں ایسی شکست سے دوچار ہونا پڑا جس کے آثار آج بھی اس خطے میں نمایاں ہیں۔ فرانس کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو چن چن کر

اندلس کے گلی کو چوں میں اپنے نیزوں اور گھوڑوں کا نشانہ بنایا۔ قاتح فوج کے گھوڑے جب گلیوں سے گزرتے تھے۔ تو ان کی ٹانگیں گھٹنوں تک مسلمانوں کے خون میں ڈوبتی تھیں۔

اپریل فول منانا گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہوگا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب پوٹا ہے، جھوٹ پوٹا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے، خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اسے امن بنایا جاتا تو خیانت کرتا ہے۔“

یہ کوئی پانچ سو برس پہلے کیم اپریل کا دن تھا۔ جب تمام مسلمانوں کو بحری جہاز میں بٹھایا گیا۔ مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑتے ہوئے بڑی تکلیف ہو رہی تھی۔ مگر اطمینان تھا کہ چلو جان بچ گئی دوسری جانب عیسائی حکمران اپنے غلوں میں جشن منانے لگے۔ جرنیلوں نے

مسلمانوں کو الوداع کیا اور جہاز وہاں سے چل دیے۔ ان مسلمانوں میں بوڑھے، جوان، خواتین، بچے اور کئی مریض بھی تھے جب جہاز سمندر کے صحن وسط میں پہنچے تو منصوبہ بندی کے تحت انہیں گہرے پانی میں ڈبو دیا گیا اور یوں وہ تمام مسلمان سمندر میں ابدی نیند سو گئے۔

زبان انسان کو بلند یوں پر لے جاتی ہے اور زبان ہی انسان کو پستیوں میں گراتی ہے۔ انسان کے جنت و جہنم میں جانے کا بڑا سبب زبان ہی ہوتی ہے۔

یہ خود انسان کی سوچ ہے کہ وہ اپنی زبان کا کیسے استعمال کرتا ہے۔ اپریل فول مغرب کی طرح مسلم ممالک میں بھی جیزی سے پھیل رہا ہے۔ نوجوان نسل تفریح کی خاطر اپنی زبان کا استعمال غلط طریقے سے کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس بے مقصد بے معنی تہوار کے ذریعے اپنے ہی دوستوں، رشتہ داروں اور گھروالوں کا جانی و مالی نقصان کر رہے ہیں۔

جھوٹ بولنے اور کسی کو تنگ کرنے سے پرہیز کریں اور اپریل فول کا بائیکاٹ کر کے اپنے مسلمان ہونے کا وعدہ کریں۔

☆.....☆.....☆

تحریک پاکستان کے رہنما اے کے فضل الحق (مولوی)۔ (1962ء-1873ء)

انتخاب: محمد بلال خٹا

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما سیاستدان اور قرارداد پاکستان کے پیش کنندہ مولوی ابوالقاسم فضل الحق 26 اکتوبر 1873ء کو باریال (بنگال) کے ایک چھوٹے سے گاؤں ستورہ میں پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کی تعلیمی پس ماندگی کو دور کرنے کے لئے ابوالقاسم فضل الحق نے نہایت سنجیدگی سے کوششیں کیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے دو رسالوں کا اجراء کیا۔ فضل الحق مسلم لیگ کے شروع سے ممبر رہے۔ مسلم لیگ کے باقاعدہ قیام سے پیشتر اس کے لئے آئین اور منشور کی تیاری کے لئے جو چار رکنی کمیٹی بنائی گئی تھی، ابوالقاسم فضل الحق اس کمیٹی میں شامل تھے۔ فضل الحق کو یہاں نواب وقار الملک کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ 1907ء میں فضل الحق ڈھاکہ میں ڈپٹی مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔

1912ء میں بنگال لیجسلیو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ 1914ء میں بنگال پریذیڈنسی مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔ 1913ء میں صوبائی مسلم لیگ بنگال کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔



1916ء تک وہ بنگال کے مسلمانوں کے بھرپور نمائندگی کرتے رہے۔ مسلم لیگ کے ساتھ وابستگی کے ساتھ ساتھ فضل الحق نے کسانوں اور زمینداروں کی فلاح و بہبود کے لئے ایک عظیم ”کرشک پر جاسٹی“ کے نام سے قائم کی۔ 1912ء میں سنٹرل میٹشل ہونڈن ایجوکیشنل ایسوسی ایشن بھی قائم کی۔

تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو اس میں بھرپور حصہ لیا۔ 1924ء میں بنگال کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ مولوی فضل الحق نے 1930ء سے 1933ء تک لندن میں منعقد ہونے والی تینوں گول میز کانفرنسوں میں بھی شرکت کی۔ 1935ء سے وہ انڈین لیجسلیو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1940ء میں لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ میں قرارداد پیش کی۔ ان کا یہ کردار ناقابل فراموش ہے۔ 1943ء میں جب خواجہ ناظم الدین کی وزارت بنی تو حزب اختلاف میں شامل ہو گئے تھے۔ سرحدوں کے تعین کے وقت کھانا کو پاکستان میں شامل کرانے کے لئے باضابطہ وکالت کی۔ اس طرح کھانا پاکستان میں شامل ہوا۔ پاکستان کے قیام کے بعد مولوی فضل الحق کلکتہ سے ہجرت کر کے ڈھاکہ آ گئے۔ 1951ء میں وہ مشرقی پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل بنے۔ 1955ء میں مرکزی وزیر داخلہ اور 1956ء میں گورنر مشرقی پاکستان رہے۔ ان کا انتقال 27 اپریل 1962ء کو ہوا۔

☆☆☆

محمد عاقب سلیم

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں بچپن سے ہی ایسا گھریلو ماحول میسر ہے جہاں ہماری تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی بہت اچھے انداز میں ہوئی۔ دین کے ساتھ وابستگی اور قرآن و سنت کے احکامات پر عمل کروانے میں ہمارے بڑوں نے ہماری خوب رہنمائی فرمائی۔ گھر کا ماحول ایسا ملا کہ ہمارا تعلق دین کے ساتھ پختہ تر ہوتا چلا گیا۔ جب بھی ہم سے کوئی غلطی سرزد ہوتی بہت پیار سے سمجھایا جاتا۔ اور اگر غلطی بار بار ہوتی تو سختی سے بھی نمٹا جاتا۔

ہمارے گھر ہر ماہ ختم شریف کی محفل منعقد ہوتی جس میں ذکر الہی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے بعد ان بزرگوں جو اس دنیا فانی سے انتقال کر چکے ہیں کی مغفرت اور درجہات کی بلندی کیلئے دعا کی جاتی۔ ہمارے خاندان کے سب افراد اس میں لازمی شرکت کرتے۔ یہ سلسلہ سال ہا سال سے جاری ہے۔ آج بھی اسی سلسلے میں بچا، بچو، خالہ اور تایا جان بعد اپنے اہل و عیال ہمارے گھر میں موجود تھے۔ نماز مغرب کے بعد محفل کے اختتام پر سب نے کھانا کھایا اور ہم سب بچے گپ شپ میں مصروف ہو گئے اور خوب گفتگو ہوئی۔ اس دن کا ہمیں شدت سے انتظار ہوتا ہے کہ سب کو مل کر آپس میں بات چیت کرنے کا موقع ملتا ہے۔

عشاء کی نماز کے بعد دادی جان نے سب بچوں کو اپنے کمرے میں بلا لیا۔ میری بچا زاد بہنیں عالیہ اور مریم بھی دادی جان کے کمرے میں موجود تھیں۔

سب کو اکٹھا کرنے کے بعد دادی جان یوں گویا ہوئیں۔ ”پیارے بچو! جب آپ سب مل کر بیٹھے ہو اور آپس میں بات چیت کرتے اور خوشی سے چہکتے ہو تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اپنے خاندان کے بچوں کو اس طرح ہنستا مسکراتا اور آپس میں خوش و خرم دیکھ کر بہت خوشی اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔“ دادی جان نے نصیحت کرتے ہوئے بتایا کہ ”بیٹا بے شک آپ آپس میں کھل کر گفتگو کریں مگر ایک بات کا خیال رکھیں کہ کسی کی نفیبت نہیں ہونی چاہیے۔“

ابجد نے حیران ہو کر پوچھا ”دادی جان یہ نفیبت کیا ہوتی ہے؟“

دادی جان نے بتایا ”کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنا نفیبت کہلاتا ہے۔ یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کرنا کہ اگر اس کی موجودگی میں کی جائے تو اسے ناگوار محسوس ہو۔ بے شک یہ بات سچ ہی کیوں نہ ہو۔ غیر موجودگی میں کسی کے عیب یا نقص کی نشاندہی کرنا جس کا تعلق اس کے حسب و نسب، خاندان، لباس، عادات، کردار یا اس کے جسمانی اعضاء

وہ سب دادی جان کے گرد جمع تھے اور.....

بڑا گناہ

سمجھتے ہیں کہ کسی ایسے برتن میں جس کے پیندے میں کئی سوراخ ہوں پانی ڈال کر کہیں لے جایا جائے تو منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ ضائع ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح انسان جتنی نیکیاں کرتا ہے نفیبت کرنے کی وجہ سے وہ ضائع ہو جاتی ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ قیامت والے دن بندے کا اعمال نامہ لایا جائے گا تو اسے اپنے نامہ اعمال کے اندر کوئی نیکی نظر نہیں آئے گی۔ وہ پوچھے گا کہ میری نمازیں، میرے روزے، میری عبادتیں کہاں گئیں؟

اسے جواب دیا جائے گا کہ تم لوگوں کی نفیبت کرتے تھے۔ تمہارے اچھے اعمال ان کے نامہ اعمال کے اندر

سے متعلق ہو، نفیبت میں شمار ہوگا۔ دین اسلام میں نفیبت کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 12 ”اور ایک دوسرے کی نفیبت (پینے پیچھے برائی) نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔“

حضرت سلطان بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمائی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



ڈپٹی کمشنر کی ڈائری

(از: شہاب نامہ۔ قدرت اللہ شہاب)

ایک روز بے حد مظلوم الحال بڑھیا آئی۔ رو رو کر یوں کہ میری چند نیکیاں زمین ہے جسے پنہاری نے اپنے کاغذات میں اس کے نام مغل کرنا ہے لیکن وہ رشوت لیے بغیر یہ کام کرنے سے انکاری ہے۔ رشوت دینے کی توفیق نہیں۔ تین چار برس سے وہ طرح طرح کے دفاتر میں دھکے کھا رہی ہے لیکن کہیں شہنائی نہیں ہوئی۔ اس کی دردناک چٹان کر میں نے اسے اپنی کار میں بٹھایا اور جنگ شہر سے ساٹھ ستر میل دور اس گاؤں کے پنہاری کو جا پکڑا۔ ڈپٹی کمشنر کو اپنے گاؤں میں یوں اچانک دیکھ کر بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ پنہاری نے سب کے سامنے قسم کھائی کہ یہ بڑھیا بڑی شرافت مند عورت ہے اور زمین کے انتقال کے بارے میں جھوٹی شکایتیں کرنے کی عادی ہے۔ اپنی قسم کی عملی طور پر تصدیق کرنے کے لئے پنہاری اندر سے ایک جزدان اٹھا کر لایا اور اپنے سر پر رکھ کر بولا ”حضور! دیکھئے میں اس مقدس کتاب کو سر پر رکھ کر قسم کھاتا ہوں۔“ گاؤں کے ایک نوجوان نے مسکرا کر کہا: ”جناب! یہ بڑا کھول کر بھی دیکھ لیں۔“ ہم نے بڑھیا کو اس میں قرآن مجید نہیں بلکہ پنہار خانے کے رجسٹر بندھے ہوئے تھے۔ میرے حکم پر پنہاری بھاگ کر ایک اور رجسٹر لایا اور سر جھکا کر بڑھیا کے انتقال اراضی کا کام مکمل کر دیا۔ میں نے بڑھیا سے کہا ”لو بی بی تمہارا کام ہو گیا۔ اب خوش رہو۔“ بڑھیا کو میری بات پر یقین نہ آیا۔ اپنی تظنی کے لئے اس نے نمبردار سے پوچھا ”کیا جج میرا کام ہو گیا۔“ نمبردار نے اس بات کی تصدیق کی تو بڑھیا کی آنکھوں سے بے اختیار خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ اس کے دوپٹے کے ایک کونے میں کچھ ریزگاری بندھی ہوئی تھی اس نے اسے کھول کر سولہ آنے گن کر اپنی منہی میں لیے اور اپنی دانست میں دوسروں کی نظر بچا کر چپکے سے میری جیب میں ڈال دیے۔ اس ادائے مصومانہ اور محبوبانہ پر مجھے بھی بے اختیار روٹنا آ گیا۔ یہ دیکھ کر گاؤں کے بھی دوسرے کئی بوڑھے آدمیہ ہو گئے۔ یہ سولہ آنے واحد رشوت ہے جو میں نے اپنی ساری ملازمت کے دوران میں قبول کی۔ اگر مجھے سونے کا ایک پورا پاز بھی مل جائے تو میری نظر میں ان سولہ آنوں کے سامنے اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوتی۔ میں نے ان آنوں کو ابھی تک خرچ نہیں کیا کیونکہ میرا گمان ہے کہ یہ ایک ایسا جبرک تھ ہے جس نے مجھے ہمیشہ کے لئے مالا مال کر دیا۔

(انتخاب: مسیو مائیکل جیمز شریف)

☆.....☆.....☆

درج کر دیے گئے ہیں۔

جب کوئی شخص کسی دوسرے کی غیبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جس شخص کی غیبت کی جارہی ہوتی ہے اس کے نصف گناہ معاف کر دیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی نیکیاں اُس شخص کے نامہ اعمال میں درج کر دیتا ہے۔

روز قیامت ایک آدمی کو اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ جس میں وہ ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اُس نے کی ہی نہیں ہوں گی تو وہ پوچھے گا کہ یہ نیکیاں تو میں نے کی ہی نہیں۔ یہ میرے نامہ اعمال میں کیسے آئیں گی؟

اسے بتایا جائے گا کہ فلاں فلاں شخص نے تیری غیبت کی تھی اُن کی نیکیاں تیرے نامہ اعمال میں درج کر دی گئیں۔

کسی نے حضرت حسن بصریؒ کو باقاعدہ اطلاع پہنچائی کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے۔ تو حضرت حسن بصریؒ نے اُس غیبت کرنے والے شخص کے پاس مشائی بھجوائی اور یہ پیغام بھجوایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے اپنی نیکیاں میرے نامہ اعمال میں درج کروائی ہیں۔ میں اس واسطے ان کے بدلے تجھے مشائی بھیج رہا ہوں۔“

سنان نے دادی سے سوال کیا کہ ”کسی کی شکایت لگانا بھی غیبت میں شمار ہوگا؟“

دادی جان نے بتایا ”چند امور ایسے ہیں جن میں اس قسم کا فعل غیبت شمار نہیں ہوتا۔

مثلاً فریادری، کوئی شخص کسی حکمران کے رو پر دیا جائے کہ اپنے اوپر ہونے والا ظلم بیان کرے اور حکمران سے اس کی امداد چاہے تو اسے غیبت نہیں کہا جائے گا۔

یا کوئی شخص فساد کا موجب ہو یا کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس میں لوگوں کا نقصان ہو رہا ہو۔ اُسے روکنے کی نیت سے لوگوں کو اس کے بارے میں اطلاع کرنا یہ غیبت میں شمار نہیں ہوگا۔

اسی طرح کسی عالم سے فتویٰ طلب کرنے کیلئے اُسے کسی کی بات سناتا یہ بھی غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔

اور مظلوم کو کسی ظالم کے شر سے بچانے کیلئے اس کی حرکت کی اطلاع دینا کہ فلاں شخص کا تیرے بارے میں یہ ارادہ ہے تاکہ وہ اس کے شر سے بچ جائے۔ اُس کو بچانے کیلئے اطلاع دینا بھی غیبت کے زمرے میں نہیں آئے گا۔

اور کسی شخص کو اصلاح کیلئے کسی کی مثال دینا یہ بھی غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔

اور کسی ایسے شخص کی بد عملی کا ذکر کرنا جو اصلاحیہ عیب کرتا ہو اور اسے عیب نہ سمجھتا ہو۔

ہمیں غیبت سے تو بچ کرنی چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم صبح سے شام تک اپنے افعال و اعمال پر نظر رکھیں۔ اگر اور کوئی گناہ نہ بھی ہو تو غیبت کا گناہ تو ہمارے نامہ اعمال میں سارا دن شامل ہوتا ہی رہتا ہے۔ اس سے بچنے کیلئے اقدامات کیے جائیں۔

رمضان المبارک قریب ہے ہم روزہ رکھ کر اللہ کریم کا حکم سمجھ کر کھانے پینے سے تو پرہیز کرتے ہیں لیکن غیبت سے پرہیز نہیں کرتے۔ یہ عمل روزے کی خرابی کا سبب بنتا ہے۔ اور ہماری نیکیوں کو چٹ کر جاتا ہے۔“

بچ دادی جان کی گفتگو پوری توجہ اور یکسوئی سے سن رہے تھے۔ اور کافی حیران تھی تھے۔

اسد بولا ”دادی جان ہمیں تو پتا ہی نہیں تھا۔ آج ہمیں اس بارے میں مکمل معلومات ملی ہیں انشاء اللہ آئندہ ہم اس برائی سے ہر صورت بچنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اور اپنے دوستوں کو بھی بتائیں گے تاکہ وہ بھی غیبت سے بچ سکیں اور اپنی نیکیوں کو برباد ہونے سے بچا سکیں۔“

دادی جان نے اسے شاباش دی اور کہا ”چلو اب سب سو جاؤ صبح فجر کی نماز کے لیے بھی اٹھنا ہے۔“

سب بچے اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو گئے اس عہد کے ساتھ کہ وہ کبھی کسی کی غیبت نہیں کریں گے۔

☆.....☆.....☆

قائدہ رابعہ

"لا حول ولا قوہ..... یہ کیا ہے؟"۔ دل محمد صاحب نے میز پر ہوا بچوں کا رسالہ ہاتھ میں لیا اور سرورق دیکھتے ہی با آواز بلند لا حول پڑھ کے در پھینکا۔

"دادا ابو یہ میرا رسالہ ہے۔ بڑے مزے مزے کی کہانیاں ہوتی ہیں اس میں۔"۔ نو بلکہ ساڑھے نو سالہ ضعیف نے خوشی سے بتایا۔

"میں بھی کہوں یہ تم آج کل اتنی بونگیاں کیوں مارنے لگے ہو۔ تو یہ فضول رسالے پڑھنے کا نتیجہ ہے"۔ انہوں نے ضعیف

رسالہ دیکھ کر دادا جی غصے میں آ گئے.....

کہو اب، کیسی؟

کی کلاس لی۔

ضعیف کا منہ لٹک گیا۔ اسے تو رسالے پڑھنا بہت اچھا لگتا تھا۔ وہ ہوم ورک کے بعد لازماً رسالہ پڑھتا پھر اس میں سے مزے مزے کی تحریریں آتی ہوتی اور محسن بھائی کو پڑھ کر ستاتا۔ اسی لیے اس کی اردو بہت اچھی تھی، کلاس میں بھی باہم اردو کے پیرے میں سرا سے پڑھنے کے لئے کھڑا کرتے تھے۔ اس کا لٹکا ہوا منہ کچھ کے دادا ابو نے درس کھانے کی بجائے آدھے گھنٹے کا لنگر پلایا جس کا لب لباب یہ تھا کہ جس رسالے کے سرورق پر خوبصورت لے جیتے کا ہاتھ پکڑا ہوا اس رسالے کے نام کیا کیا کچھ من گھڑت باتیں شامل نہ ہوں گی۔ آئندہ میں ایسے فضول رسالے تمہارے ہاتھ میں بھی نہ دیکھوں، "کیجئے تم"۔ دادا ابو نے انگلی اٹھا کر اسے سنجیدگی سے

منی منی آنکھوں میں آسو لیے وہ "اچھا جی" کہہ کے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دادا ابو ریلوے کے گھمے میں ملازم تھے۔ جہاں جہاں ریل جاتی وہی جہاں ساتھ جاتے، ٹکٹ چیک کرنے کا کام گھر میں بیٹے کے تو ہونے لگا۔ اور جب پچھلی کا دان ہوتا تو نیند پوری کرتے دوستوں سے میل ملاقات کرتے اور پچھلی ختم ہو جاتی۔ اب وہ ریٹائر ہو چکے تھے۔ زندگی میں گھر

والوں کے ساتھ ملے جیسے نامہ پابہر کے مسائل سننے سمجھنے کا پہلی دفعہ موقع ملا۔ تو قائدہ بھی بہت ہوا، نقصان بھی بہت ہوا۔ ہر بات پر "یہ ایسے کیوں ہے؟" یا "یہ ایسے کیوں نہیں؟" کی عادت نے گھر کی فضا میں وحشت پیدا کر دی تھی۔ اب ڈاکٹر رسالہ دے کے گیا تو ضعیف کے ہاتھوں سے پہلے ان کے ہاتھوں میں آیا اور پکاواز بلند پوسٹ مارلم شروع ہو گیا۔

"کیا بے ہوشی ہے یہ بھی خرگوش کے کان بھی کبری جیسے ہو سکتے ہیں؟"۔ انہوں نے رسالہ چا۔ جو چپکے سے آتی نے

اللہ کے قسم کو پکڑ لیا۔

شام تک ضعیف افسردہ رہا۔ پھر ہوم ورک اور نماز کی ادائیگی کے بعد اس نے ٹی وی آن کیا۔ دادا کارٹون..... اس نے نعرہ لگایا۔ اور ساری افسردگی ایک طرف رکھ کے کارٹون دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند منٹ کے بعد جب وہ کارٹون "دالی" ختم ہوئی، گورنمنٹ سے چھٹا لگا پکڑا اور باقاعدہ ایماندار آئے۔

"یہ کیا دیکھ رہے ہو؟"۔ عینسی نظروں سے انہوں نے ضعیف کو دیکھا۔

"کارٹون ہیں دادا ابو"۔ ضعیف دل میں "جل جلال تو پڑھتے لگا۔"

آپ کو پتہ ہے آپ معصوم بچوں کے ذہن پر کتنا برا اثر ڈال رہے ہیں ان کارٹونوں کے ذریعہ سے..... دادا ابو تیز لہجہ میں بولے۔

"کیا آپ کے گھر میں کوئی بچہ ہے؟"۔ اسی نرم سی آواز نے پوچھا۔ "جی ہے۔ میرا پوتا۔"۔ ان بے ہودہ کہانیوں اور کارٹونوں کا شوقین۔ انہوں نے سامنے سر جھکا کر ضعیف کی طرف دیکھا۔

"ذرا ایک منٹ کے لئے آپ فون انکس وے سکتے ہیں اس نرم سی آواز نے سوال کیا۔

"اچھا جی دے دیتا ہوں"۔ انہوں نے موبائل ضعیف کو پکڑ لیا۔

"السلام علیکم چچا جان"۔ ضعیف آہستہ سے بولا۔

"وہیکو السلام بیٹا کیا نام ہے آپ کا؟"

"جی ضعیف"۔ ضعیف سہیل۔

"کون سی کلاس میں پڑھتا ہے آپ؟"

"چھارم کلاس میں"۔

"بیٹا آپ کو یہ کارٹون کیسے لگتے؟"

"چچا جان، نرم دوست، بہت مزے کے"۔ بے ساختہ ضعیف کے منہ سے خوشیوں بھرے الفاظ برآمد ہوئے۔

"کیا چیز اچھی لگتی ہے ان میں؟"۔ نرم آواز نے سوال کیا۔

"چچا جان، چونکہ جنگل میں فائرنگ کر کے سب بیویوں کو مارتا ہے تو میرا دل چاہ رہا تھا میں چوہے کو میٹل پر بناؤں۔ وہ ساری بلیاں بہت گندی ہیں، ناگم جھو کے باز"۔ ضعیف فر فر فر

رٹی ہوئی تقریر کی طرح بولے جا رہا تھا۔ اور نرم سی آواز دلا

پڑھ رہی تھی کہ رہا تھا۔ "دل محمد صاحب آپ جب اس عمر میں تھے مجھے یقین ہے آپ کو بھی ایسی ہی کارٹون دلائے جاتے تھے

ہوں گے۔ ذرا سے یقین، سیاسی مذاکرے خبر ناموں سے

بچوں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ سب آپ کے دیکھنے کے لئے

ہیں۔ بچوں کے لئے کچھ کہنے سے پہلے بچوں کی سطح پر آنا

پڑے گا۔ ٹھیک ہے۔"

دل محمد صاحب مردہ سے لہجہ میں کہہ رہے تھے۔

"جی ٹھیک ضرور۔"

اور ضعیف کا دل چاہ رہا تھا دونوں ہاتھ اوپر کر کے بلند آواز میں

نعرہ لگائے۔ نرم آواز سے

نعرہ بکسیر۔ یا صو.....

اللہ ہو.....!!

☆.....☆.....☆



ہے۔ عام طور پر پانی کو پینے کا حکم ہے، لیکن آب زمزم کے لیے قبلہ رو کھڑے ہو کر پینے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر سال حج کے موقع پر لاکھوں مسلمان اسے پیتے اور اپنے ساتھ بہ طور تحریک لے کر جاتے ہیں۔

آبشار

کسی دریا کے راستے میں سخت چٹانوں کی افقی تہوں کی وجہ سے پانی ایک چادر کی شکل میں بلندی سے گرتا ہے، اسے آبشار کہا جاتا ہے۔ کسی دریا کے سفر میں یکے بعد دیگرے کئی آبشار بھی آ جاتے ہیں، جو سلسلہ آبشار یا آب شرشر کہلاتی ہیں۔ جس جگہ پر آبشار گرتا ہے، وہاں گڑھا بن جاتا ہے اسے طرف گڑھا کہا جاتا ہے۔ دنیا کی تیرتھ آبشاریں مندرجہ ذیل ہیں: نیا گرا کینیڈا اور امریکا کی مشہور آبشار ہے۔ اسٹیکل دنیا کی خوب صورت اور بلند آبشار ہے۔ بان کیو کد تان دریا کے کئے سون پر واقع ہے۔ یو سی ایٹ



برا عظم شمالی امریکا کی سب سے بلند آبشار ہے۔ کیو دریا کی سب سے طاقت ور آبشار ہے۔ پلٹ ولس پلٹو ریا اور کورنا دریاؤں کے ملاپ پر ہے۔ سدر لینڈ نیوزی لینڈ کی بلند ترین آبشار ہے۔ گل فوس ایک شگاف میں جا کر برا سرار طور پر غائب ہو جاتی ہے۔ دنیا کی سب سے اونچی آبشاریں انگلیں ہو گیا۔ یو سی ایٹ، کولمبیا، تان، سدر لینڈ اور نیٹرون مارٹس فاس ہیں۔ جب کہ دنیا کی سب سے بڑی آبشاریں کوئیر، انگریز، پالافو، نیو یو، پونگا، گوزو، ویا فوس ماری ہندو و کوئور، چرچل اور کاسٹر ہیں۔

آب زمزم

اسلام کی اصطلاح میں آب کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے، جسے چشمہ کوثر یا حوض کوثر کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے قصوں پر بارے میں سورۃ کوثر میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ بعض علما نے کہا ہے کہ اس میں پانی نہیں شراب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس نہر کے کنارے صرع اور جوار لکھتوں پر بیٹھیں ہوں گے۔ کوثر سے اپنے خلق کی کشتی کو رفع کریں گے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ بعض مفسرین نے سورۃ کوثر میں کوثر کا ترجمہ خیر کیجئے کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: معراج کی رات میں جنت میں پھر رہا تھا کہ میرا گزر ایک نہر پر ہوا، جس کے دونوں طرف خالص موتوں کے گندھے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کیا ہے، تو انھوں نے جواب دیا یہ کوثر ہے۔ وہ کوثر جسے آپ کے پروردگار نے آپ کو عطا کیا ہے۔ میں نے دیکھا تو اس کی مٹی نہایت خوش بودار ہے۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ سے کوثر کے پانی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ وہ پانی جس نے نبی لیا، اسے بھی پیاس نہ لگے گی۔ اس میں پانی کے دو پر تالے لگتے ہیں، جو حوض کوثر کے لیے بریز رکھتے ہیں۔

☆☆☆

تھ۔ حضرت خضر علیہ السلام اور سکندر اعظم کے بارے میں بھی مشہور ہے، کہ حضرت خضر علیہ السلام سکندر اعظم کو اس شخصے تک لے گئے، لیکن پانی خود پی لیا اور سکندر کو شخصے تک پہنچنے نہ دیا۔ یہ ایک فرضی داستان ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس شخصے کا کہیں ذکر نہیں۔ اس شخصے کے متعلق روایات قاری ادب میں ملتی ہیں۔ اردو اور فارسی میں اس کے مترادفات آب حیا، آب بڑا، آب خضر، چشمہ خضر، چشمہ زندگی وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔

آب دوز

آب دوز ایک آبی جہاز یا کشتی ہے، جو پانی کے اندر عمل کر سکتی ہے۔ اسے غوطہ خور کشتی اور ڈوکی کشتی بھی کہا جاتا ہے۔ آب دوز پانی کی اچھال کے اصول کے مطابق گہرے پانی میں اترتی اور پھر پانی پر نمودار ہو جاتی ہے۔ ہر دو چیز جو اپنے سمیرا سے زیادہ پانی ہٹاتی ہے، وہ تیرتی رہتی ہے۔ اسی اصول کے تحت آب دوز کی



دو ابروں کے درمیان خالی جگہ (ویلاست) میں جب پانی پمپ کر کے پھردیا جاتا ہے، تو وہ دوز پر آب چلی جاتی ہے۔ اب اس کا وزن اپنے حجم سے ہٹائے گئے پانی سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ وہ بارہ رخ آب پر آنے کے لیے ویلاست سے پانی خارج کر کے ہوا بھر دی جاتی ہے۔ چنانچہ آب دوز کا وزن کم ہو جاتا ہے اور پانی اسے اوپر لے آتا ہے۔ پانی کی سطح پر دیکھنے کے لیے اس میں کئی کی شکل کا ایک آلہ جی سکوپ نصب کیا جاتا ہے۔ دنیا کی پہلی آب دوز روسی نے 1620ء میں تیار کی تھی۔ یہ گزلی سے بنائی گئی تھی اور اس پر چڑا منڈھا ہوا تھا۔ پہلی جنگی آب دوز امریکا کے ڈیوڈ بٹل نے 1776ء میں بنائی۔ 1800ء میں رابرٹ فلٹن نے نائیلس نامی جدید آب دوز تیار کی۔ امریکا نے جنوری 1954ء میں دنیا کی پہلی ایسی آب دوز سمندر میں اتاری۔ آب دوز میں تاریخ داور دور مار تو ہیں بھی نصب ہوتی ہیں۔

آب زمزم

زمزم کا پانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس بجھانے کے بہانے اللہ تعالیٰ نے تقریباً 4 ہزار سال قبل مجھے کی صورت میں مکہ مکرمہ کے چاب و گیارہ پاکستان میں جاری کیا، جو آج تک جاری ہے۔ یہ کنواں مسجد حرام میں خانہ کعبہ کے جنوب مشرق میں تقریباً 21 میٹر کے فاصلے پر یہ خانے میں واقع ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ گہرا گیا تھا۔ قریشی سردار عبدالمطلب نے اشارہ خداوندی سے دوبارہ کھدوایا، جو آج تک جاری و ساری ہے۔ آب زمزم کا سب سے بڑا دہانہ حجاز اسود کے پاس ہے۔ عبدالمطلب کے زمانے میں چاہ زمزم کی کھدائی کے بعد سے لے کر اب تک اس کنوئیں کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی میں تبدیلی نہیں لائی گئی۔ یہ آج تک 18 فٹ لمبا، 14 فٹ چوڑا اور تقریباً 5 فٹ گہرا ہے۔ اس میں پانی کی سطح اطراف کی زمین سے 40 تا 50 فٹ کی گہرائی پر ہے۔ آب زمزم کا ذائقہ قدرے لکھن ہے، تاہم یہ کئی امراض میں شفا بخش

پھول انسانی کلو پیڈیا

محمد فرحان اشرف



آب حیا

آب حیا (ہائڈرو میٹر) کو مانعات کی کثافت اضافی معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی چیز کا ہوا میں وزن اور پانی میں وزن کیا جائے تو اس کا وزن ہوا میں زیادہ ہوگا۔ وزن کی یہ کمی اسے ہی حجم کے پانی کے وزن کے برابر ہوگی۔ اس اصول کے تحت



اجسام اور مانعات کا وزن یا کثافت اضافی معلوم کی جاتی ہے۔ آب حیا اس اصول کو مد نظر رکھ کر بنایا گیا ہے۔ یہ عام طور پر شخصے یا دھات سے بنے ہوئے بلب پر مشتمل ہوتا ہے، جس کے اوپر ایک درجہ دار لگی ہوتی ہے۔ بلب کے اندر سیسہ بھرا ہوتا ہے، تاکہ مائع میں آدھیر کے مختلف مانعات کی کثافت میں فرق ہوتا ہے۔ اس لیے آب حیا مختلف قسم کے مائع میں مختلف بلندی پر ٹھہرے گا، پارے میں بہت کم حصہ ڈوبے گا۔ دودھ میں اس آلے کا زیادہ حصہ ڈوبے گا اور پانی کے اندر بلندی مختلف ہوگی۔ اس آلے کی مدد سے مختلف مانعات کے خالص یا ناخالص ہونے کا آسانی سے پتا چل سکتا ہے۔

آب حیات

زندگی دینے والا پانی، جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اسے پینے سے انسان ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ یہ ایک الف لیولی لفظ ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مشہور عرب داستان الف لیلی میں یہ کثرت اس کا ذکر ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک چشمہ کوہ قاف کے کسی جنگل میں ہے، جس کا پانی پی لینے سے انسان ابدی زندگی پالیتا ہے، لیکن اس کا پتہ ہر کسی کو معلوم نہیں۔ روایات کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام اس چشمے کے گھران ہیں۔ یہ چشمہ ایک نہایت گہنے اور تاریک جنگل میں ہے، جہاں دن کے وقت بھی گہلا ٹوپ اندھیرا رہتا ہے۔ اس لیے یہ عام انسانوں کی نگاہ سے باہر ہے۔ ایک



یا مبین کنول

سین خوشی سے مہلتیں ڈالتی اور ادھر گھوم رہی تھی امی نے دیکھا تو پوچھا۔ ”آج سکول سے کوئی کام نہیں ملا جو اس طرح خوش خوش پھر رہی ہو؟“
”نہیں امی آج پڑھائی نہیں ہوئی۔ کوئی ایک پڑی بھی نہیں ہوا۔ کام تو دور کی بات ہے۔“

سب بچیاں رنگ برنگے لباس پہنے سکول میں موجود تھیں۔۔۔۔۔

کلچر ڈے

”ہائیں کیوں؟“ امی نے حیرت سے پوچھا تو سین بتانے لگی۔
”امی اصل میں کل ہمارے سکول میں کلچر ڈے منایا جا رہا ہے۔ تمام کلاسز کے بچے اس کی تیاری کر رہے ہیں۔ کوئی گروپ ملنے کے برتن بنا رہا ہے تو کوئی کپڑوں کی تیاری دکھا رہا ہے۔ کوئی ٹیبلو تیار کر رہا ہے تو کوئی فلمی ٹیبلو پیش کر رہا ہے۔ کوئی ہیر راجھا کی تائیں بنا رہا ہے۔ ہر کلاس میں سے دس بارہ بچے تو ایسی تیاریوں میں مصروف تھے اس لیے کلچر ڈے کلاس میں آئیں ضرور مگر کام وغیرہ نہیں دیا۔ اس لیے آج سکول ہی سکول سے ٹیوشن میں بانیج کا ٹیوشن ہے وہ مجھے آتا ہے“ سین بولتی چلی گئی۔

”اچھا تو کلچر ڈے ہے تمہارے سکول میں۔ ہمارے زمانے میں تو مینا بازار ہوتا تھا۔ ڈرامے ہوتے تھے۔ مختلف چیزوں کے سٹال لگائے جاتے تھے۔ مہندی لگانے کے مقابلے ہوتے تھے۔ کہیں وزن چیک کیا جاتا تھا، کہیں نجومی بن کر قسمت کا حال بتایا جاتا تھا اور کہیں لڑکیاں فردوس چاٹ اور لونچا چاٹ بچ رہی ہوتی تھیں۔ ہم اپنی امی اور چھوٹے بہن بھائیوں کو بھی ساتھ لے کر جاتے تھے اور مزے کرتے تھے۔ چیزیں کھانا، کھیلنا کودنا لڑکیوں سے باتیں کرنا اور کلچر سے ملاقاتیں کروانا کیا اچھا زمانہ تھا۔“ امی پتہ نہیں کہاں کھوئی تھیں۔
”امی اسی نوعیت کا پروگرام ہے ہمارا بھی۔ بس نام تبدیل ہو گیا ہے۔ آپ کا مینار بازار ہمارا کلچر ڈے ہے۔“ سین نے وضاحت کے اعزاز میں کہا تو امی ”اچھا میں کھانے کا کچھ کرتی ہوں“ کہتی ہوئی باور پتی خانے میں چلی گئیں۔ اور سین مینا

بازار اور کلچر ڈے کا موازنہ کرنے لگی۔
سین دسویں جماعت کی ہونہار طالبہ تھی۔ گزشتہ کئی سالوں سے سرکاری سکولوں میں پارٹیاں مینا بازار کھیلیں اور دیگر تقریبات منعقد نہیں ہو رہی تھیں جس کی وجہ پہلے دہشت گردی اور بھڑکنا و باغی۔ اب کئی برسوں بعد سرکاری سکولوں میں تقریبات کا آغاز ہو رہا تھا۔ جس کی بچوں کو بے حد خوشی تھی۔ سین کو اپنے اندر ایک عجیب مسرت کا احساس ہو رہا تھا۔ ایک انہونی خوشی سے ذہن ہواؤں میں اڑا رہا تھا۔ پھول، کلیاں، بتلیاں اور غبارے نظروں میں رنگ بکھیرتے محسوس ہو رہے تھے۔
”ابھی ادھر ہی کھڑی ہو“ امی نے کھڑکی کے قریب کھڑی سین کو دیکھا تو دیکھتے ہی بول اٹھیں۔ ”امی کھانا کھا کر نماز پڑھ کر ٹیوشن ہاؤس کی اور واپسی پر کلچر ڈے کی تیاریاں کروں گی۔“
سین نے امی کو بتایا تو وہ مسکرائے لگیں۔
”اچھا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی بس تم کھانا ضرور کھا کر

بچوں کے درمیان پرانہ لہراتے کمرہ جماعت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کمرہ جماعت میں لڑکیوں نے رنگ برنگے لباس پہن رکھے تھے۔ کسی نے میکی، کسی نے لپک، کسی نے شرارہ اور کسی نے غرارہ اور کسی نے کام والی شلوار میٹس پہن رکھی تھی۔ گھیرے دار شلوار یعنی پٹیل شلوار بڑا اوڑھنے والی سیدی ماگ لگا لے ایک لڑکی کلاس میں داخل ہوئی تو وہ اسے پہچان نہ سکی حالانکہ آدھی چھٹی کے وقت وہ اس کے ساتھ کھانا کرتی تھی۔ لڑکی نے اسے ”سین کی بیٹی“ کہتے ہوئے گلے لگا لیا۔ ”ارے ماہم تم؟“

”جی سین صاحبہ میں۔ تمہارا پرانہ بڑا بیچارا ہے اور تمہیں اچھا بھی بہت لگ رہا ہے۔“ ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں کہ مس کافٹر کلاس میں داخل ہوئیں اور آتے ہی اعلان کر دیا کہ وہ بچے جن کا کلچر ڈے کے حوالے سے کسی ڈرامے، ٹیبلو اور سٹال وغیرہ میں حصہ ہے وہ سب باہر چلے جائیں اور کام شروع کر دیں کیونکہ اسے ہی صاحبہ نے ساڑھے دس بجے آ جانا ہے۔ ان کے دورے کے بعد آپ جو مرضی کیجئے گا یعنی آدھا دن نظم و ضبط سخت ہے اور آدھا دن نرم رہے گا۔ سین نے سوچا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جہاں سے آئی جاتی لڑکیاں بڑی پیاری لگ رہی تھیں۔ سب نے اپنے آپ کو خوب تیار کیا تھا۔ کپڑے جوئے دیدنی تھے۔ اسے ہی صاحبہ کے دورے کے بعد اس کی کلاس نے بھی خوب ہلہ گھد کیا۔ ماہم اور سین نے سارے سکول کے سٹال دیکھے۔ چڑیہ نوک، چڑیاں، سراحیاں اور مختلف اناج کے گھر سب کو بھاپ کی ٹکٹ کے حوالے سے سہایا گیا تھا اور سٹال بڑے بھلے لگ رہے تھے۔ چھٹی ہوتے ہی سین گیٹ کی طرف لپکی جہاں اس کے ابا



اس کے بھتر تھے۔ سین نے کلچر ڈے کا ذکر کیا تو ابا نے بتایا کہ ”یہ دن اس حوالے سے اچھا ہے کہ بچوں کو کپڑوں جوتوں اور جیلری کے استعمال کی اجازت مل جاتی ہے اور بھائی کلچر ڈے کے حوالے سے نوک، چڑیہ، برامی وغیرہ کا جن بچوں کو نہیں پتہ پتہ چل جاتا ہے۔“
”جی ہاں“ سین نے کہا تو گھر میں داخل ہو گئی۔ باتوں باتوں میں ان کا گھر آ گیا تھا۔ امی ابھی ہی شلوار میٹس پہنے، پٹیل کپڑے، چڑیاں پہنے ان کی بھتر تھیں۔ سین نے حیرت سے دیکھا تو امی بولیں ”ہمارا بھی کلچر ڈے ہے آج۔“
”اچھا جی“ سین نے کہا تو سب ہنسنے لگے۔
☆.....☆.....☆

نذر اقبال

حافظ محمد بخش سیالوی

شاعر مشرق مفکر صاحب فکر و نظر
اے امیر کارواں اے داعیِ علم و ہنر
قومِ مسلم کو بگایا نیند کی آغوش سے
درسِ بیداری تہنہاری شاعری ہے سرسبز
راہنمائے قوم اے حق و صداقت کے نقیب
اے حکیمِ لامتناہی اے شعر و سخن کے تاجور
ہے بہت ممنون تیری ملتِ اسلامیہ
نیل کے ساحل سے لے کر تباہ خاک کا شہر
آستانِ مثلِ حرمِ حیرا ہے ملت کے لئے
خاکِ مرقدِ آپ کی ہے سرمۂ اہلِ نظر
آپ کے اشعار سے حافظِ ملاذوق جنوں
آپ کے افکار سے روشن ہوا دل کا گھر

☆☆☆☆

لائے گی رنگِ محنت

فرزاندِ چیمہ۔ لاہور

گل تو حید ازل سے ہر قلب میں کھلا ہے
جو بھی ہمیں ملا ہے بس اللہ سے ہی ملا ہے
تم سے بھلا کرے جو، اس سے بھلائی کرنا
نیک کا میرے ساتھی! بھلا اور کیا سلسلہ ہے؟
کھاتے ہو تم اسی کا، گاتے ہو گن کسی کا
مصل کے اندھے لوگو! کیسا یہ سلسلہ ہے؟
کرنا ادب بڑوں کا، چھٹوں سے پیار کرنا
بھائے ہا ہی کا نُسہ یہ کیا بھلا ہے!
لائے گی رنگِ محنت، آخر تہنہاری اک دن
محنت بغیر بچہ! پھولا نہ کوئی پھلا ہے
دیکھو قرآنِ ذی شان، رسولِ خدا کی سنت!
فرزاندِ انجمن نہ چھوڑو، جنت کا در کھلا ہے

☆☆☆☆



مفلّس بچے کی صدا

اکرم حرقارانی۔ لاہور

سرزمینِ پاک تیرا پھول سا بیٹا ہوں میں
مفلّس کو اوزدہ کر فٹ پاتھ پر لیٹا ہوں میں
دیکھ میرے بھائی مجھ سے کر رہے ہیں کیا سلوک
نعتیں کر کے ذخیرہ دے رہے ہیں مجھ کو بھوک
حرص کے اس دور میں کیا تو بھی ان کی ہو گئی
مر گیا احساس تو شفقت بھی تیری سو گئی
ہو کے ناداری سے گھائل ہو گیا مجبور میں
کھیلنے کے دن تھے میرے بن گیا مزدور میں
میرے ہاتھوں سے مقدر نے کھلونے لے لیے
پوپ کارن کے لفافے بیچنے کو دے دیے
تک دتی نے کئے پامال میرے عقل و ہوش
میں کبھی ہوئی کا بیرہ ہوں کبھی خوانچہ فروش
علم کا دروازہ کھولے کون میرے واسطے
مفلّس نے بند کر ڈالے ہیں سارے راستے
کس طرح غربت میں کھتے ہیں مرے شام و صبح
دیکھ لیتے کاش میرا حال بھی اہلِ نظر

☆☆☆☆

دعا

آر۔ بی شکوری۔ رحیم بخش، راولپنڈی

اے میری عاجزانہ دعا ہے
ثناء خواں و کامل نمازی بنا دے
شرم و حیاء علم و حکمت کا بیج
نیکو کار میں سرفرازی بنا دے
یوں تو تیری ذات ہے قادر و عادل
مجھے بھی عدالت کا قاضی بنا دے
جہاد، قناعت و قوت عطا کر
شیر، بہادر و غازی بنا دے
شکوری تیری رحمت کا ہر دم بیا سا
پس اتنا دے کہ فیاضی بنا دے

☆☆☆

قوم

اے اللہ اس قوم کا دنیا میں نام ہو
آئین جس قوم کا دین اسلام ہو
ہو امور سلطنت کا دستور جس میں
اسلامی تہذیب کا صحیح نظام ہو
تفرقہ، حسد اور کینہ چھوڑ دے
اتحاد ایسا کر جس میں استحکام ہو
کچھ نیک کام کر آخر مسلمان ہو
ذکر تیرا لا الہ الا صبح و شام ہو
خدا کرے جذبہِ غلوں عام ہو
عاصی شکوری کا سب کو سلام ہو

☆☆☆

لڑکی

عجب میں نے دیکھی اک لڑکی مسلمان
چلی جا رہی تھی خراماں خراماں
سر ڈھانپے ہوئے نیچی نگاہ اور
لبوں پر وہ میں تھی دو مہرباں
آنکھیں جھکی اور شرم و حیاء بھی
یہ انداز دیکھا ہوا بہت حیراں
اس مومن خاتون پر خدا کا کرم ہے
پیدا کیا جس میں جذبہِ ایمان
ماں باپ جن کے ہوتے ہیں پابند
صومِ صلوٰۃ اور اولادِ نیکبہاں
دیتے ہیں درس ان کو نیک اور اچھا
کرتے ہیں ان کو اپنے تابع فرماں
اللہ کرے سب کو عالم و عامل

☆☆☆☆

پہلی کہانی

فرصتیں منیر

اس کے ہاتھ میں چند سکے تھے جن میں اک پرانا سا کالا سکہ بھی تھا جسے وہ بار بار انگوٹھے سے مسلتے ہوئے افسردہ سا بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ اس کی آنکھ سے یکدم گرنے والے آنسو نے سکے کے کھولے پن کو نمایاں کر دیا تھا۔ وہ بے دے نفوس زیادہ نمایاں ہونے لگے تھے۔ لمبی سانس بھرتے ہوئے اس نے اپنے حوصلے کو یکجا کیا۔ اچانک اس لمبے اسے اپنے کندھے پر نرمی سے بھرپور ہاتھ محسوس ہوا۔ اس نے یکدم مڑ کر دیکھا تو چہرہ شناسا تو نہ تھا مگر شفقت سے بھرپور پر عزم نظر آ رہا تھا۔ جسے دیکھتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑے سکے

بھی اٹھنے سے نیچے گر گئے۔ وہ شخص جھکا اور اس نے تمام سکے اٹھا کر اس کے حوالے کر دیے مگر کھولے سکے کو اپنے ہاتھ کی پھیلی ہتھیلی پر رکھ کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔ ”یہ کیوں رکھا ہوا ہے جبکہ یہ تو کسی کام کا نہیں۔“ ”میں بھی تو کسی کام کا نہیں ہوں“ وہ جلدی سے بولا۔ باوقار شخص نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ”تمہارا نام کیا ہے؟“ ”فواد“ وہ جلدی سے پھر گھبرا کر بولا۔ ”فواد آپ کو پتا ہے کھولے سکے جو دنیا کے کسی بازار میں نہیں مل سکتے صرف اس بازار میں ملتے ہیں۔“ ☆☆☆☆ پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ آج یہ تقریب اسی

اس کی ہتھیلی پر کھونا سکہ تھا.....

کھوٹا سکہ



باوقار، پر عزم اور اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق کے اعزاز میں ہے جن کا قلم ہمیشہ رہنمائی کے راستے کھولتا ہے جو ناموس رسالت پر قلم اٹھاتے ہیں تو کبھی عشق الہی میں ڈوب جاتے ہیں۔ ان کی سوچ ان کا قلم میاں کرتا ہے تو ان کے ارادے نیت کی سچائی کو نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے ہی الفاظ ہیں کہ ”مسلمان دنیا کے کسی بھی خطے کا ہو اور ایمان اس کا جتنا کنزور ہو لیکن عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ اس کے رگ و پے میں سمائی ہوگی۔ گناہگار سے گناہگار انسان بھی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی سر جھکا لیتا ہے۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ زبان سے نکلنے لگتا کہ ہر عضو ایک عجیب سے کیف اور احرام کی کیفیت میں چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوتا ہے۔ عشق کا نہ کوئی علاج ہے اور نہ کوئی دوا۔ عشق کی کوئی حد نہیں ہے۔ مسلمان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے سامنے بے خود کر دیتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق مثل خون کی وجود میں دوڑنے لگتی ہے اور اس کی روح کو اپنے نورانی پردوں پر لپیٹ لیتی ہے تو سینے میں محبت کی خوشبو بھرجاتی ہے اور ذکر سے قرار پاتی ہے۔ یہ وہ دربار عظیم ہے جہاں کھولے سکے بھی کھرے ہو جاتے ہیں“ فواد جو اپنا حوصلہ کھو چکا تھا..... انہوں نے بتایا، اسے سمجھایا انہی کے الفاظ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔۔۔۔۔

”تہدیلی کیسے آتی ہے؟۔ لوگوں کی زندگیوں اور معاشرے میں تہدیلی اس طرح آتی ہے کہ ہم حالات کا رونا ہی نہ دوتے رہیں، کڑھتے ہی نہ رہیں ہر وقت کھو وہ شکایت ہی نہ کرتے رہیں بلکہ حالات کی تہدیلی کے لئے عملی طور پر بھی کوئی قدم اٹھائیں۔ بڑا آدمی وہ ہے جو اپنی چھوٹی کمزوری کو بڑی طاقت بنا لیتا ہے۔ پیار سے ساقیوا! میرے مہمان خصوصی کہتے ہیں، میں بڑا ہو گیا تو کیا ہوا مگر آپ سے جس طرح مزے مزے کی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں ہمارے اندر بھی بچہ موجود ہے۔ کبھی کبھی خود پر بھی غصہ لینا چاہیے۔ جیسے چند سال پہلے کا واقعہ بتاتے ہیں کہ میں ایک دفتر کے ملازم کو اپنے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھا کر ایک کام سے گیا۔ راستے میں

ایک ٹریک سٹپل پر رکا۔ اشارہ بند ہوا تو کچھ دور جا کر ملازم سے کچھ پوچھا مگر پیچھے سے کوئی آواز نہ آئی۔ مڑ کر دیکھا تو موٹر بائیک پر بیٹا ہی بیٹھا ہوا تھا ملازم غائب تھا۔ بہت پریشان ہوا اور دھڑکھڑکھٹ کر واپس دفتر کی طرف روانہ ہوا۔ دفتر کے قریب وہ ملازم پیدل آ رہا تھا۔ میں نے بڑھی سے پوچھا کہ ”کہاں چلے گئے تھے؟“ کہنے لگا سٹپل پر میری چٹل اتر گئی تھی میں جب لینے کے لیے اتر تو سٹپل کھل گیا اور آپ موٹر بائیک چلا کر چلے گئے۔ میں نے آپ کو آوازیں بھی دیں مگر ٹریک کے شور کی وجہ سے آپ سن نہ سکے۔ ایسے بہت سے واقعات ہماری زندگی میں پیش آتے ہیں۔ ہال ہستے تھمتے لگاتے ہوئے بچوں کی تالیوں سے گونج اٹھا۔

”پیارے ساتھیو! اب میں تقریب کے مہمان خصوصی کو دعوت دیتا ہوں مگر اس سے پہلے آپ کو یہ بھی بتاؤں یہ جو کچھ بھی ان کے الفاظ آپ تک پہنچائے ہیں یہ سب میں نے ان کے اداروں سے اکٹھے کئے ہیں۔ تشریف لائے جناب ہم سب آپ کو سننے کے لیے منتظر ہیں۔“ ہال بھر پور تالیوں سے گونج اٹھا۔

مہمان خصوصی نے بسم اللہ کے بعد درود شریف پڑھا اور بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ان کو چومنے اور پیار کرتے تھے۔ فصل کا نیا میوہ سب سے پہلے کم عمر

بچے جو اس وقت موجود ہوتا اس کو دیتے۔ راستے میں بچے مل جاتے تو خود ان کو سلام فرماتے۔

پیارے ساتھیو! آؤ مل کر دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھ سمیت آپ کو اور تمام مسلمانوں کو مومن بنادے۔ آپ سب بھی میرے ساتھ آمین کہیں۔“ پورا ہال آمین سے گونج اٹھا۔ وہ مزید گویا ہوئے۔ ”آپ جب بھی کوئی کام کریں اسے معمولی نہ سمجھیں۔ آپ جو بھی کام کریں پورے خلوص، دیانتداری اور محنت سے کریں۔ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور پھر دیکھیں کہ آپ کی محنت کیسے رنگ لائے گی۔ وقت گزر جائے گا مگر آپ کا کام زندہ رہے گا۔ لوگ آپ کو یاد کریں گے۔ آپ کے کام کو یاد کریں گے۔ آپ کا کام تعمیری ہوگا تو آپ کی ستائش کریں گے۔ آپ کا کام مقصدی ہوگا تو لوگ آپ کو دعائیں دیں گے اور آپ تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔ آپ اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں۔

پیارے بچو! کام کے دوران جب میں تھک جاتا ہوں میری محنت روز و شب کی محنت کا پوچھل پن اس وقت سکون سرت میں بدل جاتا ہے جب یہ احساس ہوتا ہے کہ اس محنت اور کوشش سے کتنے بچکے ہوئے راہ راست پر آ جاتے ہیں۔ کتنے اپنی منزل مقصود کو پا لیتے ہیں۔ کتنے خوشیوں اور مسرتوں سے سرشار ہوتے ہیں۔ کتنوں کے

جذبوں کو توانائی اور عمل کو رہنمائی ملتی ہے۔ کتنوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ فواد جس نے شروع میں اپنی کہانی سنائی ان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ جب وہ اپنا حوصلہ ہارے ہوئے تھے اور آج مجھے خوشی ہے کہ ان کی کتاب کی رونمائی میں میں مہمان خصوصی ہوں۔“ پورا ہال زوردار تالیوں سے گونج اٹھا۔ دیر تک تالیاں بجتیں رہیں۔ فواد خوشی میں سرشار اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کر رہا تھا اور محبت سے سرشار مہمان خصوصی کو دیکھ کر خود بھی تالیاں بجا رہا تھا۔ مہمان خصوصی نے ہاتھ اٹھا کر تالیوں کو روکا، وہ مزید گویا ہوئے۔

”نام شائع ہونے کی خوشی، تحریر شائع ہونے کی مسرت اور انعام ملنے کی خوشخبری، خوشیوں کی یہ تقسیم کا یہ اعزاز جب سینے پر سہاؤ لیتا ہوں تو تھکاوٹ دور کہیں پیچھے رہ جاتی ہے۔ خوشیوں کی تقسیم کا بھرا اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔“ شکر یہ کہہ کر مہمان خصوصی نے اجازت چاہی۔ ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ بچوں نے کرسیوں سے اٹھ کر مہمان کی تحریم کی۔ مہمان خصوصی کو فواد کی کتاب بھی دی گئی جس پر انہوں نے اپنے دستخط بھی کئے اور اپنے قیمتی الفاظ بھی تحریر کیے۔ انہوں نے فواد کو بھی خصوصی انعام سے نوازا۔ یوں تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

پہلول کو پڑھنے والے ساتھیو! آپ سب مجھے بتائیں یہ عظیم شخصیت کون ہیں۔ تقریب کے حوالے سے جو الفاظ انہوں نے اس میں ادا کئے وہ بھی ان ہی کے اداروں کے ہیں۔ کیا آپ سب پہچان گئے؟

اور ہال دو اخبار میں کالم بھی لکھتے ہیں۔ اگر آپ نے صحیح جواب دیا تو انعام آپ کو ایڈیٹر صاحب عنایت فرمائیں گے۔ تو جلدی سے جواب بھجوائیں۔ ☆.....☆.....☆





ہر چیز واضح کرنے کی کوشش کی۔

مرحبا شہباز

”مقصد حیات؟..... مقصد حیات؟..... مقصد حیات؟.....“
 حیات؟.....“ تھا دماغ کئی خیالات کے باعث
 گہری سوچ میں محو تھا مگر جواب نہ ارد۔ اسی
 دورانِ اکمل حسین کی والدہ کمرے میں
 آئیں اور اپنے لیٹے ہوئے بیٹے کے سر
 کی جانب بیٹھتے ہوئے تشویش سے
 پوچھا ”کیا چیز ہے جو میرے
 بیٹے کو آج خاموش کیے
 ہوئے ہے؟ کوئی
 پریشانی ہے تو
 بتائیں۔ مل کے
 حل نکالتے ہیں۔“
 ”ای یہ مقصد حیات کیا ہے؟ کیسے

وہ گہری سوچ میں گم تھا اور.....

مقصدِ حیات

پتہ چلا نہیں کہ ہمارا مقصدِ حیات کیا ہے؟ اور جب آپ
 چھوٹی تھیں تو آپ کا مقصدِ حیات کیا تھا؟ ”نفسِ اکمل
 نے کمال دانشمندی سے استفسار کیا۔
 ”مہم تو یہ بات ہے۔ بیٹے زندگی اللہ تعالیٰ کا بہت حسین
 تحفہ ہے۔ بہت سے لوگ اسے فضول کاموں میں خرچ
 کر کے ضائع کر دیتے ہیں۔ کوئی والدین کا نافرمان ہے
 تو کوئی بے ایمانی کا عادی، اسی طرح اور بھی کئی طریقوں
 سے لوگ اپنی زندگیوں کو ضائع کر کے اللہ تعالیٰ کے اس
 انمول تحفے کی قدر نہیں کرتے۔ اس لیے زندگی کو ایک
 سیدھی اور مثبت راہ پر چلائے رکھنے کے لیے ہمارا مقصد
 حیات یعنی زندگی کا کوئی مقصد ہونا لازم ہے۔ جیسے اللہ کو
 کسی اچھے کام سے راضی کرنا، اللہ کی مخلوق کے مختلف
 انداز سے کام آنا۔ دوسروں کو ایذا سے بچانا۔ اور جہاں
 تک میرا تعلق ہے میں نے تجھے کیا تھا کہ جب تک جیوں
 گی قرآن کی تعلیم عام کروں گی اور دیکھیں اسے سالوں
 سے اپنایا گیا یہ مقصدِ حیات آج تک قائم و دائم ہے۔“
 عائشہ صاحبہ نے تفصیلاً بیٹے کو سمجھانا چاہا۔
 ”مگر ہم مقصدِ حیات اپنانے بغیر بھی تو کوئی اچھا کام کر
 سکتے ہیں نا؟“ ”نفسِ ذہن میں پھر ایک سوال کو دا۔
 ”دیکھیں بیٹا جس طرح اعمال کا دار و مدار نیٹوں پر ہے،
 اسی طرح زندگی کا مقصدِ حیات پر۔ آپ نے حدیث
 میں بھی پڑھا کہ ”اعمال کا دار و مدار نیٹوں پر ہے۔“ پھر

اس کی تفصیل بھی ہمیں بتائی گئی کہ نیک نیتی سے عمل
 کریں گے تو اجر نیت کے کرنے سے شروع ہو کر کام کے
 پایہ تکمیل تک پہنچنے تک ملتا رہے گا۔ دوسری جانب اگر ہم
 نیک کام کی نیت کرتے ہیں مگر بعد میں کام کر نہیں پاتے
 پھر بھی نیت کا اجر مل چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح مقصدِ حیات
 اپنانے سے ہم نیت کر لیتے ہیں کہ زندگی کو اس طرز پر
 گزاریں گے۔ جیسے کسی کا شوق ڈاکٹر بننا ہے اور وہ یہ
 سوچ لے کہ میرا مقصد اپنے ہر مریض کی جان ممکنہ حد
 تک مثبت طرائق سے بچانا ہے۔ باقی جیسے خدا کی رضا
 کہ مریض بچا یا نہیں۔ تو اس نے اپنے کام میں
 ایمان داری کے باعث برکتِ ذلوالی اور چونکہ نیت پاک
 ہے تو جب تک وہ ڈاکٹر رہے گا، اجر بھی کمائے گا۔ اور
 پھر سب سے بڑھ کر ایک اچھا مقصدِ حیات ہماری زندگی
 تو بلاشبہ سنوارتا ہے مگر ہماری آخرت کے نقصان مراعات کو
 بھی آسان بنا دیتا ہے۔ انسان نکھرے لگتا ہے اور مقصدِ
 حیات نیک ہونے کے باعث کم خطاؤں کو سرزد کرتا
 ہے۔ اب اگر ہم مقصدِ حیات رکھنے والے ڈاکٹر کے
 مقابل ایک بے مقصدِ زندگی گزارنے والے ڈاکٹر کو لیں
 تو وہ آخری ممکنہ حد تک صرف کوشش کرے گا کیونکہ وہ
 علاج کو صرف پیشہ سمجھ کر کسی بھی مقصدِ حیات کے بغیر کرتا
 ہے۔ سو نتیجتاً اسے صرف پیسے کمائے کو ملنے ہیں مزید کچھ
 بھی نہیں۔ ”عائشہ صاحبہ نے ایک بار پھر سے دہند بنا کر

”اوہ اچھا اب میں
 سمجھا۔ جی تو سر جابر
 کہتے ہیں کہ ایک ہی
 بار سمجھو اور دوبارہ پوچھو تو
 کہتے ہیں پہلے سوئے تھے
 کیا۔ جب آج ان سے ہم
 نے مقصدِ حیات پوچھا تو چو گئے
 اور ہمیں بطور سزا یہ کہہ کر کھڑا کر دیا
 کہ ہم بے ادب ہیں اور فضول سوال
 کرتے ہیں۔ جبکہ سر جابر بہت اچھے
 ہیں۔ انھوں نے ہی تو مقصدِ حیات کو مختصراً
 بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ رات میں ہم
 سوچیں اور کل صبح جا کر مقاصد سے انھیں آگاہ
 کریں۔ امی جان سر جابر بہت اچھے ہیں۔ وہ بھی
 سوال کرنے سے منع نہیں کرتے۔ وہ ہمارے ہیرو
 ہیں۔ انھوں نے آج یہ بھی بتایا کہ ایمان داری سے اپنا علم
 عمل طور پر بچوں تک منتقل کرنا ان کا مقصدِ حیات
 ہے۔“ ”اکمل کے ہمیشہ کمال کرنے والے ذہن سے دہند
 چھٹ چکی تھی اور اب وہ خاصا خوش تھا مگر اچانک امی
 کے سوال نے اسے پھر سوچ میں مبتلا کر دیا۔

”آپ نے مقصدِ حیات سوچ لیا؟“ کچھ دیر تک ماں
 بیٹے کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔ کافی سوچ بچار
 کے بعد ایک اچھا مقصدِ حیات سمجھ آئے پر اکمل کی
 آنکھیں چمک اٹھیں۔
 ”امی جان میں..... میں اپنے وطن کی سڑکوں اور محلوں کو
 بھکاریوں سے پاک کروں گا۔ میں انھیں بھیک میں پیسہ
 دینے کی بجائے ہنردوں گا۔ میرا دیا گیا دس، بیس کا نوٹ
 کسی بھکاری کی کیا مدد کرے گا لیکن میرا دیا گیا ہنر کسی
 مظلوم کو مفلسی سے بچانے کا باعث بنے گا۔ میں ایک
 ایسی تنظیم بناؤں گا جہاں غرباء کو ان کی ذہنی قابلیت کے
 مطابق ہنر دینے کے بعد نوکریوں پر مہرتی کر دیا جائے گا
 اور میں #jobs for all کا قیام کر دوں گا۔ پورے
 پاکستان میں عام کروں گا۔“ ”اکمل حسین اتنا پرجوش تھا
 کہ بولتے بولتے بستر سے اٹھ بیٹھا۔ ایک روشن مستقبل
 کے روشن خیالات سن کر فرطِ جذبات میں عائشہ صاحبہ
 نے بیٹے کی پریشانی چوٹی اور اسے گلے سے لگا لیا۔ جانے
 ان کی باطنی میں کی گئی کون سی نیکی اللہ کے ہاں اتنی پسند
 کی گئی تھی کہ ایسی نعمت سے انھیں نوازا گیا تھا۔ پیارے
 بچو! آپ کا مقصدِ حیات کیا ہے؟ سوچے گا ضرور۔ اور اگر
 اب تک کوئی بھی نہیں تھا تو آج ہی سے بنالیں۔

☆.....☆.....☆

ابوبکر ساجد - جڑانوالہ



محمد احمد یار - کوہاٹ



زونا شیراز - لاہور



عدن ہمایوں - کراچی



مریم شفقت - رائیونڈ



عاتکہ نور - ساہیوال



تحریم افضل - مخدوم پور، پہوڑاں



محرر ضیاء

جل

مسکراہٹیں



”مجھے تو نہیں۔ البتہ انگریزوں کو پیش آیا تھا۔“

ایک گاہک دکان سے کپڑا خریدنے گیا۔
گاہک: ”یہ کپڑا کتنے کا کڑ ہے؟“
دکاندار: ”100 روپے کڑ۔“
گاہک: ”80 روپے کڑ دیجئے۔“
دکاندار: ”بھائی 80 روپے کڑ تو ہمیں گھر پر پڑتا ہے۔“
گاہک: ”تو اپنے گھر کا پتہ بتائیے۔ ہم گھر سے خرید لیں گے۔“
دکاندار: ”کیوں جی، تم نے ان سے میرا تعارف نہیں کرایا۔ وہ تمہارے کون سے رشتہ دار تھے؟“
یہ سنتے ہی شوہر سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور بولا۔
”میں تو سمجھا کہ وہ تمہارے رشتہ دار ہیں۔“

رشتہ دار

نوکر نے مالک سے کہا۔ ”موہنی کہہ رہا تھا کہ جو تے کی مرمت کے پیسے ابھی تک نہیں ملے ہیں۔“
مالک نے کہا۔
”لوہیک ہے۔ اس سے کہہ دینا کہ باری آنے پر مل جائیں گے۔ ابھی تو مجھے جو تے کی قیمت بھی ادا کرتا ہے۔“
زبان کا مسئلہ

انکار

ایک شخص انگلیڈ گیا۔ جب وہ وطن واپس آیا تو اس سے دوستوں نے پوچھا۔
”آپ کو وہاں زبان کا مسئلہ تو پیش نہیں آیا؟“
وہ آدمی کہنے لگا۔

فرین میں گٹ چیکر نے سیٹ کے نیچے جیسے ہوئے ایک مسافر کو نکال کر گٹ مالگا۔ مسافر نے گڑ گڑاتے ہوئے کہا۔
”صاحب! معاف کر دیجئے۔ ایک بار چھوڑ دیجئے۔ میری بیٹی کی شادی ہے اور میرا پانا بہت ضروری ہے۔“
گٹ چیکر نے رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا۔
اسٹے میں اس کی نظر دوسری سیٹ کے نیچے لیٹے ہوئے ایک نوجوان پر پڑی۔ گٹ چیکر نے اس کو بھی نکال کر پوچھا۔
”کیوں۔ کیا تمہاری بھی بیٹی کی شادی ہے؟“
اس آدمی نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔
”جی نہیں۔ میں تو ان کا ہونے والا داماد ہوں۔“

پوشش

ایک پرو فیسر اپنے گھر کے دروازے پر اپنے نام کی تختی جڑنے کے بعد اس پر بجلی کا بلب لگا رہے تھے۔ ان کے ایک دوست پاس سے گزرتے تو رک کر پوچھنے لگے۔
”بھئی یہ کیا کر رہے ہو؟“
انہوں نے جواب دیا۔
”اپنا نام روشن کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

قربانی

ایک لیڈر صاحب جن کا کان کسی حادثے میں کٹ گیا تھا ایک جلسے میں تقریر کر رہے تھے۔
تقریر کے دوران وہ سینے پر ہاتھ مار کر بڑے جوش سے بولتے۔
”میں قوم کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہوں۔“
جمع میں سے آواز آئی۔
”صاحب! کن کسے کی قربانی جائز نہیں۔“

سالگرہ

ایک آدمی نے سالگرہ منائی۔ مہمانوں نے دیکھا ایک پر موم تپوں کی جگہ بلب جل رہا ہے۔
ایک مہمان نے پوچھا۔ ”یہ بلب کیوں؟“
آدمی نے جواب دیا۔ ”یہ میری ساتھیوں سالگرہ ہے۔ یہ بلب بھی ساتھ واٹ کا ہے ساتھ موم تپیاں کہاں لگا تا؟“

خطرناک ہتھیار

بیٹا (پاپ سے): ”ڈیڈی! دنیا میں سب سے زیادہ خطرناک ہتھیار کون سا ہے؟“
ڈیڈی: ”کچھ دیر سوچ کر بولے۔“
بیٹا:

پہلا دوست دوسرے سے تمہاری اپنی بیوی سے لڑائی ختم ہوئی؟
”ہاں کتنے ٹک کر میرے پاس آئی تھی۔“ دوسرے دوست نے فخر سے بتایا۔
پہلا دوست حیرت سے بولا۔ ”کتنے ٹک کر اس نے کیا کہا؟“
دوسرے نے لاپرواہی سے جواب دیا۔
”بھئی کہ بیڑے کے نیچے سے کھل آؤ کچھ نہیں کہوں گی۔“

مہمان

ایک غائب دماغ صاحب دوپہر سے رات گئے تک ایک صاحب کے گھر میں بیٹھے رہے۔ آخر کار میزبان بولا۔ ”مجھے کہتے ہوئے اچھا تو نہیں لگ رہا لیکن مجھے صبح اٹھ کر اسلام آباد کے لئے فلائٹ پکڑنی ہے۔ آجے میں آپ کو دروازے تک چھوڑنے چلوں۔“
”خدا کی پناہ۔“ وہ صاحب یکدم گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔ ”میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ تم مجھ سے ملنے میرے ہاں آئے ہو۔“

سائنس دان

استاد (شاگرد سے): ”بتاؤ! سائنس دان کسے کہتے ہیں؟“
شاگرد: ”جس چیز میں سائنس رنگی جاتی ہے۔“

سزا

نہجیر: اگر کل ہوم ورک نہیں کیا تو میں مرغا بنادوں گی۔
بچہ (خوش ہو کر): ٹھیک ہے، بوجھ اور تان میں لے آؤں گا۔

(نہجیر: مزاحیہ جاناں)

☆.....☆.....☆





یو جیس بھلا ہم کس ملک میں ہیں؟۔۔۔۔
عباد منصور، مابا منصور۔ اسلام آباد



دنیا تو بڑی خوبصورت ہے۔
ایزل قاطمہ۔ برطانیہ



ہیں!!! یہ کون ہے؟۔ زہرا۔ بحرین



ابو کا انتظار۔ محمد قاسم۔ راولپنڈی



یہ ہے میرا پیارا "پھول"
محمد خلیب۔ حیدر آباد



پہل بھائی چلیں سکول۔ پائلٹ عبدالباری بھٹو۔
عبدالباری بھٹو۔ تحصیل مول سہاڑی



ثقافت کا دن۔ جوہر ایجوکیشن سسٹم سکول سنٹ ٹکڑ، لاہور
مریم بھٹان، زینب معراج، نمرہ عمران، ادراس مقبول، سرور اشرف، عید علی خان

عثمان یاسین

ماسٹر جی کی باتیں سیدھا دل میں اترنے لگتی تھیں، سب بچے غور سے سنتے تھے۔ لیکن نہ جانے کیوں راجد کو ماسٹر جی سے اللہ واسطے کا پیر تھا۔ وہ ماسٹر صاحب کے چلے جانے کے بعد خوب ان کی نقلیں اتارتا۔ ناک پر ہینگ لگا کر ان کے انداز میں کرسی پر بیٹھتا، کتاب کھولتے ہوئے تمام بچوں کو انہیں کی طرح گھورتا۔ سب بچے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتے۔ وہ ذہین تو تھا ہی مگر شرارتی بھی بہت تھا۔ اس کی شرارتوں نے سب کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔

ماسٹر جی کا خیال تھا اس کے باپ ماسٹر کے لاڈیلار نے اسے بگاڑ دیا ہے، انکی تربیت نہیں ہو سکی کیونکہ اس کی امی کچھ عرصہ قبل انتقال کر گئیں تھیں۔ باپ نے پیار دینے کے سلسلے میں تربیت کا خانہ خالی چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے راجد تہذیب سے عاری ہوتا جا رہا تھا۔ چھینا چھینی کرنا، شور مچانا اس کا معمول بننا جا رہا تھا۔ لیکن وہ دل کا بہت اچھا تھا جب بھی ماسٹر جی اسے تنبیہ کرتے تو چند دنوں کیلئے وہ اپنی شرارتوں سے باز آ جاتا۔ مگر چند دن گزرنے کے بعد اسے پھر سے شرارتوں کی سوچتی، تو کبھی کسی بچے کو ستانے کیلئے اس کے کان کھینچ لیتا تو کبھی کسی بچے کی انگلی کلاس کے دروازے میں دبا دیتا۔ جماعت میں خوب شور وغل مچاتا۔ کلاس میں اتنا شور مچاتا کہ سکول کے دوسرے ماسٹر صاحب برابر والی کلاس سے آ کر پوری کلاس کو کھڑا کر دیتے۔ یہ سزا تو راجد کی کلاس کا معمول بن گئی تھی۔ ماسٹر جی جب کلاس میں آتے تو انہیں سزا

میں کھڑے اپنے طلب علموں پر بڑا افسوس ہوتا۔ اور انہیں سمجھاتے ہوئے کہتے تھے۔ ”اوپنی آواز میں بولنا اچھی بات نہیں ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی آواز کو پسند فرماتے تھے۔ آواز کو دھیمہ رکھنا آداب زندگی ہے۔“

کلاس کا ہر لڑکا ماسٹر جی کے بیٹھ جانے کے حکم کا منتظر ہوتا۔ آخر چند لمحوں بعد ماسٹر جی تمام بچوں کو بٹھا دیتے۔ اصل میں ماسٹر خوشی محمد بچوں کی اور خاص طور پر راجد کی

ماسٹر جی کرسی پر بیٹھے تو.....

عظیم استاد

کسی سے کچھ نہیں کہا کلاس کو سبق پڑھا کر چلے گئے۔

☆☆☆

کئی روز گزر چکے تھے راجد اسکول نہیں آ رہا تھا۔ راجد کے والد بیمار تھے، گاؤں کے سارے طبیبوں نے اپنے اپنے نسخے آزما لیے تھے مگر افادہ نہیں ہو رہا تھا۔ جانے یہ کیسا بخار تھا جو اترو نہیں رہا تھا سارا سارا دن کراہتے رہتے۔ راجد کی غیر حاضری طویل ہوئی تو ماسٹر جی کو تشویش ہونے لگی، دوسرے دن ماسٹر جی کو پتا چلا کہ راجد کے والد وفات پا گئے ہیں۔ ماسٹر جی کو معلوم تھا کہ راجد سبزی فروش کا بیٹا ہے۔ جسے اپنے اکلوتے بیٹے کو پڑھانے کا بڑا شوق تھا۔ اس لیے وہ دن رات محنت کرتے، صبح سویرے منڈی جاتے۔ سبزی لاتے، انہیں

تربیت چاہتے تھے۔ بچے سارے فساد کی جز راجد کو ہی بتاتے اور حقیقت بھی یہی تھی۔ ماسٹر جی کھنگلی سے راجد کو گھورتے اور سمجھاتے ہوئے کہتے۔ ”آدمی کتابوں سے نہیں بلکہ تربیت سے انسان بنتا ہے۔ تربیت بہت ضروری ہوتی ہے۔ بغیر تربیت کے کتابیں پڑھنا گدھے پر کتابیں لا دو دینے کے مترادف ہے۔“ تمام کلاس گدھے کا نام سن کر ہنسنے لگی۔ اس دن راجد کو بہت فحاشت ہوئی۔ اسے ایسے محسوس ہوا جیسے ماسٹر جی نے اسے گدھا کہا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی اس بے عزتی کا بدلہ لینے کیلئے رات بھر ترکیبیں سوچتا رہا۔ دوسرے دن صبح صبح وہ سکول پہنچ گیا اور ماسٹر جی کی کرسی کی چار ٹانگوں میں سے ایک ٹانگہ دی اور اسے کرسی کے ساتھ ایسے رکھ دیا جیسے وہ کرسی



فضائلِ رمضان

حقیقہ کا کاخیل

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہے جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں۔

(1) ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک ملک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
(2) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہے۔

(3) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اپنے اوپر سے پھینک کر میری طرف آئیں۔

(4) اس ماہ سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

(5) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شبِ قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔

☆۔۔۔ حضرت عبادہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شبِ قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے 21، 23، 25، 27، 29 یا رمضان کی آخر رات میں۔ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے، صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی، بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت سے) چاند نکلا ہوا ہے۔ اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے قبول ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار نکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند، اللہ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیاطین کو اس کے ساتھ لٹنے سے روک دیا۔

☆.....☆.....☆

تازہ رکھے کیلے پانی چھڑکتے اور ٹاٹ کی بوریاں ان پر ڈھانچتے، پھر خلیے کو لیے گاؤں کے گلی کو چوں میں جا کر سبزی فروخت کرتے۔

جب بھی راحہ کے والد ماسر جی کو سہرا ملے تو اپنے بیٹے کی کارکردگی کے بارے میں ضرور پوچھتے۔ ”ماسر جی راحہ کیسا چل رہا ہے؟ سبق یاد کر لیتا ہے نا؟ وہ پاس ہو جائے گا یا نہیں؟“۔ راحہ کے باپ کو ایک ہی سانس میں بہت سارے سوال کرنے کی عادت تھی۔ ماسر جی مسکراتے ہوئے انہیں مطمئن کرتے۔ ماسر جی چاہتے تھے کہ راحہ واقعی پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن جائے۔ لیکن اچانک اس کے والد کی موت نے ماسر جی کو بلا کر رکھ دیا تھا۔

اپنے ابا کے مرنے کے بعد راحہ یکدم سنجیدہ ہو گیا تھا اور اس رہنے لگا تھا۔ اسے اپنے باپا بہت یاد آتے تھے۔ وہ شاد کوئی شرارت کرتا نہ کسی کو تنگ کرتا تھا۔ عاصم، راحہ کا بہت اچھا دوست تھا اور جو خبر عاصم نے ماسر جی کو سنائی تھی اس خبر نے ماسر جی کو پریشان کر دیا تھا۔ عاصم بتا رہا تھا کہ راحہ اسکول چھوڑ رہا ہے، اب وہ یتیم ہو گیا ہے۔ ماسر جی نے راحہ کو اپنے پاس بلایا اور سمجھانے لگے: ”دیکھو بیٹا! دنیا میں جو بھی آتا ہے اس نے ایک نایک دن اس فانی دنیا سے کوچ کرنا ہی ہے۔ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد آپ کی پیدائش سے قبل وفات پا گئے تھے اور چھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ بھی انتقال کر گئیں تھیں، لیکن بیٹے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے بڑے بڑے کام کئے۔ لوگوں کو نیکی کا راستہ دکھایا، بدی سے بچایا، خدا کا پیغام پھیلایا، اچھے بچے اپنے والدین کا نام روشن کرتے ہیں۔ تمہارے باپا کو تمہیں لکھانے پڑ جانے کا بڑا شوق تھا۔ اب تم پر فرض ہے کہ تم پڑھ لکھ کر اپنے باپا کا نام روشن کرو۔“

”ماسر جی میں کیسے اپنی پڑھائی کو جاری رکھوں۔ میرے پاس تو پیسے بالکل بھی نہیں ہیں۔ کتابوں کے پیسے تو باپا دیتے تھے۔ اب کون دے گا؟“ راحہ ایک ہی سانس میں کہتا چلا گیا۔ ”دیکھو راحہ تم یتیم ضرور ہوئے ہو لیکن بے سہارا نہیں۔ تمہاری فیس، کتابوں کی ذمہ داری میری ہے، میری کوئی اولاد تو ہے نہیں، میرے شاگرد ہی میری اولاد ہیں، بس تمہیں محنت سے پڑھنا ہے اور اپنے والدین اور ملک کا نام روشن کرنا ہے۔“ ماسر جی نے اس کے سر پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے کہا۔ راحہ کو اپنے گزشتہ رویے پر عذارت ہونے لگی۔ ماسر جی مجھے معاف کر دیجیے میں نے آپ کو بہت ستایا ہے۔ وہ مصیبت سے دونوں ہاتھ جوڑے ماسر جی کے سامنے کھڑا تھا۔ ماسر جی نے پیار سے اس کا کال تھپتھپایا۔ ”اگر کسی کو اپنی لفظی کا احساس ہو جائے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ پھر وہ دوبارہ لفظی نہیں کرتا اور بڑوں کو چاہیے کہ وہ غلو و درگزر سے کام لیں۔ سوا ب تم سب کچھ بھول جاؤ تم ایک اچھے لڑکے ہو اور محنت کرو۔“

اس دن سے راحہ محنت اور لگن سے پڑھنے لگا۔ گاؤں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ماسر جی نے اس کو شہر بھیج دیا۔ جہاں اس نے جڑوقتی ملازمت بھی شروع کر دی اور اپنا تعلیمی سلسلہ بھی جاری رکھا۔ وہ ماسر جی کو اپنی تعلیمی کارکردگی کی خبر پہنچاتا رہتا، اسی طرح دن سے مہینے اور پھر سال گزرتے چلے گئے۔

☆☆☆

راحہ گاؤں میں ماسر جی سے ملنے آیا تھا، ماسر جی بہت خوش تھے کہ راحہ نے ان کا اور گاؤں کا نام روشن کیا تھا۔ وہ راحہ کو گاؤں کے دوسرے لوگوں سے ملوانے لے جا رہے تھے۔ ماسر جی کے عقب میں چلا راحہ سوچ رہا تھا کہ ماسر جی واقعی عظیم استاد ہیں جن کی توجہ سے گاؤں کا ایک عام سالڑ کا شہر کا مشہور وکیل بن گیا ہے۔

☆☆☆



پہول کتاب گھر



ہر مرزا

تیرے کے لئے دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب: توبہ

تالیف: مولانا فاروق احمد

قیمت: درج نہیں۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ علیہ سطر، نوزلی سٹریٹ، آردو بازار لاہور۔ فون: 04237244973

زیر نظر کتاب ایک عدا اور کفار ہے۔ رجوع الی اللہ کی دعوت ہے۔

اس میں توبہ کے موضوع سے متعلق مختلف پہلوؤں کو بڑے دل نشین اور سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس پر فتن دور میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے رب سے اپنا تعلق مضبوط بنائیں۔ اپنے ایمان کو مضبوط بنائیں۔ مادہ پرستی سے بلند ہو کر اسلام کے آفاقی نصب العین پر عمل پیرا ہوں یہی وہ راستہ

ہے جس پر چل کر عالم اسلام اجتماعی طور پر بحران سے نکل سکتا ہے اور دنیا کی امامت کر سکتا ہے۔ کتاب میں توبہ کا مفہوم، انبیاء کرام کی توبہ کی دعائیں، توبہ و استغفار سے متعلق چند احادیث اور بہت کچھ آدھ قصبات درج ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کو کرنا چاہیے خاص طور پر رمضان المبارک میں کیونکہ اس مہینے دعائیں اور توبہ خصوصی طور پر قبول ہوتی ہے۔



نام کتاب: آزمائش (حدیث کہانیوں)

مصنف: محمد نواز مرزا

قیمت: 300 روپے۔ ناشر: دھنک مطبوعات، فون: 0333-4308348

محمد نواز مرزا نامور شاعر ہیں۔ 6 شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں لیکن ستر میں بھی انہوں نے قلمی جوہر دکھائے ہیں۔ بطور مصنف 13 کتابیں اور بطور مرتب چار کتابیں ان کے کئیٹ پر ہیں۔ ان کے والد بھی معروف شاعر تھے۔ نواز مرزا ان کے نام سے ”ایم بیٹر دہلی“ کے زیر اہتمام ہر سال ایوارڈ بھی دیتے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں گیارہ کہانیاں ہیں جو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرکزی خیال بنا کر تحریر کی گئی ہیں۔ ان کہانیوں کے عنوانات شجر کاری، صلہ رحمی، آزمائش، خوف خدا، مہلت، انسانیت، نیت، جنتو کا سفر، اخلاق، بھوٹی جسم اور علم کی تلاش ہیں۔ کتاب کا انتساب، شائع، محض، بحسن انسانیت، انسان کا دل، نئی آواز لڑائیاں، دنیا کی سب سے عظیم شخصیت ہم امتیوں کے آقا جناب حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہے۔ نامور مصنف اور حدیث کہانیوں کی ابتدا کرنے والے نذیر اہلوی اس کتاب پر رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”محمد نواز مرزا کی حدیث کہانیوں میں جہاں کہانی کے فنی تقاضوں کا خیال رکھا گیا ہے وہاں مقصد بھی



ان کہانیوں میں پوری آب و تاب سے نظر آتا ہے۔ گوکہ آغاز میں حدیث مبارکہ سے کہانی کے مرکزی خیال کا علم ہو جاتا ہے مگر کہانیوں کی بہت اچھی عمدہ کہانیوں سے لطف اندوز بھی ہوں گے اور ان سے بہت سی اچھی باتیں بھی سیکھیں گے۔ ”آزمائش“ کی تمام کہانیاں مکالماتی انداز میں لکھی گئی ہیں۔ کرداروں کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ وہ باتیں کرتے اور پلٹے پھرتے ہماری آنکھوں کے سامنے نظر آتے ہیں۔ سادہ زبان اور چھوٹے چھوٹے باطنی مکالموں نے کہانیوں کے حسن کو دو بالا کر دیا ہے۔

نام کتاب: یاد اقبال

مصنف: جمیل اطہر قاضی

قیمت: 1000/- ناشر: بک ہوم 46 مرکز روڈ لاہور۔ فون: 042-37231518

جمیل اطہر قاضی نامور صحافی ہیں۔ روزنامہ ”جرأت“، تجارت اور دی بزنس“ کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ ایک عمدی سرگزشت، شاعر، مہر، دیوار

محمد سے ذاتا متحرک اور زیر نظر کتاب کے مصنف و مؤلف ہیں۔ مصطفیٰ جلیلوں کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ حکومت پاکستان نے ان کی خدمات پر ”تمغہ امتیاز“ سے نوازا۔ ان کا تعلق بھی آروے صحافت جیلد لکھائی کے قلم سے ہے جو جرأت اور اصول پندی کی صحافت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے کالم بھی ”کوائے وقت“ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ قلم کا عظیم، علامہ اقبال اور پاکستان ان کی تحریروں کا مرکز و محور ہے۔

زیر نظر کتاب شاعر مشرق حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال کے بارے لکھے گئے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو 23 اپریل 1961ء کو ہفت روزہ ”ذوق“ کے ”رو گیا“ کے مختلف شماروں میں شائع ہوتے رہے جو مصطفیٰ صادق اور جمیل اطہر قاضی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔

یاد اقبال کے موجودہ ڈائریکٹر ریاض احمد چودھری کے اصرار پر جمیل اطہر قاضی نے ان مضامین کو کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے جس سے یہ تاریخی ورثہ محفوظ ہو گیا ہے جو عہد اقبال کے لئے نئے سے کم نہیں۔ کتاب میں پروفیسر افتخار احمد چشتی کے مکتبہ اور پروفیسر مرزا محمد منور، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا عبدالحی

یاد اقبال کے قلم سے ہے جو جرأت اور اصول پندی کی صحافت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے کالم بھی ”کوائے وقت“ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ قلم کا عظیم، علامہ اقبال اور پاکستان ان کی تحریروں کا مرکز و محور ہے۔

زیر نظر کتاب شاعر مشرق حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال کے بارے لکھے گئے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو 23 اپریل 1961ء کو ہفت روزہ ”ذوق“ کے ”رو گیا“ کے مختلف شماروں میں شائع ہوتے رہے جو مصطفیٰ صادق اور جمیل اطہر قاضی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔

یاد اقبال کے موجودہ ڈائریکٹر ریاض احمد چودھری کے اصرار پر جمیل اطہر قاضی نے ان مضامین کو کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے جس سے یہ تاریخی ورثہ محفوظ ہو گیا ہے جو عہد اقبال کے لئے نئے سے کم نہیں۔ کتاب میں پروفیسر افتخار احمد چشتی کے مکتبہ اور پروفیسر مرزا محمد منور، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا عبدالحی

یاد اقبال کے قلم سے ہے جو جرأت اور اصول پندی کی صحافت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے کالم بھی ”کوائے وقت“ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ قلم کا عظیم، علامہ اقبال اور پاکستان ان کی تحریروں کا مرکز و محور ہے۔

یاد اقبال کے قلم سے ہے جو جرأت اور اصول پندی کی صحافت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے کالم بھی ”کوائے وقت“ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ قلم کا عظیم، علامہ اقبال اور پاکستان ان کی تحریروں کا مرکز و محور ہے۔

سالم، شریف، حسن، اے ڈی ارشد سابق ڈپٹی کمشنر لائل پور، قضاہ الملک، حکیم محمد حسن قریشی، مجلس اقبال کے اجلاس سے جنس کیانی کا خطاب، پروفیسر یوسف زاہد ایم اے، پروفیسر افتخار احمد چشتی، شیخ محمد عظیم، مظفر ملک، ڈاکٹر وزیر طاہر، عارف سیالگوٹی، چودھری علی محمد خادم، طلیق قریشی، ڈاکٹر رانا ایم این اے، احسان الہی، کوثر نیاز، میاں عبدالباری کے گرامر انگیز مضامین شامل ہیں۔ امید ہے اس کتاب میں شامل یہ مضامین حیات اقبال اور فکر اقبال کے کئی گوشے منور کریں گے۔

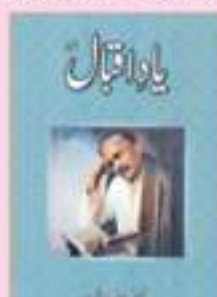
نام کتاب: سائنسی جنگل کہانی

مصنف: تنسیم جعفری

قیمت: 400/- روپے۔ ناشر: پرنس قاریں کاؤڈیشن 34 پرنس روڈ، لندن۔ SE25-6NW برطانیہ۔ ای میل: tasneemjafri1@gmail.com

تنسیم جعفری پاکستانی ادب میں کسی تعارف کی حاجت نہیں۔ ان کی سولہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کتابوں میں بڑوں کے لئے اور بچوں کے لئے بھی کتابیں شامل ہیں۔ ان کو بڑی خصوصیات حاصل ہیں۔ بڑوں کے ساتھ بچوں کے لئے بھی لکھا اور سائنسی ادب تحقیق کیا۔ ماحولیات کے حوالے سے لکھا، بچوں کے لئے شائع ہونے والی پچھتر کتابوں پر ہر سال ایک لاکھ روپے ایوارڈ دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ وہ خود کی اہم ایوارڈ حاصل کر چکی ہیں۔ سائنسی موضوعات پر ادب تحقیق کرنے والے سائنس فکشن رائٹرز کی تعداد

پاکستان میں بہت کم ہے لیکن تنسیم جعفری بڑی خوش اسلوبی اور ثابت قدمی سے سائنسی ادب تحقیق کر رہی ہیں۔ سائنسی ادب نئی نسل کو سائنس، جدہ آخر امات، ایجادات میں دلچسپی لینے کی ترغیب دیتا ہے جس سے قوم سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی طرف بڑھتی ہے۔ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ جدہ دور کی کئی ایجادات جن سے دنیا کا ماحولیات میں ان کا تصور اب بچوں نے اپنی تحریروں میں پیش کیا تھا۔ سائنس فکشن حلقہ مطالعات کے لئے سائنسی مضامین کو لکھتے اور احماتوں میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ”سائنسی جنگل کہانی“ میں تنسیم جعفری نے اعلیٰ معلوماتی، علمی، ادبی و تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے سائنس اور ماحولیات کے حوالے سے بہترین معلومات اور ہنسی بچوں کو فراہم کی ہے۔ یہ کتاب مختلف کہانیوں کی سربراہ پر مشتمل ایک ناول ہے۔ یہ ایک مقبول اور مثر طریقہ ہے کہ چاندروں کی کہانیوں کے ذریعے بچوں کو اخلاقی اقدار، مثبت فنی معلومات، تربیت اور فنی کی ترغیب دی جاتی ہے۔ بچے دلچسپی سے ان کہانیوں کو پڑھتے ہیں اور مقصد باطن سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کی کہانیوں میں شیر صاحب اور دوپہ کا فصل، ننھی گھری چلی سکول، بھولے بھرا تالا، ننھی گھری نے کھائے اخروٹ، آئی لومڑی



قرۃ العین سکندر

ٹیپا ایک خود سر اور لا پرواہ لڑکا تھا۔ اسے والدین کے بے جا لادنیار نے بگاڑ دیا تھا۔ ٹیپا جیسے ہی سکول سے گھر آیا اس نے اپنا سکول بیگ ایک طرف بے لکھری سے پھینک دیا۔ اور سامنے ہی لاونچ میز پر بڑے صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔

”پانی لاء جلدی سے“۔ وہ تیز آواز میں بولا۔

سامنے ہی صوفی پر دادا جان بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بیچو کی اس حرکت کو ناگوار ہی سے دیکھا۔

”بنا جیسے ہی گھر میں داخل ہوتے ہیں، سب سے پہلے اونچی آواز میں سلام کرتے ہیں، اور آپ نے بہت کس طرح ایک طرف پھینک دیا۔ اس میں آپ کی کتب ہیں، جن کی مدد سے آپ علم حاصل کرتے ہیں۔ اگر آپ اس کی عزت نہیں کریں گے تو علم بھی دور بھاگے گا۔“ دادا جان نے اپنی عادت کے مطابق ناصحانہ انداز اپنایا تھا۔

جب سے گھر میں نیا ملازم نور بخش آیا تھا تب سے بچے
ست ہو گئے تھے۔ مل کر پانی تک نہیں پیتے تھے۔

اس وقت بھی ٹیپ نور بخش کو پکار رہا تھا۔

نور بخش ایک ضعیف خدمت گار تھا۔ وہ اس بڑے حلقے میں بھی پیٹ کی خاطر اپنے دیہات سے اتنی دور یہاں شہر میں ملازمت کر رہا تھا۔

نچودہ بہنوں کا اکٹوتا چھوٹا بھائی تھا۔ جسے خوب سرچڑھایا گیا تھا اور اس میں سب سے پیش پیش اس کی والدہ تھیں۔

نور بخش اسی وقت شربت لے آیا تھا۔ جسے میچ نے غلا
 غٹ ایک ہی سانس میں فی لیا تھا۔

”بیٹا پانی ہمیشہ ٹھہر ٹھہر کر تین سانس میں پینا چاہیے۔“ دادا جان نوکے بنانہ رو سکے تھے۔

جو شیخ کو سخت ناگوار گزرا۔ وہ برا سامنہ بنا کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

”ایک تو یہ بہت مشکل ہے کہ اس گھر میں ہر بات پر روک ٹوک ہوتی ہے۔ دادا جان تو ہر وقت ہر بات پر ٹوک دیتے ہیں۔ یہ نہ کہروو نہ کہروو.....“

اس وقت تو اس کی بی بی اہٹ کو دوا جانے لے نظر انداز کر دیا۔ مگر انہوں نے بہت محسوس کیا تھا۔

دادا جان ہر شام بچوں کو قرعہ پادک لے جایا کرتے تھے۔ اس شام بھی نیچے کو لے کر پادک گئے۔ وہاں سے

والہیسی پر دادا جان بچوں کے ساتھ گھر آئے تو انہوں نے اونچی آواز میں السلام علیکم کہا، اور پلٹ کر ٹیپو کی طرف دیکھ کر بولے۔

”نچو بیٹا جانے ہو سلام کیوں کرتے ہیں.....؟“۔ دادا جان نے سوال کیا۔

”نہیں دادا جان.....“ نیچے کچھ شرمندہ سا ہو کر بولا۔

”کیا؟“ دادا جان ٹپو کی بات سن کر مسکرائے تھے۔
”جی بیٹا جان... جب بھی سلام کرتے ہیں۔ اس سے
تجھ کو دور ہوتی ہے۔“

”ارے واہ گلن ہے نور بخش فراتز بنار ہے ہیں۔“ ٹیپ نے باور چچی خانے سے آتی اشتہا انگیز خوشبو سونگھ کر دادا جان کو خوشی سے بتایا۔



”میںنا ہاتھ دھو کر اپنا حصہ خود جا کر باورچی خانے سے لاء۔ دیکھو مل جل کر کام کرنے سے کام جلدی ہو جاتا ہے، اور دوسرے بھی ہمیں اسے کام خود کرنے جانتیں۔“

داوا جان اور ٹیپو آپس میں بہت محبت کرتے تھے۔ کبھی کبھار ٹیپو ان کی بات پر خفا ہو جایا کرتا تھا، مگر ابھی اس نے داوا جان کی بات سن کر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

جب وہ باور پتی خانے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ نور بخش تھک کر ایک طرف بیٹھے تھے۔ دو صبح سے متواتر کام کر رہے تھے۔ اور اب تک کام کاج میں لگے ہوئے تھے۔ شیپ کو اچانک احساسِ غمازت ہوا تھا، کیونکہ وہ پار پر ہر کام کے لیے نور بخش کو پکارتا تھا۔ اس نے دل میں محکم ارادہ کیا کہ اب سے وہ چھوٹے چھوٹے کام خود کرنے لگا۔

اس نے اہل خانہ کو شام کی چائے اور چھین چٹیں کیے۔ نور بخش نے ٹیپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر بہت سی دعا کہیں دیں۔ ٹیپ نے ایک انجمانی سی خوشی محسوس کی جو پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔



ایک پڑا اور تخت

35 بچوں کو آکسیجن فراہم کرتا ہے

درخت لگاؤں۔

ماحول کو خوشگوار اور خوبصورت بنائیں۔



پھول فورم



آپ "پھول" پڑھتے ہیں۔ آپ ہمارے لئے اہم ہیں۔ آپ بھی "پھول فورم" میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اپنا تعارف اور تصویر شائع کروانے کے لئے کوچن پڑ کر کے اپنی پاپورٹ سائز تصویر کے ہمراہ بھجوا دیں اور آپ کو کڑا ہوگا۔۔۔ صرف اپنی باری کا انتظار۔ باری آنے پر آپ کا تعارف ضرور شائع ہوگا۔ "پھول" پڑھتے رہئے۔ اس کے آئندہ کسی بھی شمارے میں آپ کے لئے ہوگا سربراہان۔۔۔

نوٹ:- پھول سائیز پھول فورم کے لئے صاف، واضح اور پاپورٹ سائز تصویر بھجوائیں۔
درجہ آپ کی تصویر اور تعارف شائع نہیں ہوں گے۔



سید حسین اقبال



حسانہ ندیم

نام سید حسین اقبال۔ تاریخ پیدائش 05-04-2014 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل پاکستان کھیلنا۔ ارادے آری آفیسر بننا۔ تبدیلی پھول نے مجھے پڑھنا سکھایا (کھانا بھی سکھا دیں گے)۔ پتہ کیر والہ۔

☆☆☆

نام حسانہ ندیم۔ تاریخ پیدائش 25-04-2006 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل کتابیں پڑھنا، کھیلنا۔ ارادے جلی ہیں (اللہ خیر کرے)۔ تبدیلی معلومات میں حیرت انگیز اضافہ۔ پتہ کھوٹ۔

☆☆☆

نام جویریہ ایمان۔ تاریخ پیدائش 08-04-2008 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل کہانیاں پڑھنا۔ ارادے اچھی رائٹر بننا (کوشش جاری رکھیں)۔ تبدیلی لکھنے کا شوق پیدا کیا۔ پتہ ملکہ ہنس (یہ ہنسنے والی ملکہ ہے؟)۔

☆☆☆

نام محمد بن قاسم (عمدہ نام ہے)۔ تاریخ پیدائش 24-04-2015 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل کرکٹ کھیلنا۔ ارادے ڈاکٹر بنوں گا (محمد بن قاسم نہیں)۔ تبدیلی پڑھنے کا شوق پیدا کیا۔ پتہ لاہور۔

☆☆☆

نام ذیشان عالی دیوانہ۔ تاریخ پیدائش 12-04-1976 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل شعر و شاعری کرنا (دیوانہ بھی کچھ کرے گا)۔ ارادے بڑا شاعر بننے کی امید (امید پھول قائم ہے)۔ تبدیلی پھول نے مجھے شہرت دی (آپ کے پوسٹر لگائے ہیں؟)۔ پتہ فیصل

آباد۔

☆☆☆

نام احمد رضا۔ تاریخ پیدائش 23-04-2004 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ادبی اسلامی کتابیں پڑھنا۔ ارادے الیکٹریکل انجینئر بنوں گا۔ تبدیلی نماز کی پابندی کی کوشش جاری ہے (شاہاش)۔ ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھا کریں)۔ پتہ گجرات۔

☆☆☆

نام حسین بٹ۔ تاریخ پیدائش 04-04-2009 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل کارٹون دیکھنا۔ ارادے فوجی بننا۔ تبدیلی کہانیاں سننا (اب بڑے ہو گئے ہیں، خود بھی پڑھ لیا کریں)۔ پتہ ٹنفر وال۔

☆☆☆

نام علی حمزہ۔ تاریخ پیدائش 08-04-2006 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل پھول پڑھنا۔ ارادے ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی پھول سے ہمارا تعلق بڑھتا ہے (کاش معلومات میں اضافہ بھی ہوتا)۔ پتہ لندن، ضلع دہاڑی۔

☆☆☆

نام مسکان نواز۔ تاریخ پیدائش 05-04-2008 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل کتابیں پڑھنا۔ ارادے نیوی آفیسر بننا چاہتی

ہوں۔ تبدیلی مجھے پڑھنے کے قابل بنا دیا (لکھنے کے قابل بھی بنائیں گے)۔ پتہ سکھیں۔

☆☆☆

نام احمد۔ تاریخ پیدائش 22-04-2000 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل صرف PSL دیکھنا۔ ارادے کرکٹر بننا (صرف کرکٹر ہی نہیں گے)۔ تبدیلی مثبت۔ پتہ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

☆☆☆

نام ابرار خان ترین۔ تاریخ پیدائش 23-04-2003 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل کرکٹ کھیلنا۔ ارادے کرکٹر بننا (کرکٹ کھیلیں گے تو کرکٹر ہی نہیں گے)۔ تبدیلی لکھنے کا شوق پیدا۔ پتہ کوئٹہ۔

☆☆☆

نام شعیب اشفاق۔ تاریخ پیدائش 12-04-1999 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل مطالعہ کتب اور شاعری۔ ارادے انشاء اللہ ڈاکٹر بن کر غریبوں کی خدمت کرنا (اب تو یہ سب سے بڑا جھوٹ لگتا ہے)۔ تبدیلی اس نے مجھے محنت کرنے پر اکسایا ہے اور سب سے بڑی بات مجھے کوشش کرنے کے لیے ایک نئی بہت عطا کی ہے۔ پھول نے میرے علم میں از حد اضافہ کیا ہے (اچھا)۔ پتہ خانیوال

☆☆☆

نام مسکان نواز۔ تاریخ پیدائش 05-04-2008 (ساگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل کتابیں پڑھنا۔ ارادے نیوی آفیسر بننا چاہتی

پھول بڑا مقبول

انعامات کی برسات

سائنس کی دنیا

سوال

نام

کھیل پتہ

فون نمبر

صفحہ بتائیے

یہ ہیں صفحات کے نمبر:

1- 2- 3- 4- 5-

نام

کھیل پتہ

فون نمبر

پھول فورم

تصویر

نام

تاریخ پیدائش

مشاغل

مستقبل کے ارادے

"پھول" نے آپ میں کیا تبدیلی پیدا کی

کھیل پتہ

فون نمبر

زبردست جملہ

جملہ

نام

کھیل پتہ

فون نمبر

بہترین کہانی

کہانی

نام

کھیل پتہ

فون نمبر

جوابات دار السلام کوئز

نام

کھیل پتہ

فون نمبر

(جوابات الگ نام پر لکھ کر پتہ کو پتہ کے ساتھ دیا جائے)

- ہر سلسلے کیلئے الگ الگ کوئز نہ کرنا اور ہر کوئز میں نام و کھیل پتہ لکھنا ضروری ہے۔ فون نمبر لکھنا ضروری نہیں۔
- کوئز کاٹ کر الگ الگ کر کے بھجوائیں اور تمام کوئز کی کاپیاں ملے جگہ سے بھجوانے ہوتی ہیں۔
- کوئز ہر ماہ کی 10 تاریخ تک مل جائے چاہیں وہ نہ قرعہ اندازی میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔
- جوابات کیلئے کوئز پر جگہ کم ہوتا الگ الگ استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن کوئز ہر ماہ بھجوانا ضروری ہے۔

اس ماہ کے جملے

- 1- یا اللہ! تو دلوں کے حال بخوبی جانتا ہے۔
- 2- یا اللہ! میرے یہاں دور ہے۔
- 3- زبان انسان کو بلند یوں پر لے جاتی ہے۔
- 4- گناہ گار سے گناہ گار انسان بھی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہی سر جھکا لیتا ہے۔
- 5- زندگی اللہ تعالیٰ کا بہت حسین تحفہ ہے۔



مارچ 2022ء میں شائع ہونے والے
زبردست جملے کی تصویر

تین بہترین کہانیاں

اول کہانی: یہ آنکھیں سلامت ہیں جب
تک..... لکھاری: عائشہ طارق
دوم کہانی: مصل..... لکھاری: مریم اعجاز
سوم کہانی: ایک سچا پاکستانی..... لکھاری:
کنزنی شہزاد

صفحہ بتائیے

- 1- احمد حسن..... نیولمان
- 2- حنیفہ خان..... پشاور
- 3- ارشد علی..... فیصل آباد
- 4- عیدہ رحمان..... فیصل آباد
- 5- محمد عادل..... بہاولپور

صفحہ بتائیے درست جوابات

67(v) 65(iv) 29(iii) 26(ii) 16(i)

دارالسلام کوئٹہ

- 1- حمید الرحمن..... فیصل آباد
- 2- محمد وسیم احمد..... حیدر آباد
- 3- کشف اعجاز..... لاہور
- 4- ذکی ثاقب..... سیالکوٹ
- 5- منشی قمر ازمان..... مری

دارالسلام کوئٹہ - درست جوابات

(i) ایک لاکھ چوبیس ہزار (ii) انارکلی بازار، لاہور (iii)
ریڈیو پاکستان لاہور (iv) جیس (v) چھ لکھاڑی

زبردست جملہ

محمد عبداللہ مغل..... لکھاریاں
اب قرض ہے ہم پر مٹی کا
اس منزل کا، اس دھرتی کا
نقدیر کریں، تقدیر کریں
آؤ وطن عزیز کی خبر کریں

صفحہ بتائیے

انعام بتائیے

اگرچہ ہر پانچ جملے دیے گئے ہیں وہ "پہول" کے مختلف
صفحات پر موجود ہیں۔ وہ پانچ جملے تلاش کریں اور
"پہول" میں موجود کو پانچ ہر ان صفحات کے نمبر لکھ کر
10 تاریخ تک بھجوائیں اور بچوں کے لئے دلچسپ اور
سچی آموز کہانیاں شائع کرنے والے
ادارے "بچوں کا کتاب گھر" کی طرف سے قرعہ
انگازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو بھینس 200
روپے کی کتب برباد۔

جوابات ماہنامہ "پہول" 23 کو کنزروڈ لاہور
کے پتے پر بھجوائیں۔

بچوں کے لئے قیمتی ہفت روزہ، ترکیب صحت کتابیں کا ہر مرکز

بچوں کا کتاب گھر

32G یاد پتہ سٹر، غزنی سڑک، اردو بازار لاہور

0335-1620824

پاکستان میں بچوں کے لئے معیاری وی کتب کے چارٹس قابل احترام

بچوں کا کتاب گھر

فون نمبر: 37358161

بچوں اور بڑوں کے لئے معیاری کتب کا مرکز

مکتبہ تعمیر انسانیت

غزنی سڑک، اردو بازار لاہور

جہیز طائر

صفحہ بتائیے انعام بتائیے

انعامات کی برسات

احمد حسن (نیوز ملتان)، حنیفہ خان (پشاور)، ارشد علی (فیصل آباد)، عیدہ رحمان (فیصل آباد)، محمد
عادل (بہاولپور)، عروج فاطمہ (جزائوالہ)، علی عباس تابش (جنگ)، عظمی بانو (پورے والا)، محمد
حفیظ (لکھاریاں، گجرات)، ملک شاہ زیب احمد (راولپنڈی)، ملک محمد احسن (راولپنڈی)، ناصر
تحریم (کراچی)، محمد عبداللہ مغل (سکھ چین)، وجیہا کا کا خیل اعزاز اللہ (پشاور)، امامہ جمیل (حیدر آباد)،
مریم بنت کاشف (حیدر آباد)، عزیز الرحمن (فیصل آباد)، محمد سفیان اکرم گورمانی (ٹی قیصرانی)، حلیمہ
سعدیہ (بہاولپور)، حبیب احمد (حاجی بانڈہ، کرک)، اقرارہ قصور (میلی، وہاڑی)، ایمان بشیر (شکر گڑھ)، محمد
حارث (ساہیوال)، نسیرہ زینب (ساہیوال)، ایمان فاطمہ (لاہور)، مریم شبیر (کراچی)، ناصر
اصغر (سیالکوٹ)، علی حیدر (مری)، عمر عثمان (کاموگی)۔

☆.....☆.....☆

ہیں۔ اللہ شعیب صاحب کو صحت کاملہ کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے اور آپ اس طرح پھول کی ادارت کرتے رہیں (آمین)۔

میری طرف سے تمام امت مسلمان کو ماہ رمضان بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ پھول رسالے پر ہمیشہ بہار کا موسم قائم رکھے۔ آمین۔۔۔۔۔ زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی۔ (حنانہ زہرا..... اوکاڑہ)

☆..... آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے میری ڈرائنگ پھول میں شائع کی (آپ کا شکریہ آپ نے بھجوائی)۔ (حسنہ قاسم، لاہور)

☆..... لیہ سے پھول لیا (خوب۔ لیہ سے لیا)۔ اس بار پھول لیٹ ہو گیا ہے (شائع تو وقت پر ہو گیا تھا آپ تک دیر سے پہنچا ہوگا)۔ پہلے یہ نئے مینے کے شروع سے دو دن پہلے مارکیٹ میں آ جاتا تھا۔ اس بار تین تاریخ کو ملنے سے جو کوپن بیچنے کی دس تاریخ مقرر ہے۔ اس میں تین دنوں کی کمی واقعی ہو گئی ہے (کوپن بھجوا دیا کریں دو چار دن تاخیر سے بھی ملیں تو شامل کر لیے جاتے ہیں)۔ بار بار انعام میں لکھا اپنا نام پڑھا۔ یہ بھی پڑھا کہ انعام اعلان کے صرف دو مہینے بعد بھیج دیئے جاتے ہیں۔ اب دیکھیے یہ دو ماہ، چلی باد صبا، کب ختم ہوں اور ڈاک کیا انعام کی کتابیں لے آئے۔ (بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

☆..... میں دل کی تہہ گہرائیوں سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک آپ کو ہمیشہ اپنی رحمت کے سائے میں رکھے، دنیا اور آخرت میں عزت اور کامیابی دے اور اپنی سرفراز فرمائے اور جاقیات تک آپ کا نام روشن فرمائے (آمین۔ آپ کے لیے بھی یہی دعا کریں)۔ (مہناز وحید، شکرگڑھ)

☆..... اس بار ماہنامہ پھول 4 تاریخ کو ملا۔ حمد، نعت اور کرشمات ہمیشہ کی طرح خوبصورت ہی نہیں خوب سیرت بھی تھیں۔ ادارے میں آپ کی بات دل کو لگی کہ مارچ 2022ء سے تعمیر پاکستان کے نئے سفر کا آغاز کریں۔ 23 مارچ یادگار دن "قرار داد پاکستان" بہت اچھی تحریریں تھیں اور "لمیل پاکستان" کے بارے میں پڑھ کر تو دل اواس ہو گیا۔ اگلے صفحے پر ساری نظمیں بہار کی آمد کا پتہ دے رہی تھیں۔ کمرہ نمبر 12 پڑھ کر تو دل دھک سے رہ گیا۔ مرزا شہباز کی تحریر "یوں بنا تھا

پاکستان" پڑھ کر ایک بار پھر اپنے بڑوں کی قربانیاں یاد آئیں۔ "صاف پانی" کافی معلوماتی تحریر تھی۔ "سایہ خدائے ذوالجلال" اور ایک سچا پاکستانی، کہانیاں پڑھ کر یقین آ گیا کہ یہ ملک قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔ گیدڑ بنا بادشاہ، میں پاس ہو گیا، استانی جی کا بیک، صلہ احساس، امانت، تلاش، باہت بچہ، یہ آنکھیں سلامت ہیں جب تک، پہلی کمائی اور وقت کی اہمیت سب ہی بہت اچھی خوبصورت، خوب سیرت اطلاعات پر مائل کرتی تحریریں تھیں اور "سرخ غنسل" نے تو زلزلای دیا۔ پھول اخبار پڑھ کر بہت سے ادیبوں سے ملاقات کی۔ اس بار آپ کے تاپا ناتواں کی کمی بھی شدت سے محسوس ہوئی "تاپا ناتواں" کتابی شکل میں کب آئیں گے (ایک آجی ہے دوسری جلد آئے گی)۔ باقی پھول بھی بہت اچھا تھا۔ خدا سے دعا ہے وہ پھول کو دن دگنی اور رات چنگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)۔

(ایمان شیر، نظر وال)

☆..... حمد، نعت، کرشمات دل میں اتر گئیں۔ ادارے بہت اچھا لگا۔ سفیان اکرم گورمانی کی کہانی "قرار داد پاکستان" پڑھی، بہت اچھا محسوس ہوا۔ پاکستان کے تاریخی مقامات پر عائد جیشید نے سیر کروادی۔ "صاف پانی" "پھول کی خوشبو" "غلامی منصوبہ" "سرخ غنسل" "ایک سچا پاکستانی" "گیدڑ بنا شیر" "یوں بنا تھا پاکستان" "23 مارچ" "کمرہ نمبر 12" بہت اچھی کہانیاں تھیں۔ تمام نظمیں ایک سے پڑھ کر ایک تھیں۔ نظمیں اتنی اچھی تھیں کہ بار بار پڑھنے کا دل کر رہا تھا۔ "سایہ خدائے ذوالجلال" بہت اچھی تحریر تھی۔ "گوہر پارے" پڑھ کر رونا آ گیا۔ "میں پاس ہو گیا ہوں" "یہ آنکھیں" "پہلی کمائی" "تلاش" "نزلے ہیں انداز"، "وقت کی اہمیت"، "استانی جی کی بیک"، "صلہ"، "امانت"، "B +"، "احساس" بہت اچھی کہانیاں تھیں۔ آرٹ گیلری میں اچھی اچھی پینٹنگز دیکھنے کو ملیں۔ پھول انسٹیکو پیڈیا بہت اچھا تھا۔ کبکشاں سے بہت معلومات ملیں۔ پھول رسالے سے ہم نے بہت کچھ سیکھا دعا ہے رب العزت سے ہمارا پھول سے تعلق سلامت رہے۔ تمام ادیبوں نے بہت اچھا لکھا اللہ پھول کو اور ترقی دے (آمین)۔

(شاہ رخ الہی، ٹی قیصرانی)

☆..... مارچ 2022ء کا پھول رسالہ ماسرور قی پر پتار پاکستان کو سلوٹ کر کے اور پیارے بچوں کو پیار کر کے آگے بڑھے۔

انتساب ادیبوں کے نام زبردست۔ کرشمات اور حمد و نعت سے مستفید ہو کر ادارے پر پہنچے آزاد بن حیدر کے بارے میں پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا اور دل میں کھٹک اٹھی کاش ہمارے علاقے میں بھی کوئی لاہوری ہو جہاں ہم ہر قسم کی کتابوں کا مطالعہ کر سکیں۔

23 مارچ یادگار دن، ایم افضل نے بہت بہتر انداز اس دن کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ یہ ہے میرا وطن شریف شیوہ نے زبردست نظم لکھی۔ رقیہ حافظہ اور عائشہ جیشید نے زبردست لکھا۔ لمیل پاکستان خاموش ہو گئی، محمد شعیب مرزا نے ان پر زبردست تحریر لکھی۔ اس تحریر کو پڑھ کر ایسے لگا جیسے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وری پیدا
بشری حزیں نے ان کی یاد میں نظم لکھ کر ہمیں بھی سوگوار کر دیا۔

موسم بہار پر لکھی نظمیں زبردست، اللہ کرے یہ بہار سدا پاکستان اور ہمارے دلوں میں قائم و دائم رہے۔

نذر انبالوی کمرہ نمبر 12 ایک اچھوتی اور زبردست تحریر تھی۔ مرزا شہباز کی تحریر "یوں بنا تھا پاکستان" زبردست اور معلومات سے بھرپور اور طالبات کے لئے آسانی کا ذریعہ تھی۔ سال کے ساتھ ہر لمحے اور موقع کی تفصیل بہت خوب، عشرت گورداسپوری نے اپنی نظم میں لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کی۔ ماہر نفسیات ڈاکٹر فوزیہ سعید نے پانی پر ایک تفصیل مضمون لکھا (اور پانی پانی کر دیا) پانی کے نقصان فوائد استعمالات پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا اور عمل کرنے کا پتہ عزم کیا۔ لیکن یہ بچے ہر عزم پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ تہذیب طاہر کی تفصیلی رپورٹ پڑھی زبردست تھی۔ محمد عارف عثمان بی پازینو زبردست اگر ہر بچہ جیسا سمجھدار اور عمل پسند ہو تو دیار غیر میں اسلامی تہذیب اور اسلام کو بچھلنے پھولنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ سید محمد احمد مدنی کی تحریر غلامی منصوبہ زبردست اہم مردانہ مدد دعا۔

آٹو گراف سے ہوتے ہوئے قرۃ العین خرم ہاشمی کی تحریر سایہ خدائے ذوالجلال تحریر کا نام ہی زبردست۔ سرخود

بنود وطن پاکستان کے احترام میں جبکہ گیا۔ اس رسالے کی زبردست تحریر، نظمیں سب ہی زبردست تھیں۔ کزنی شہزادی ایک سچا پاکستانی زبردست تحریر تھی وطن عزیز کو دشمن کے عزائم سے بچانے کے لیے سائیں روڈا کی بہت ضرورت ہے۔

شانزدہ شعیب نے تسنیم جعفری ایوارڈ پر زبردست رپورٹ لکھی۔ تسنیم جعفری کی کہانی میں پاس ہو گیا پڑھ کر فیصل کے لیے ہمارا دل بھی اداس ہو گیا۔ اور سر شوکت کی عظمت کو سلام کیا (یہ جچی کہانی ہے اور سر شوکت جیتا جاگتا کردار ہیں)۔ کہکشاں زبردست تھا اس کو پڑھ کر کہیں دل دکھی ہوتا ہے کہیں آنسو آ جاتے ہیں اور کہیں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے حسین موسوں کا استخراج لیے اس کو پڑھ کر لطف اندوز ہوئے۔

سحرش اعجاز کی احساس کہانی بہت اچھی تھی۔ واقعی جو ضرورت مند ہو وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا بلکہ تم مستحق کو ان کے چہروں سے پچکانے جاؤ گے۔ پھول آرٹ گیلری سب بچوں کی محنت کا منہ بولا ثبوت تھی۔ پروفیسر عفت گل اعزاز کی کہانی امانت بالکل سامنے کی بات نظر آتی جو ہم نظر انداز کر جاتے ہیں (نہ کیا کریں نظر انداز)۔ نرالے ہیں انداز ہمارے میں بچوں کے انداز سے لطف اندوز ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ بیش جمل کی کہانی تلاش پڑھی واقعی دور کے وصول سہانے ہوتے ہیں۔

محمد شعیب مرزا نے الحاج حضرت غلام قادر چشتی قادری کے بارے میں لکھا۔ پڑھ کر دل میں ان کے لیے قد راور محبت میں اضافہ ہوا اللہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے (آمین)۔ وہ میرے دادا جان ہیں۔

ملک محمد احسن نے ہامت پچہ زبردست تحریر لکھی۔ حسن کی ہمت اور حوصلہ کو داد دینی پڑے گی۔ عاتکہ طارق کی تحریر بہت اچھی تھی۔ کیپٹن اسد اللہ کا کردار بہت پسند آیا۔ مسکراہٹیں سے لطف اندوز ہو کر کئے جیسے خطوط پچھے۔

اپنا انعامی خط نمبر 1 دیکھ کر خوشی سے بے ہوش ہوتے ہوئے بچے (زیادہ تانیا تانیا تو اس بچے کی کوشش نہ کریں) اللہ کا شکر ادا کیا اس نے اتنی عزت دی۔

سب لکھاریوں کے خط پڑھے زبردست اور ان لکھاری حضرات کا شکر یہ جنہیں میرے لکھے ہوئے تہرے پسند آتے ہیں حوصلہ افزائی کا شکر یہ۔

کوثر خالد جزائروالہ کا خط پڑھ کر دل دھک سے رہ گیا اور

ان پر رھک آیا ہمیں تو تین چار تاریخ سے پہلے پھول نہیں ملتا اور یہ محترمہ مارچ کا رسالہ فردی میں دیری گز۔ عاتکہ ندیم وقت کی اہمیت بتاتی ہوئی نظر آئیں۔ وقت ضائع کرنے والے ہمیشہ پشیمان نظر آتے ہیں بالکل حزن کی طرح۔ (اقرآن قسور، میلسی)

ہو..... مارچ کا شمارہ بھی حسب معمول 3 تاریخ کو ہی ہمارے ہاتھوں میں اپنی جگہ بنا پایا..... یہ مہینہ یوں تو بہار کا مہینہ ہے۔ ہر طرف ہریالی اور پھولوں کے کھلاؤ کا موسم ہے۔ لیکن یہ مہینہ میرے اور میرے گھر والوں کے لیے ادا ہی بھی لے کر آتا ہے کیونکہ اسی مہینے 18 مارچ کو ہمارے پیارے ابو جان ہم سب کو ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ گئے۔ سو میں تب سے اسے بہار یہ ادا ہی کا مہینہ کہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے ابو جان کے درجات بلند کرے ان کی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ دعا ہے کہ ان کی اولاد ان کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہو (آمین)۔ سرورق پر ایک خوبصورت نسخی بچی اپنی پیاری اداؤں کے ساتھ موجود تھی (بچہ تھا) اور ایک کونے میں جینا پاکستان اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ غریب انداز میں برابراں تھا جو ہماری بلند عظمت کی نشانی ہے۔ کزنیں پڑھ کر یہ احساس مزید پختہ ہوا کہ ایمان کی تکمیل کے لیے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنا ضروری ہے۔ کاش ہم بھی ان مومنوں میں شامل ہو جائیں جن کا اوڑھنا بچو نا ہی حب اللہ اور حب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حمد و نعت کے دل موہ لینے والے اشعاروں نے ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا اور یہ بہت ہی معلوماتی خصوصاً تاریخ پاکستان سے منسلک تھا اور آنے والی نسلوں کے لیے پیغام تھا کہ پاکستان کا حصول سخت محنت لگن اور دن رات ایک کر دینے سے ہی ممکن ہوا ہے، لہذا اس سلسلے میں ہمارا بھی کچھ فرض بنتا ہے۔

23 مارچ 1940ء کا دن ہم کیسے بھلا سکتے ہیں۔ یہ وہ عظیم دن ہے جس کا برصغیر کے مسلمانوں کو شدت سے انتظار تھا بالآخر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ دن دکھائی دیا جس پر وہ فخر کر سکیں۔ "پاکستان کے تاریخی مقامات" ایک معلوماتی مضمون تھا۔ پاکستان میں واقعی بہت سے خوبصورت اور حیران کن تاریخی مقامات ہیں۔ خاص طور پر لاہور، شہر ٹھیک ہی تو کہتے ہیں "لاہور، لاہور

اے۔"

بائبل پاکستان بشری رحمن صاحب کی وفات کے بارے میں پڑھ کر افسوس ہوا اور ان کے دعائے مغفرت کی۔ یوں لگا کہ ہم ایک بہت بڑے ورثے سے محروم ہو گئے ہیں۔ یہ تو ازل سے ہے کہ ہر ذی روح کو موت کا ڈانڈ چکھنا ہے موسم بہار اور پاکستان کے بارے میں رنگ رنگ نظمیں اور اشعار پڑھ کر واہ واہ کراٹھے کہ ہمارے یہاں مستقبل کے شاعر بھی پیدا ہو رہے ہیں (اور بڑی تیزی سے) جو کہ ایک خوش آئند بات ہے۔ کمرہ نمبر 12 میں بچتا دوسے کی آگ آخر کار بجھ ہی گئی کیونکہ صحیح مسیحا جو مل گیا تھا۔ مرزا شہباز کی "یوں بنا تھا پاکستان" ایک اچھی کاوش تھی۔ اب ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اس کشن پاک کی جان و دل سے حفاظت کریں اور اس کی ترقی کے لیے دن رات ایک کر دیں اور اسے بلندی کے اس مقام تک پہنچا دیں کہ جہاں دشمن ایک بھی نگاہ غلط ڈالنے کی کوشش کرے تو اسے منہ کی کھانا پڑے۔ "پھول سب کے لیے" "پھول کی اک اداس سب سے جدا" یہ وہ جملے ہیں جو پھول کو سب سے الگ اور منفرد بناتے ہیں۔

ڈاکٹر فوزیہ سعید نے پانی کی اہمیت اور اس کے استعمال پر جامع خیالات کا اظہار کیا۔ B+ ایک منفرد کہانی تھی جو محمد عارف عثمان کے قلم سے نکلی اور پھول کے صفحے کی زینت بنی اور بہت سے قارئین کو پڑھنے کا موقع فراہم کر گئی۔ "قلمی منصوبہ" دراصل یہ سبق ہے کہ فلاح و بہبود کے کاموں کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اس کے لیے ذہنی و جسمانی کاوش کو بروئے کار لائیں۔ قرآن العظیم خرم باغی کی "سایہ خدائے ذوالجلال" ایک زبردست سائنسی کہانی تو تھی ہی اس کے ساتھ ساتھ ملکی حفاظت کی اہمیت پر بھی جتنی تھی۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ "ایک سچا پاکستانی" کزنی شہزاد کے قلم سے بہت ہی منفرد تحریر تھی جو تمام پاکستانیوں کے اندر یہ جذبہ مزید جگا رہی تھی کہ اٹھو اے پاکستانو! یہ وطن ہمارا ہے۔ ہم ہیں پاساں اس کے۔ ڈاکٹر فضیلت ہانوی نے "گیدڑ ہاشیر" کے ذریعے معاشرے کی صحیح عکاسی کی ہے ہمیں بھی سمجھداری اور دانائی سے ملک دشمن کینہوں کو راستے سے ہٹانا چاہیے تاکہ کوئی اس پاک سرزمین کو کسی بھی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے۔

"پھول اخبار" خبروں سے بھر پور تھا کچھ افسردہ اور کچھ

معلومات خبریں۔ سرسبز راشد منیر احمد، سابق سینئر نڈز ایڈیٹر وحید قیصر، لاہور کے سابق سرکولیشن منیجر افتخار علی شاہ کی شہادی وفات کا پڑھ کر دل ہی افسوس ہوا۔ اور ان کے لیے فاتحہ خوانی کی (شکریہ)۔

شانزدہ کے ”منٹا کرے“ پڑھ کر ہاوردی خانے میں جانے کا سوچتے سوچتے ”تسلیم جعفری ایوارڈ“ کی تقسیم کے صلے پر چاہیے اور ایوارڈ دیتے اور لیتے تمام احباب کو زبانی مبارک باد ہی کہہ سکے (منٹائی ہی بھجوا دیتیں)۔ کہکشاں کی چکاچوند سے مستفید ہوئے تو ”استانی جی کا بیک“ ایک ہی سانس میں پڑھ ڈالی اور سبق یہ ملا کہ محنت سے اپنا مقام بنانے میں ہی عزت ہے۔ ”صلہ“ اور ”احساس“ سے یکے بعد دیگرے فارغ ہوئے۔ نئے نئے بچوں کے فن پارے دیکھ کر خوشی محسوس ہوئی کہ ہمارے نونہال بھی کسی سے کم نہیں ”امانت“ ایک اچھی اور نئے قارئین کے لیے ایک سبق آموز تحریر تھی۔ ”حلاش“ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ انسان سے زیادہ جیتی ہیرا تو کوئی ہوتی نہیں سکتا بس اس کی تراش خراش کے لیے ”محنت، لگن، وقت اور بہت دھوسلے کی ضرورت ہے۔ اسی صفے پر قائد اعظم اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ نظر آئے تو ان کو جب تک کر سلام کیا۔ المانج حضرت غلام قادر چشتی کے بارے میں معلومات میں کافی اضافہ ہوا اور اسلام کے لیے ان کی کاوشوں کو سراہا۔

”باہت بچہ“ تحریر میں حسن کی بہت دھوسلے کو داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔ ”یہ آنکھیں سلامت ہیں جب تک“ پڑھ کر پاک فوج کی بہت و جرأت کو سلام اور ایک عدد سلیوٹ پیش کیا۔ ”مسکراہٹیں“ اس دفعہ چہرے پر مسکراہٹ لے لی آئیں (حیرت ہے) ہلا ہوا ان کا۔ ”کھینے بیٹھے“ خطوط پڑھ کر لکھاریوں کو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ لگے رہا بھی تو منزل آئی نہیں (یہ پیغام آپ کے لیے بھی ہے)۔

”عزم“ پڑھ کر ہمارے وزیر اعظم عمران خاں صاحب کی سرسبز پاکستان کی مہم کو خوب سراہا جس کے نتیجے میں ہمارے بچوں نے بھی اس میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ابھی یہ کام مزید جاری رکھنے کی ضرورت ہے اس حد تک کہ پاکستان کے ہر گھر میں کم از کم ایک درخت لازمی ہونا چاہیے تاکہ ہر شہری تازہ ہوا سے مستفید ہو سکے۔

”وقت کی اہمیت“ ہماری نوجوان نسل میں یہ اہمیت پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے جو اپنا قیمتی وقت موبائل، ٹی وی، کمپیوٹر میں ضائع کر رہے ہیں (آپ بھی تھوڑی دیر کے لیے موبائل بند کر دیں)۔ بعد میں پچھتانے کا کوئی قاعدہ نہیں۔ جب وقت ہاتھ سے نکل جائے۔ لوبی ایہ کیا پھول تو اپنے اختتامی سطح تک پہنچ گیا اور ہم لکھنے کی رو میں بہتے ہی چلے گئے کہ احساس ہی نہ ہو سکا کہ ہم تو سارا پھول ہی کھکھال چکے ہیں۔ اگلے ماہ تک کے لیے ”خدا حافظ“ (خطوط کا پورا مضمون کھا گئی ہیں)۔ (عروج قاطر، جزائوال)

☆..... پھول میگزین کی پوری ٹیم اور سب پڑھنے والوں کو خلوص بھرا سلام۔ اللہ آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہمارے ساتھی ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی صاحب کو صحت اور زندگی دے (آمین)۔ انسانوں میں خوشیاں بانٹنے والے لوگ بڑے قیمتی ہوتے ہیں۔ میں اپنے ان ساتھیوں کا بھی مشکور ہوں جو میری ٹوٹی پھوٹی تحریروں کو سراہتے ہیں (ہاں جی، ہاں جی)۔ ایک سوال پوچھنا تھا کہ یہ جو اہل قلم کا نفرنس یا دوسرے پروگرام ہوتے ہیں ان میں شامل ہونے کے لیے کوئی شرط ہے یا ہمارے جیسا بھی کوئی شامل ہو سکتا ہے (مارچ کے پھول میں اشتہار دیا تھا کہ جوانی لفظ بھجوا کر فارم منگوا لیں)۔ (مجاہد لغاری، ٹنڈوالہیار)

☆..... رسالہ میں بہت ساری کہانیاں اور مضامین پسند آئے۔ باقی پورا رسالہ مارچ کے حوالے سے بھی بہترین تھا (مختصر خط لکھنے کا شکریہ)۔ (وجیہا کا کاخیل اعزاز اللہ، پشاور)

☆..... مارچ 2022ء کے شمارے کا سرورق خوبصورت اور دلربا تھا۔ سرورق پر لکھا ”23 مارچ تجدید عہد کا دن“ سرورق کو چار چاند لگا رہا تھا۔ اس بار احتساب بہت عمدہ تھا جو کہ ”ادیبوں کے نام“ تھا۔ فہرست پر نظر دوڑائی۔ اپنا نام دیکھ کر دل سے خوشی کے لہو پھوٹ پڑے (دوبارہ پھوٹنے کا سنا تھا)۔ ”عہد و نعت“ کی خوشبو سے قلب کو مہکایا۔ ”کرنیں“ میں اس بات کی آگاہی دی گئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی سب سے مقدم ہیں۔ اور یہ پڑھ کر آگے بڑھے۔ ”23 مارچ یادگار دن“ پڑھ

کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ شریف شیوہ کی نظم ”یہ ہے میرا وطن“ پر بہار ہے۔ رب العالمین کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمیں ”پاکستان“ کی صورت جنت کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا۔ اپنی کہانی اور نظم ”قرار داد پاکستان“ دیکھ کر بے بہا خوشی و مسرت ہوئی۔

”پاکستان کے تاریخی مقامات“ پڑھ کر معلومات پڑھیں۔ اللہ ہمارے پاک وطن کو حاشر قائم رکھے۔ (آمین) ”بلبل پاکستان“ کی رحلت پر بے حد افسوس ہوا۔ رب کریم مرحوم کی لحد کو منور کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا فرمائے۔ (آمین) ”موسم بہار“ کے بارے میں لکھی گئی نظمیں بھی پر بہار تھیں۔ خدا ہر مسلمان کو زندگی کی حقیقی بہاریں نصیب فرمائے (آمین)۔

نظمیں سبھی لا جواب تھیں۔ کہانی ”ایک سچا پاکستانی“ میں کزنی شہزادہ صلیب نے کردار کی خوب منظر کشی کی۔ بے حد موثر کن کہانی۔ ”پھول انسائیکلو پیڈیا“ میں محمد فرمان اشرف معلوماتی باتیں بتاتے ہیں۔ اللہ انہیں اجر دے۔ ”میں پاس ہو گیا“ تسلیم جعفری صاحب کی بچی کہانی معاشرے کی اہم عکاس تھی۔ ”پھول لکھاریوں کے لیے خوشخبری“ پڑھی جس میں بتایا گیا کہ اس سال ”قومی اہل قلم کانفرنس ادب اطفال 2022“ کا انعقاد کیا جائے گا۔ اگر اللہ نے چاہا تو پھر بھی آپ کو مہمان نوازی کا شرف بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس یادگار کانفرنس کو خیر و عافیت اور خوشی سے پایہ تکمیل تک پہنچائے (آمین)۔ ”کہکشاں“ میں انتہائی سبق آموز تحریریں ہوتی ہیں۔ خوب مستفید ہوتے ہیں ماشاء اللہ! عائشہ طارق کی کہانی ”یہ آنکھیں سلامت ہیں جب تک“ ایک شاندار شہکار تھی۔ مسکراہٹیں پڑھ کر ایسی ہنسی آئی کہ..... کہ آنکھیں ہیک ہیک گئیں (ہنسی آئی تھی کہ روتا)۔ آخر میں ”پہلی کہانی“، ”عزم“ اور ”وقت کی اہمیت“ میں بہت سے اسباق پنپاں تھے۔ بتایا تو اس اس بار غیر حاضر تھے۔ شاید ابھی تک ہوش میں نہیں آئے بے چارے! (ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہے ہیں)۔ (محمد سفیان اکرم گورمانی، ٹی بی قیصرانی)

☆..... پھول کی تمام ٹیم اور پھول کی روشنی کو تروتازہ رکھنے والے رائٹرز اور قاری اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہوں گے۔ (آپ کی درخواست سرکولیشن منیجر کو بھجوا دی ہے)۔ (ایم افضل، پورے والا)

☆..... مجھے شفا حاصل نہیں ہو رہی، بہتر علالت پر پڑے پڑے بھی لکھی، علمی و ادبی سرگرمیاں ممکن حد تک جاری رکھے ہوئے ہوں (اللہ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے) اور ماہنامہ پھول سے مکمل تعاون کر رہا ہوں۔ پھول سے میرا بڑا پرانا تعلق ہے۔ پھول میرا سانس ہی ہے اس نے میرا لکھی حلقوں میں تعارف کرایا مجھے ساتھ لے کر چلا۔ اب یہ ممکن نہیں رہا کہ میں پھول کا ساتھ چھوڑ دوں۔ یہ پھول اب میری سانسوں میں رچ بس گیا۔ جناب نقاشی صاحب کا لگایا یہ پھول سدا بہار ہے۔ اس کی خوشبو تادیر تک چلتی جائے گی اور نئی نسل کے ذہنوں کو معطر کرتی جائے گی۔ بھلا ہو پھول کے پانی کا جس نے نئی نسل کو اپنے جوہر دکھانے اور قلم کا چادو چگانے کے لئے ایک خوبصورت پلیٹ فارم مہیا کر دیا اور آپ جیسے قلم نویس اور تجربہ کار لوگ بھی میسر آ گئے۔ اس پھول کے شوق رنگوں کو آپ کبھی چپکے نہ پڑنے دیں گے۔ آپ کی جدوجہد اور محنت نے پھول کو ایک بین الاقوامی پوزیشن دے دی۔ پھول اب صرف اوراق کا مجموعہ نہیں رہا یہ ایک مشن ہے جو ہماری نئی نسل کو کامیابی اور کامرانی کی جانب گامزن کئے ہوئے ہے۔ ان سب مہربانوں کا دلی طور پر شکر گزار ہوں جو حراج پری کرتے رہتے ہیں اور جینے کا نیا عزم و حوصلہ دے جاتے ہیں۔ میں نے مصروف زندگی گزاری ہے میں 35 سال پہلے 1986ء میں گورنمنٹ سرویس ریٹائرڈ ہوا تھا۔ اب زندہ رہا تو یکم اپریل کو میری 96 سالہ سالگرہ ہوگی (سالگرہ کی چٹیلی مبارکباد۔ ڈھیروں دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ) خوب میلہ بچے گا شاید اگر تے پڑتے عمر کی ایک صدی بھی پوری کر جاؤں۔ والدہ مرحومہ نے 111 سالگی عمر پائی جو تحریک پاکستان کی معروف خاتون کارکن تھیں۔ میں بھی تحریک پاکستان کا ادنیٰ کارکن رہا۔ مجھے قائد اعظم کے ساتھ تین ملاقاتوں کا شرف حاصل ہے۔ بانی پاکستان مرد آہن تھے۔ جنہوں نے لاہور ماؤنٹ نیشن، گاندھی اور نہرو کی سیاست کا پیہ جام کر دیا۔ ساری عمر میری قلم سے کھیلنے لگی۔ ”پن از پاد“ زندگی وہی جو کسی کے کام آ جائے۔ (ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی۔ شوکت شہر)

☆..... مارچ کا شمارہ حسب معمول رتین سرورق کے ساتھ موصول ہوا۔ مینار پاکستان کی تصویر سرورق کی زینت تھی جو ہمیں 23 مارچ 1940ء کی یاد دلا رہی تھی۔ بچوں کی ہنسی مسکراتی تصویریں ہمارے روشن

مستقبل کی نوید دیتی نظر آئیں۔ اللہ پاکستان کو اور اہل پاکستان کو شاد باد رکھے اور دشمن کے شر سے محفوظ رکھے (آمین ثم آمین)۔

☆..... انتساب پڑھ کر دل خوش ہو گیا (آپ کے نام جو تھا)۔ آپ نے بچوں کے لیے ادب تخلیق کرنے والوں کے نام انتساب کیا ہے۔ ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نئی نسل کی صحیح تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق دے تاکہ ہماری نسل اچھے طریقے سے پروان چڑھ سکے (آمین)۔

☆..... ”پھول رنگ“ یعنی فہرست میں اپنا نام دیکھ کر خوش ہوئی کہ ہم بھی ادیبوں میں شامل ہو گئے ورنہ تو ہم نے شاعری پر زور دیا ہوا تھا (شاعری پر ہی زور دیں تو بہتر ہے)۔ اب پتہ چلا ہم نثر بھی لکھ سکتے ہیں۔ ”اداریہ“ مارچ کے حوالے سے زبردست ہے۔ پاکستان اور تحریک پاکستان کے حوالے سے لکھنے والے شاعر ادیب عام لکھاریوں سے زیادہ قابل احترام ہیں کہ وہ ملک کی بات اگلی نسل تک احسن طریقے سے پہنچانے کا قومی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ایسی کتابیں پڑھنے والوں کو تاریخ سے آگاہ ہی نہیں کرتیں بلکہ جذبہ حب الوطنی بھی بیدار کرتی ہیں۔ آپ نے آخری جلد بڑا اچھا لکھا ہے کہ آئیے مارچ 2022ء سے ہم تعمیر پاکستان کے نئے سفر کا آغاز کریں۔

☆..... اگر ہے جذبہ تعمیر زندہ تو پھر کس چیز کی ہم میں کمی ہے (احمد نعیم قاسمی)

☆..... مارچ کے حوالے سے ”پھول“ میں بہت مواد ہے جو کسی بھی تقریب کو سجانے میں معاون ہو سکتا ہے (کروائیں تیاری پھر بچوں کو)۔ (ایمن کنول۔ پرورد)

☆..... محترم آپ کی شکر گزار ہوں، ہمیشہ کی طرح اب بھی رہنمائی دوبارہ لکھنے کی طرف لانے کے لئے کی۔ ”پھول“ کے لئے لکھنے کو دل چاہتا تھا۔ آپ تو اب ترقی کی خاصی منازل طے کر چکے ہیں آپ کو شاہی بھی بنتی تھی۔ یقیناً رہنمائی کرنے والے آخر رہنما بن کر ہی سامنے آتے ہیں۔ ہم کچے رنگوں میں بے ہوش کو آپ کے پھول کے کچے رنگوں کی ضرورت رہتی ہے (گلتا ہے ابھی رنگساز سے دوپٹے رنگو کر آئی ہیں)۔ پھول کے تمام سطع ہی اچھے جا رہے ہیں (جا کھیں نہیں رہے اپنی جگہ قائم ہیں) اور ساتھ ساتھ اداریہ، بلکہ آپ کے کالم اخبار ”نوائے وقت“ میں بھی پڑھے۔ آپ روزمرہ کی کمی کو تاہوں پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس بار آپ نے

☆..... نی ایس ایل کے مقابلوں کی وجہ سے جگہ جگہ ٹریک جام کا لکھا تو آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کراچی میں بھی لاہور سے مختلف حال نہ تھا۔ یہاں پر بھی ہم خاص اذیت میں مبتلا رہے۔ کچھ نہیں آتا کرکٹ کو خراجی اہمیت کیوں دی جاتی ہے۔ ہمارا قومی کھیل ہاکی تو کہیں نظر ہی نہیں آتا۔ فروری، مارچ بچوں کے قائل بھی پڑ کے مہینے ہوتے ہیں۔ نی ایس ایل کی وجہ سے بچوں کی پڑھائی خاص متاثر ہوئی ہے۔ آپ کو نکاح میں چلنے میں دیر ہو گئی۔ یہ کسی عزیز کا نکاح تھا آپ کا اپنا ہوتا تو یقیناً ایک دن پہلے ہی نکل جاتے (ایک دن نہیں ایک ہفتہ پہلے)۔ بچوں کے ادب کے حوالے سے ایک بات حکومت تک پہنچادیں کہ بچوں کے ادب کے لئے خصوصی انعام رکھے جائیں۔ یعنی جو میگزین جیسے ”پھول“ ہے اور دوسرے رسالے ہیں ایک الگ سے ایوارڈ کا اہتمام کیا جائے۔ آپ ارباب اختیار تک یہ بات پہنچائیں آپ کی ملاقات ایسے حلقوں میں رہتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہی وزیر اعلیٰ کے ترجمان حسان خاور سے بھی ادبی نشست میں ملاقات رہی مگر اس سلسلے میں خاص قدم آپ ہی اٹھائیں، کیونکہ آپ نے ہر موقع کی مناسبت سے کسی نہ کسی حوالے سے یہ خدمت انجام دی ہے (کئی سال سے یہی کوشش کر رہے ہیں مگر.....)۔ آپ یقیناً ان موضوعات پر اپنے صاف موقف بھی پیش کرتے ہیں اور قلم بھی کاٹ کر تار پتا ہے۔ آپ ایک عاجز انسان تو ہیں مگر غافل نہیں۔ انشاء اللہ پوری کوشش رہے گی آپ کی رہنمائی میں قلم کی تازگی برقرار رہے (روزانہ صبح اٹھ کر اپنے چہرے اور قلم پر خضفے پانی کے چھینٹے مارا کریں)۔ آپ سے معذرت کے ساتھ کہ آپ سے اجازت لیے بغیر آپ کے اداریوں کے حوالے سے کہانی لکھ ڈالی (اس کو آپ کہانی کہتی ہیں؟ حیرت ہے) مگر ایسا کرنا ضروری تھا۔ ہاں ہی۔ آپ کے الفاظ آپ کی زبانی کہانی میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ آپ میرے استاد ہیں اور آپ کی شخصیت کو آپ کا قلم ہی واضح کرتا ہے ورنہ تالائق شاعر کیسے جرأت کر سکتے ہیں (جیسے آپ نے کی ہے)۔ لکھنا بہت کچھ چاہتی ہوں مگر وقت (شکر ہے)۔ ورنہ پتہ نہیں کب تک اور کیا کیا لکھتی رہیں) اللہ حافظ سلامت رہیں۔ اللہ کی امان میں رہیں (چاہے کراچی، لاہور یا ملتان میں رہیں)۔

(فرمین میر، نارتھ کراچی)

☆.....☆.....☆

عیشا صائمہ

”آئے دن نہیں بدو میں 365 دنوں بعد آتا ہوں میں کون ہو سکتا ہے“ بھلا رانی نے مٹھو سے پوچھا۔
”سوچو سوچو، اور بتاؤ کون ہے وہ؟“ مٹھو نے رانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔
”کیا میں اسے مل چکی ہوں؟“ رانی نے آنکھیں چمکارتے ہوئے پوچھا۔
”مٹھو کچھ سوچتے ہو کیوں لا“ کئی سال سے مل رہی ہو اسے؟“
”کئی سال سے مل رہی ہوں تو پھر مجھے یاد کیوں نہیں آ رہا۔“ رانی نے اپنا ایک ہاتھ ماتھے پر رکھ کر سوچتے ہوئے مٹھو سے کہا۔
”کیا میں نے اسے دیکھا ہے؟“ رانی پھر مٹھو کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

”دیکھا بھی ہے محسوس بھی کیا ہے۔ ہار مان لو نہیں سمجھ آ رہی تو“ مٹھو نے رانی سے کہا۔
”لیکن رانی ہار ماننے کو تیار نہ تھی۔ اسی اثنا میں پاس بڑا کیلنڈر بولا۔
”یہ میں ہوں مٹھی کیلنڈر جسے نئے سال میں سب بھول جاتے ہیں۔ میرے پہلے دوست کو آپ نے باہر پھینک دیا۔ اور مجھے یعنی نئے کیلنڈر کو لے آئے۔ میں وہی کیلنڈر ہوں تا جو آپ کو دنوں مہینوں اور ہفتوں کا حساب بتاتا ہے۔“ رانی غور سے کیلنڈر کو دیکھ رہی تھی۔
”پھر کیلنڈر سے کہنے لگی“ مجھے بتائیں ساری تفصیل۔“
”مجھ میں 12 ماہ اور 52 ہفتے ہوتے ہیں“ کیلنڈر بولا۔
”اور ہر ہفتے میں سات دن یوں پورے سال میں 365 دن ہوتے۔“
”رانی کیلنڈر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی“ یہ سرخ تاریخ پانچاٹھ سال کی عمر کا ہے؟“
”کیلنڈر بولا“ یہ مجھے کا دن اور اتوار کا دن ہے۔ اور باقی

سرخ نشانات پورے سال میں ہونے والی چٹھیاں ہیں۔“
”اور آپ کے بارہ مہینوں میں کتنے دن ہوتے ہیں؟“
”رانی کیلنڈر سے پوچھنے لگی۔
”میرے بارہ مہینوں میں سات ماہ جن میں جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اگست، اکتوبر، دسمبر میں اکتیس دن اور چار ماہ اپریل، جون، ستمبر، نومبر، میں تیس دن ہوتے ہیں۔“ کیلنڈر نے رانی کو بتایا۔
”یہ تو کیا رہ ماہ ہو گئے کیوں مٹھو؟“
”بالکل..... رانی لٹیک کہہ رہی ہے۔“
”ایک مہینہ رو گیا وہ کون سا ہے؟“
”کیلنڈر نے کہا“ وہ فروری کا مہینہ ہے جو میرا دوسرا ماہ ہے۔ یہ اٹھائیس دن کا ہوتا ہے اور چار سال کے بعد اکتیس کا ہوتا ہے۔“

رانی پھر کیلنڈر سے مخاطب ہوئی ”ہر چار سال بعد اکتیس کا ہوتا ہے اس کا کوئی خاص نام بھی ہے کیا؟“
”جب اس کے اکتیس دن ہوتے ہیں تو اسے لیپ کا سال کہتے ہیں، اور جب فروری اکتیس دن کا ہو تو اس سال 366 دن ہوتے ہیں۔“

”واہ بہت اچھی معلومات ہیں“ رانی پر غور ہو کر بولی۔
”یہ بتائیں کیا رمضان اور عید کے حوالے سے بھی معلومات ہیں آپ کے پاس؟“
رانی کے اس سوال پر کیلنڈر بھائی مسکرائے اور بولے ”اپریل میں رمضان شروع ہوگا اس کی اور عید کی معلومات الگ سے بھی ایک طرف لکھی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پورے سال میں جو خاص دن ہے وہ بھی لکھ دیئے گئے ہیں؟“

رانی نے تالیاں بجا کر کیلنڈر بھائی کا شکریہ ادا کیا۔
”اتنی اچھی معلومات بتانے کا بہت شکریہ۔ کیونکہ ایسے ہم سب بچے آپ کے بارہ ماہ کے نام بھی آسانی سے یاد کر لیں گے۔ اور ہمیں ہفتے اور دنوں کا حساب بھی یاد رہے گا۔“ رانی نے کیلنڈر بھائی کا شکریہ ادا کیا اور اس سے دوستی کر لی۔

کیلنڈر بھائی نے کہا ”میں دوستی ایک شرط پر کروں گا۔“
رانی بولی ”کیا شرط ہے؟“
”ہر دن آپ کوئی نہ کوئی اچھی بات سیکھ کر اس پر عمل کی کوشش کریں گی، تاکہ سال کے ختم ہونے پر آپ کے پاس بہت سی نیکیاں جمع ہو جائیں۔“
رانی نے وعدہ کیا، یوں کیلنڈر بھائی اور رانی کی پکی دوستی ہو گئی۔

کیا آپ بھی کیلنڈر سے دوستی کریں گے؟

☆.....☆.....☆

اسے حیرت ہوئی کہ کیلنڈر بولنے لگا تھا.....

کیلنڈر کا مکالمہ





زیادہ سے زیادہ

آپ کا

اور شاندار انعام بھی
آپ کا

اس تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ "پچھول" میں شائع کر دہ کوپن پر
اپنے نام و پتہ کے ساتھ لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوائیں۔
سب سے بہترین جملہ لکھنے پر ایک انعام دیا جائے گا۔

راستہ تلاش کریں

Saving Water



رنگ بھریے



دونوں تصویروں میں پانچ جگہ فرق ہے۔ ذرا ڈھونڈ کر تو بتائیے۔



جاذب نظر
پاکٹ سائز
مجموعہ

القرآن الکریم

اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا
(سورہ بقرہ آیت: 185)

Paak Company®

Lahore-Karachi

**Quality Publishers
of Holy Qur'an**

(رجسٹرڈ)
پاک کمپنی
لاہور۔ کراچی

ناشران قرآن مجید



قرآن فہمی کے لیے پاک کمپنی کے دلکش،
خوبصورت، اعلیٰ طباعت و معیاری کتابت والے قرآن پاک،
تجویدی، رنگین، مسترحب، معراء طلب فرمائیں۔

برانچ آفس:

نود صابر نہاری، نیو آر دو بازار، آف ایم۔ اے جناح روڈ، کراچی۔

فون: 021- 32603104

ہیڈ آفس:

17- آر دو بازار، لاہور پاکستان۔

فون: 042-7230555-7352427-7120077

e-mail: pakcompany@hotmail.com | www.pakcompany.com.pk | facebook: pakcompany



جام شیریں رونق سحر و افطار سب پیتے ہیں



100% خالص عرقیات سے بنا قرشی جام شیریں
ہے لائٹ لائٹ ریفریشنگ! تب ہی تو سارے رمضان،
پورے پاکستان میں دودھ، سوڈا، لیموں اور برف
میں ملا کر جام شیریں... سب پیتے ہیں!



شربت
جام شیریں

قدرتی معقبات سے تیار کردہ

